اسلام علیکم !
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com
https://www.znzlibrary.com/
https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now

باکس میں موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

میں تیرا دیوانہ ہوا

ارفع خان

صارم اور عبداللہ ٹیبل پر آمنے سامنے تھے۔ان کے گروپ کے لوگ ان کے ارد گرد موجود تھے۔دونوں پنجا لڑا رہے تھے۔دونوں کے چہرے کے تاثرات انتہائی سنجیدہ تھے۔

"صارم۔۔۔

صارم۔۔۔

عبداللہ۔۔۔

عبداللہ۔۔۔"

ان کا گروپ ہوٹنگ اور شور سے انہیں بک اپ کر رہا تھا۔

صارم ہارنے والا تھا اور عبداللہ جیتنے والا تھا۔

"لگتا ہے اس بار بازی عبداللہ لے جائے گا۔" ایک لڑکے نے اشتیاق سے کہا۔

"صارم نے کبھی ہار نہیں مانی۔" دوسرے لڑکے نے فخر سے کہا۔ وہ غالباً صارم کا حمایتی تھا۔

"لیکن آج ہار رہا ہے۔" پہلے نے تبصرہ کیا۔

جب عبداللہ جیتتے جیتتے ہار گیا۔

"صارم۔۔۔۔

صارم۔۔۔۔

صارم۔۔۔۔"

"صارم ہاری ہوئی بازی کو پلٹنا بھی خوب جانتا ہے۔" صارم نے اس لڑکے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر غرور سے کہا۔

"صارم تم نے چیٹنگ کی ہے۔"

"میں انصاف سے کھیل کر جیتنا جانتا ہے۔ تم اپنی شرط پوری کرو۔"

"صارم کیا یار ہر بار خود جیت جاتے ہو۔"

"محبت اور جنگ میں سامنے والا دشمن ہوتا ہے۔ چاہے وہ سگا بھائی ہو۔"

صارم مغرور چال چلتا آگے بڑھ گیا۔ پیچھے عبداللہ تلملاتا رہ گیا۔

"ایکسکیوزمی بی بی اے فرسٹ سیمسٹر کی کلاس کہاں ہو گی؟" رامین نے کسی لڑکی کو روک کر پوچھا۔

وہ لڑکی کندھے اچکا کر آگے بڑھ گئی۔

"ایکسکیوز مس مے آئی ہیلپ یو؟" صارم نے مسکراتے ہوئے پراعتماد انداز میں پوچھا۔

"یس بی بی اے فرسٹ سمیسٹر۔" رامین نے کہا۔

"اوئے انہیں بی بی اے فرسٹ سمیسٹر کی کلاس میں چھوڑ دے۔" صارم نے پاس سے گزرتے ایک لڑکے کو آواز دی۔

"آئیں۔" وہ لڑکا سر اثبات میں ہلاتا دوسری جانب بڑھا۔

"نہیں صرف بتادیں۔" رامین نے ہچکچاتے ہوئے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا۔

"آج آپ کا پہلا دن ہے اور آپ ہماری مہمان ہیں تو خاطر مدارت تو بنتی ہے۔ مجھے صارم شاہ کہتے ہیں بی بی اے لاسٹ سمیسٹر۔" صارم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس معصوم سی لڑکی کو دیکھا۔ جو سر پر دوپٹہ ٹکائے کالی جھیل جیسی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"ہیلو۔"رامین نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

صارم نے مسکراتے ہوئے وہی ہاتھ اپنے سر پر پھیرا۔

"چل چھوڑ دے۔"صارم نے اسے اس لڑکی کے ساتھ بھیجا کیونکہ فلحال وہ اس کا نام نہیں جانتا تھا لیکن عنقریب وہ اس کے پیچھے پھرنے والی لڑکیوں میں شامل ہونے والی تھی۔

"تھینک یو۔"رامین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے یونی میں بہت سی لڑکیاں ٹاپ ٹراؤزر کھلے بال دوپٹوں کے بغیر دیکھی تھیں لیکن ایسے نمونے اسے کم کم ہی دیکھنے کو ملتے تھے اور جو ملتے تھے وہ بہت جلد اپنے رنگ ڈھنگ دکھا دیتی تھیں۔

وہ جانتا تھا بہت جلد یہ لڑکی بھی اسی فیشن شو کا حصہ بننے والی تھی۔

رامین اس لڑکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔پیچھے صارم مسکراتا ہوا چلا گیا۔

——----------------

"کلاس کہاں ہے؟" رامین نے اس لڑکے کے پیچھے چلتے ہوئے پوچھا۔

"بس تھوڑا آگے ہے۔ بی بی اے کے لیے نئی بلڈنگ بنی ہے۔ وہاں ہوں گی اب سے ساری کلاسز۔" اس لڑکے نے کوریڈور کے آخری حصے کی طرف اشارہ کیا۔

رامین پہلے بھی دو بار پوچھ چکی تھی اور وہ یہی جواب دیتا۔

"سٹوڈنٹس کیوں نظر نہیں آ رہے؟ کہاں ہیں؟" رامین نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ وہ قدرے سنسان ایریا تھا۔ یہاں سٹوڈنٹس کا رش بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔

"سٹوڈنٹس لیٹ لطیف ہوتے ہیں اور پھر آج فرسٹ ڈے ہے۔ لیں آ گئی آپ کی کلاس۔ آپ ایسے ہی ڈر رہی تھیں۔" اس لڑکے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Zubi Novels Zone

"یہاں سٹوڈنٹس نہیں ہیں؟

"آجائیں گے تھوڑی دیر تک۔آپ جلدی آگئی ہیں."اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری کلاس ہے میں چلتا ہوں۔"وہ لڑکا چلا گیا۔

رامین ارد گرد دیکھتے ہوئے اندر آگئی کہ سٹوڈنٹس بھی آجائیں گے۔وہ اندر آکر ارد گرد دیکھنے لگی اور کلاس کا جائزہ لینے لگی۔

جب اسے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔وہ جھٹکے سے پلٹی اور دروازہ پیٹنے لگی۔

خالد صاحب اور فرح بیگم کی تین بیٹیاں رابعہ،رامین اور رانیہ تھیں۔

خالد صاحب اور فرح بیگم کو بیٹے کی شدید خراہش تھی۔

رامین کو خالد صاحب کی یہ کمی خوب کھلتی تھی۔وہ ان کا بیٹا بننا چاہتی تھی۔وہ خوب دل لگا کر پڑھتی تھی اور اسی محنت اور لگن کی بدولت اسے شہر کی بہترین یونیورسٹی میں سکالرشپ پر ایڈمیشن مل گیا تھا۔

"کھولو دروازہ۔۔"رامین زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی۔

اسے لڑکوں کے چھٹ پھاڑ قہقہوں کی آوازیں آئیں۔

"مس انجوائے یور فرسٹ کلاس ان نیو بلڈنگ۔"صارم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"صارم کھولو دروازہ۔"رامین صارم کی آواز سنتے ہی تپ گئی۔

"اوئے ہوئے صارم تیرا تو نام بھی یاد ہو گیا ہے۔"

"اپنی پرسنیلٹی ہی ایسی ہے۔ہر جگہ چھا جاتے ہیں۔یہ تو پھر ایک معمولی لڑکی ہے۔"صارم نے غرور سے کہا۔

"تم ایک بار دروازہ تو کھولو صارم۔میں پھر بتاتی ہوں تمہاری پرسنیلٹی کیسی ہے۔ابھی زمین کے اوپر کھڑے ہو پھر گرے پڑے ہو گے۔"رامین نے تپے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہائے میں ڈر گیا۔میں نہیں کھولوں گا۔

مس مجھے ہراس مت کرو۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"صارم نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی اور پھر قہقہہ لگاتے ہوئے پاس کھڑے لڑکے کو تالی ماری۔

"صارم میں تمہاری کمپلین کروں گی۔"

"ریگنگ کی کمپلین نہیں ہوتی صرف عقل استعمال کرنی ہوتی ہے۔"

"پلیز صارم دروازہ کھول دو۔میری کلاس نکل جائے گی."

"یہاں کی کلاسز کی بنیاد بہت مضبوط ہے۔یہ کہیں نہیں جاتیں۔"صارم نے ایک بار پھر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"صارم پلیز۔۔۔"

"پہلے اپنا نام بتاؤ پھر کھولوں گا۔"

"دروازہ کھولو صارم۔"

"پہلے نام۔"

"پکا کھولو گے؟"

"ہاں پکا کھولوں گا نام بتاؤ."

"ماہا۔" رامین نے جھوٹ بولا۔

دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

رامین تیزی سے باہر آئی۔

"ماہا تم بزنس پڑھ کر کیا کرو گی؟ تمہیں چونا لگانا سب سے زیادہ آسان تھا۔"

رامین اسے اگنور کیے آگے بڑھ گئی۔

"تھرڈ بلڈنگ سیکنڈ فلور روم نمبر ون۔" صارم نے مسکراتے ہوئے ہانک لگائی۔

لیکن اس بار رامین کا اس کی بات سننے کا بالکل ارادہ نہیں تھا کیونکہ وہ قابل بھروسہ نہیں تھا۔

صارم شاہ علی شاہ اور ثمینہ شاہ کا اکلوتا بیٹا تھا۔

علی شاہ ایک بہت بڑے بزنس مین تھے۔وہ بزنس کی وجہ سے بیشتر ٹائم شہر سے یا ملک سے باہر ہی ہوتے تھے۔اسی لیے زیادہ وقت اپنی فیملی کو نہیں دے پاتے تھے۔گو کہ انہیں اپنی فیملی سے بے انتہا محبت تھی اور انہیں اچھا لائف سٹائل دینے کے لیے وہ سر توڑ اپنے کام میں جتے رہتے تھے۔

ثمینہ شاہ کو علی شاہ کی یہ اگنورنس بہت کھلتی تھی۔اسی لیے انہوں نے خود کو سوشل ورک میں الجھا لیا تھا۔

صارم شاہ جوان کی اکلوتی اولاد تھی۔ وہ ماں باپ کی اگنورنس اور عدم توجہی کی وجہ سے بگڑا بد دماغ لیکن ذہین ترین لڑکا تھا۔

صارم شاہ کو لوگوں کو تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔ صارم شاہ کی ایک بہت بری عادت تھی۔ جو کام کرنے کی وہ ٹھان لیتا۔ اس کو ہر حال میں حاصل کرتا۔

"سر مے آئی کم ان؟" رامین بالآخر صحیح کلاس میں پہنچ چکی تھی۔

"یہ کوئی ٹائم ہے آنے کا؟ پہلے دن ہی اتنی لیٹ؟" سر زوار نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سوری سر میں تو ٹائم پر ہی آئی تھی۔" رامین نے کہنا چاہا۔

"تو پھر ہم نے آپ کے استقبال میں دیر کر دی؟" سر زوار نے طنزیہ انداز اپنایا۔

"سر میں غلط ڈیپارٹمنٹ اور غلط کلاس میں چلی گئی تھی۔" رامین نے شرمندگی سے کہا۔

کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں گونجنے لگیں۔

"کیپ کوائٹ۔" سرزوار نے سختی سے کہا۔

"اندر آئیں یہ لاسٹ ٹائم تھا آئندہ نہیں ہونا چاہیے۔" سرزوار نے رعب سے کہا۔

رامین سر اثبات میں ہلاتی اندر آگئی۔

پوری کلاس سٹوڈنٹس سے بھری ہوئی تھی۔

اسے لاسٹ ڈیسک پر ایک لڑکی کے برابر جگہ مل گئی۔

اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے رامین کا خیر مقدم کیا۔

"ریگنگ ہوئی تھی؟"

"تمہیں کیسے پتا؟" رامین حیران ہوئی۔

"تمہارے چہرے پر صاف لکھا ہے کہ تم صارم شاہ کا شکار تھی۔"

"اس نے تمہاری بھی ریگنگ کی ہے؟"رامین نے بے یقینی سے پوچھا۔

" بھی؟ مطلب وہی تھا۔"وہ لڑکی کھلکھلا کر ہنسی۔

رامین شرمندہ ہوگئی۔

"نادیہ۔"اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

"رامین۔"رامین نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

اس کے بعد وہ دونوں لیکچر کی طرف متوجہ ہوئیں۔

------------—-----

ڈنر ٹیبل پر شاہ ہاؤس کے سبھی مکین موجود تھے۔ڈائننگ ٹیبل انواع واقسام کے کھانوں سے بھرا ہوا تھا۔

ایک ملازمہ ان کے سر پر موجود تھی۔

چھری کانٹوں کی آواز ڈائننگ ہال کی فضا میں رقصاں تھی۔

ثمینہ شاہ علی شاہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔جو کہ کافی دنوں بعد اپنی فیملی کے ساتھ ڈنر ٹیبل پر موجود تھے۔وہ کسی بزنس ڈیلیگیشن کے ساتھ پاکستان سے باہر تھے۔

"صارم تم بزنس کب جوائن کرو گے؟یہ تمہارا لاسٹ سیمسٹر ہے۔"علی شاہ کی توپوں کا رخ صارم کی طرف ہوا۔

"ڈیڈ کر لوں گا جوائن۔آفس کون سا بھاگا جا رہا ہے۔"صارم نے لاپرواہی سے سوڈا کا سپ لیا۔

"میں نے تمہارے فیوچر کے لیے بہت کچھ پلان کیا ہے۔تم ایسے ہی غیر ذمے داری کا ثبوت دو گے تو وہ سب کیسے ممکن ہو گا؟"علی شاہ فکرمند نظر آرہے تھے۔

"کم آن ڈیڈ ابھی تو سٹوڈنٹ لائف انجوائے کرنے دیں۔بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔"صارم نے فورک میں چکن پھنساتے ہوئے کہا۔

"علی تم ریلیکس ہو جاو۔ یہ وہی کرے گا جو تم کہو گے۔" ثمینہ شاہ نے علی شاہ کی بازو کو ہاتھ سے سہلاتے ہوئے ٹھنڈا کیا۔

"ثمینہ تمہیں اندازہ نہیں ہے اس کی بہت کمپلینس آرہی ہیں۔ اس نے سٹوڈنٹس کو بہت تنگ کرر کھا ہے۔ اس بار اس کا طریقہ واردات بالکل چینج تھا۔ پہلے یہ اپنے چیلوں کے ذریعے ان کی ریگنگ کرتا رہا ہے اور بعد میں انہیں جا کر ملتا رہا ہے۔" علی شاہ نے سنجیدگی سے بتایا۔

ثمینہ شاہ صارم کو دیکھ کر ہنسنے لگیں۔

صارم بھی ہنسنے لگا۔

"ثمینہ بی سیریس." علی شاہ نے تاسف سے کہا۔

"کیا کروں میں اتنا پاپولر ہوں کہ اپنی شناخت چھپانی پڑتی ہے۔" صارم نے غیر سنجیدگی سے کہا۔

"یہ پاپولیرٹی صحیح جگہ استعمال کرو۔"

"شیور۔"

"ویسے کس کی ریگنگ کرکے زیادہ مزہ آیا؟" علی شاہ نے مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا۔

"ایک بے وقوف کی۔" صارم شاہ کی آنکھوں میں ایک چہرہ چھم سے لہرایا۔

"صارم شاہ کا شکار ایک بے وقوف بنا۔ اتنے برے دن آ گئے ہیں۔" ثمینہ شاہ نے ٹکڑا لگایا۔

"برا دن تھا میرا نہیں اس کا۔ میں نے تو اسے وارن کیا تھا لیکن وہ جال میں پھنسنے کے لیے تیار تھی کیا کر سکتے ہیں۔" صارم شاہ لاپرواہی سے کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔

"آئی ایم گوئنگ مام." صارم نے ثمینہ شاہ کے سر پر بوسہ دیا۔

"آج تو مجھے ٹائم دیتے۔" علی شاہ نے مصنوعی گھوری سے نوازا۔

"میں کمپنی دے چکا ہوں ڈیڈ۔ میرا شہریار لوگوں کے ساتھ پلان ہے۔" صارم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور باہر دوڑ گیا۔

ناشتے کی ٹیبل پر خالد صاحب کی فیملی موجود تھی۔

رابعہ گرم گرم پراٹھے ٹیبل پر پہنچا رہی تھی۔

رابعہ ایف اے کے بعد تعلیم کو خیر آباد کہہ چکی تھی۔اب وہ فرح بیگم کے ساتھ گھر داری سنبھال رہی تھی۔

رامین کا حال ہی میں یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہوا تھا۔جب کہ رانیہ ایٹتھ کلاس کی سٹوڈنٹ تھی اور اس کا ڈاکٹر بننے کا خواب تھا۔

"فرح رابعہ کے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔لڑکے کا نام حسن ہے۔ایک چھوٹا بھائی ہے اور دو چھوٹی بہنیں ہیں اور دونوں ہی شادی شدہ ہیں۔لڑکا پڑھا لکھا اور سلجھا

ہوا ہے۔اچھی آمدنی ہے۔اپنے تنویر صاحب نے بتایا ہے۔یہیں کے رہنے والے ہیں۔مجھے تو اپنی رابعہ کے لیے موضوع لگا ہے لیکن میں چاہتا ہوں ایک بار مل لیں پھر ہی کوئی فیصلہ کریں۔کیا کہتی ہیں؟" خالد نے تفصیل سے بتاتے ہوئے ساتھ ہی رائے بھی مانگ لی۔

"سنڈے کو چائے پر انوائیٹ کر لیں کیا خیال ہے؟" فرح بیگم نے مشورہ لیا۔

"ٹھیک ہے میں ساتھ تنویر صاحب کو بھی کہہ دوں گا۔" خالد صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس آپی کی شادی۔۔۔نئے کپڑے بنیں گے۔ایک دن تو میں شرارا پہنوں گی۔" رانیہ نے ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے کہا ساتھ رامین کو تالی بھی دے ماری۔

وہ دن آگیا تھا جس کا خالد صاحب کی فیملی کو شدت سے انتظار تھا۔

حسن اور اس کی فیملی مل کر جا چکے تھے اور رابعہ کے ہاتھ پر شگن کے پیسے رکھ گئے تھے۔ وہ لوگ جلد شادی چاہتے تھے۔

تنویر صاحب نے بھی ان کی مکمل یقین دہانی کروائی تھی۔ اس طرح رابعہ کا رشتہ حسن سے طے ہو گیا تھا۔

رامین اور رانیہ رابعہ کی مسلسل ٹانگ کھینچ رہی تھیں۔ جو شرماتی لجاتی نظر آ رہی تھی۔

رامین اور نادیہ تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ جب رامین کا پاؤں پھسلا اور وہ گرنے لگی تھی۔

جب ایک مہربان ہاتھ نے تیزی سے اسے گرنے سے بچایا۔

رامین نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

صارم ان بند آنکھوں کی لرزتی جھالر کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

وہ جو آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔خود کو کسی کے حصار میں محسوس کرتی اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔سامنے صارم شاہ کو دیکھ کر سٹپٹا کر پیچھے ہوئی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی؟"

"میں اگر تمہیں نہ پکڑتا تو تم سیڑھیوں سے نیچے جاتی۔تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے۔" صارم نے آگ لگانے والے انداز میں کہا۔

"او رئیلی صارم شاہ۔مجھے عام لڑکی سمجھنے کی غلطی مت کرنا۔میں تمہارے پیچھے پھرنے والی تتلیوں جیسی نہیں ہوں۔جو ایسی بے ہودہ حرکتوں سے تمہاری دیوانی ہو جاتی ہیں۔"

"اوہ ہیلو مس ہولڈ آن تم خود اس قابل نہیں ہو۔جو صارم شاہ تمہاری جیسی معمولی سی لڑکی پر نظر کرم بھی ڈالے۔ایک تو مدد کرو۔اوپر سے فضول کی بکواس بھی سنو۔" صارم نے تنفر سے کہا۔

"تم۔۔"رامین اسے ٹکا سا جواب دینے لگی تھی۔جب نادیہ نے مداخلت کر دی۔

"رامین چلو یہاں سے سب دیکھ رہے ہیں۔"نادیہ اس کا ہاتھ کھینچتی لے گئی۔

صارم نے نفرت سے اسے جاتے دیکھا پھر جیسے کسی خیال کے تحت چونکا۔

"رامین."وہ زیر لب بڑبڑایا۔

صارم شاہ ٹریڈ میل پر بھاگ رہا تھا۔سپیڈ حد سے زیادہ سوا تھی۔جسم پسینے سے شرابور تھا۔

ایک معمولی اور بے وقوف لڑکی کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت اور حقارت دیکھنا اسے برداشت نہیں ہوا تھا۔وہ ہمیشہ چاہا گیا تھا سراہا گیا تھا اور وہ۔۔۔

اسے کس بات پر اتنا زعم تھا۔وہ اس کا یہ غرور چکنا چور کر دے گا۔وہ اس پر یہ ثابت کر دے گا کہ وہ بھی انہیں عام لڑکیوں میں سے ایک ہے۔جو اس کے پیچھے گھومتی ہیں۔

صارم ٹاول سے پسینہ خشک کرنے لگا۔اب اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔

خالد صاحب کے گھر شادی کی تیاریاں عروج پر تھی۔تین مہینے بعد کی ڈیٹ فکس ہوئی تھی۔تین مہینے پر لگا کر اڑ گئے اور اس طرح رابعہ پیا کے دیس سدھار گئی۔

شادی کے بعد رامین آج یونیورسٹی آئی تھی۔

آتے ہی اس کا سامنا صارم شاہ سے ہوا۔جو وہ قطعاً نہیں چاہتی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

صارم شاہ کی نظروں نے رامین کے سراپے کا جائزہ لیا اور اس کے دوپٹے پر ٹھہر گئیں۔ جو پہلے دن کی طرح آج بھی اس کے سر پر جما ہوا تھا۔

یہ دوپٹہ تمہیں اتارنے پر مجبور نہ کیا تو میرا نام بھی صارم شاہ نہیں۔ صارم دل ہی دل میں رامین سے ہم کلام تھا۔

"کیسی ہو رامین؟"

رامین ایک لمحے کو چونکی۔ اس نے تو اپنا نام کچھ اور بتایا تھا پھر اسے کیسے معلوم ہوا؟

"ٹھیک۔" رامین سائیڈ سے جانے لگی۔

"رامین اب تک ناراض ہو؟ دیکھو ایک غلطی میں نے کی۔ ایک تم نے کی۔"

صارم اس کے ساتھ ہم قدم تھا۔

تیزی سے چلتی رامین اس کی آخری بات پر ٹھٹک کر رکی۔

"ہاں تم نے مجھ سے اپنا نام چھپایا پھر بھی مجھے پتا چل گیا حساب برابر ہوا۔

میں اس دن کے لیے سوری کرتا ہوں۔ میں اس دن تم سے روڈ ہو گیا۔ تم نے

مجھے بلاوجہ اتنی باتیں بنائیں تو مجھے بھی غصہ آگیا۔ تم بھی اب ناراضگی چھوڑو

لیٹس بی فرینڈز۔" صارم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دوستانہ انداز میں

ہاتھ بڑھایا۔

"فرینڈز۔" رامین نے بغیر ہاتھ بڑھائے مسکراتے ہوئے دوستی کا اعلان کیا۔

اس دن کی طرح صارم نے آج بھی اپنے خالی ہاتھ کو اپنے سر پر پھیرا۔

اندر ہی اندر غصہ صارم کی رگ وپے میں سرایت کر گیا۔ جسے وہ کمال مہارت

سے دبا گیا۔

"پڑھائی کیسی جارہی ہے؟"

"اچھی۔"

"کافی دن بعد آئی ہو؟"

"سسٹر کی شادی تھی۔"

"ڈیٹس گریٹ۔۔ تم نے مجھے انوائیٹ نہیں کیا؟"

"ہم تب دوست نہیں تھے۔"

"پوائنٹ سمجھدار بھی ہو۔" صارم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رامین بھی مسکرا دی۔

"کچھ سمجھ نہ آئے تو مجھ سے پوچھ سکتی ہو آئی کین ہیلپ یو آفٹر آل ناؤ وی آر فرینڈز۔"

"تھینک یو صارم۔" رامین نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میری کلاس ہے میں چلوں۔" رامین مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی صارم کی مسکراہٹ سمٹی۔

صارم رامین کے آس پاس ہی منڈلاتا رہتا. جہاں وہ ہوتی اس کے پاس پہنچ جاتا اور اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارتا۔

صارم اور رامین کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔

رامین اب اپنی پڑھائی کے لیے کچھ کچھ صارم پر ڈیپینڈ بھی کرنے لگی تھی۔

"یار صارم ایسا کیا ہے اس بہن جی میں جو تو ہمیں بھی ٹائم نہیں دیتا؟" شہریار نے ناراضگی سے پوچھا۔

صارم شاہ اپنے دوستوں کے ساتھ گراؤنڈ میں موجود تھا۔

"کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف غرور اور اکڑ ہے۔ آدھی زمین پر آچکی ہے آدھی تمہارا بھائی کچھ ہی دنوں میں لے آئے گا۔" صارم نے ہنستے ہوئے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"پوری یونیورسٹی میں تو یہ بات گردش کر رہی ہے کہ صارم اس بہن جی کے چکروں میں ہے۔" عمران نے بتایا۔

"ناٹ ایٹ آل اس میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ جو صارم شاہ نگاہ غلط بھی ڈالے۔" صارم نے حقارت سے کہا۔

"بس وقت آ لینے دو میں اس پر یہ ثابت کر دوں گا کہ وہ بھی انہیں عام سی لڑکیوں میں سے ہے۔ جو صارم شاہ کے ایک ہڈی ڈالنے کی منتظر رہتی ہیں۔ اس کے سر سے چار گز کا دوپٹہ نہ اتروایا تو کہنا۔

اسے جو یہ زعم ہے نا عزت دار لڑکی ہونے کا۔ وہ مٹی میں ملا دوں گا۔" صارم نے حقارت سے کہا۔

صارم کے سبھی دوست ہنسنے لگے۔

"وہ جو باکردار بنتی ہے تو اسے محبت کے نام کی دھول نہ چٹوا دی تو کہنا۔ وہ اس ایک ہفتے میں مجھ سے خود آ کر اظہار محبت کرے گی یہاں بیٹھ کر۔ تب میں بتاؤں

گا اسے اس کی اصل اوقات۔" صارم نے اپنے قدموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"صارم رامین۔۔" شہریار نے متوجہ کیا۔

رامین جو گراؤنڈ میں ہی آرہی تھی۔ صارم کے ناپاک ارادے سن کر وہیں تھم گئی۔

وہ اس کا پہلا دوست تھا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی لڑکوں سے دوستی نہیں کی تھی۔ اپنے جذبات اور عزت کی دھجیاں اڑتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ڈھیروں پانی جمع ہونے لگا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے روبرو کھڑی ہو گئی۔

"شاید وہ سب کچھ سن چکی ہے۔" اسد نے آہستہ سے کہا۔

"رامین کوئی کام تھا؟" صارم یکسر انجانا بنا۔

رامین قدم قدم چلتی آگے آئی۔

اس نے ایک زوردار تھپڑ صارم کو رسید کیا۔

صارم کے دوستوں کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔آس پاس لوگ جمع ہونے لگے۔

"یہ ہے فرق مجھ میں اور تمہاری ان تتلیوں میں۔جو ہر وقت تمہاری ہڈی پھینکنے کی منتظر رہتی ہیں۔رامین خالد کی نظروں میں تم نہ تو کل کچھ تھے اور نہ آج۔ میں تمہارے بارے میں بالکل ٹھیک تھی۔"

"او شٹ اپ۔۔"صارم دھاڑا۔

"تمہاری اوقات میری نظروں میں ان تتلیوں سے بھی گئی گزری ہے۔کس چیز کی اکڑ ہے تم میں سکالر شپ پر پڑھنے والی دو ٹکے کی لڑکی ہو تم۔تمہاری اوقات تو

یہاں جھاڑو پھیرنے کی نہیں ہے۔ارے تم تو ہمارے برابر بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔" صارم نے اسے بے وقعت کیا۔

"قصور تمہارا نہیں تمہاری گندی تربیت کا ہے۔ جس نے تمہیں تمہارے علاؤہ ہر ایک کو کیڑے کی طرح روندنا سکھایا ہے۔" رامین نے بھی حساب برابر کیا۔

"یو شٹ اپ." اس سے پہلے صارم اس پر ہاتھ اٹھاتا اسد نے اسے پکڑ لیا۔

"یو ول ہے فارات۔اب سے صارم شاہ کا نام خواب میں بھی بھولنے کی غلطی مت کرنا کیونکہ تمہیں یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑنے والا ہے۔" صارم نے انگلی اٹھاتے ہوئے اسے دھمکی دی۔

رامین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔وہ وہاں سے روتے ہوئے چلی گئی۔ پیچھے صارم کے دوست اسے ٹھنڈا کرنے لگے۔

یونیورسٹی میں اینول فنکشن کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ سبھی سٹوڈنٹس بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔

رامین ڈارک پنک کلر کے شرٹ ٹراؤزر میں ہم رنگ دوپٹہ سر پر ٹکائے میک اپ کے نام پر صرف لپسٹک لگائے وہ بس سے اتری۔

وہ یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تبھی ایک بلیک کلر کی گاڑی جس کے شیشے بھی بلیک کلر کے ہی تھے۔اس کے آگے آکر تیزی سے رکی۔

اس سے پہلے وہ پیچھے قدم لیتی کسی نے اس کا ہاتھ کھینچ کر گاڑی میں پٹخا۔

رامین کی چیخ نکلنے سے پہلے ہی کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی چیخوں کا گلا گھونٹ دیا۔

اس کی مزاحمت سے پہلے ہی اس کی ناک پر کلوروفارم سے بھیگا رومال رکھ دیا گیا۔

ہوش وخرد سے بیگانہ ہونے سے پہلے اس نے گاڑی میں تین لڑکوں کو دیکھا۔

جن کے چہروں پر نقاب تھے۔

رامین کی آنکھ کھلی تو وہ غائب دماغی سے ارد گرد دیکھنے لگی۔خود کو کسی نامانوس جگہ پر پایا۔حواس بیدار ہوتے ہی اسے سب یاد آتا چلا گیا۔خود دوپٹے سے بغیر دیکھتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔دوپٹے کی تلاش میں ارد گرد نظریں دوڑائیں۔تکیے کے پاس پڑا دوپٹہ نظر آیا تو کھینچ کر لیا اور خود کو کور کرنے لگی۔

سامنے ہی کرسی پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اسے چار سو چالیس واٹ کا جھٹکا لگا۔

"صا۔۔صارم۔۔۔۔"

"تین گھنٹے ضائع کر دیے تم نے میرے۔بہت نازک مزاج ہو تم۔" صارم نے ناراضگی سے کہا۔

وہ اٹھ کر قدم قدم چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

"تم انتہائی گھٹیا قسم کے انسان ہو۔ کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟"

"سویٹ ہارٹ غصہ مت کرو کیونکہ تم اس وقت غصہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔" صارم اس کے پاس بیٹھا۔

رامین ڈر کر پیچھے ہونے لگی ارادہ بیڈ سے اترنے کا تھا۔ جب صارم نے اسے بیڈ پر اپنے قریب کھینچا۔

"پلیز صارم مجھے جانے دو۔ میرے ماں باپ میرا انتظار کر رہے ہیں۔" رامین نے خوف سے روتے ہوئے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو تم رامین اگر میرا ارادہ تمہیں چھوڑنے کا ہی ہوتا تو تمہیں لاتا ہی کیوں؟" صارم نے ہنستے ہوئے کہا۔

رامین خوف سے کانپ رہی تھی۔

"تمہیں میرے ساتھ نکاح کرنا ہوگا پھر ہی تم جا سکتی ہو۔"

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے میں تم سے نکاح کبھی نہیں کروں گی۔"

"ٹھیک ہے پھر میں ایسے ہی اپنا کام کر لیتا ہوں۔"

صارم نے اس کے دوپٹے کا پلو پکڑا۔

"پلیز۔۔پلیز۔۔صارم نہیں میں ایک شریف لڑکی ہوں۔تم مجھے پہلے دن سے غلط سمجھ رہے ہو۔میرے ماں باپ شرمندگی سے مر جائیں گے۔یہ ظلم مت کرو۔"

صارم اس کی طرف جھکا۔

"یہ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ تم مجھے اول روز سے غلط سمجھ رہی ہو۔"

صارم اس کے گال کے قریب جھکا۔اس کی گرم سانسیں اس کا چہرہ جھلسا رہی تھیں۔

"پپ۔۔پلیز صارم۔۔" رامین نے ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کیے اور پیچھے کو کھسکی۔

اس کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔" صارم نے فیاضی کا مظاہرہ کیا۔

"مم۔۔میں تیار ہوں۔"

"گڈ مجھے تم سے اسی سمجھ داری کی امید تھی۔"

"پھر تم مجھے جانے دو گے نا؟"

"ہاں مجھے تمہیں رکھ کر کیا ملے گا؟"

"پھر تم یہ نکاح کرنا ہی کیوں چاہتے ہو؟"

صارم نے جھٹکے سے اس کا دوپٹہ کھینچ کر پرے اچھالا اور اس کے کان کی لو پر

جھکا۔

"ٹھیک ہے میں اپنا کام ویسے ہی کر لیتا ہوں۔"

"نن۔۔۔نہیں۔۔نہیں پلیز میں نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔"رامین روتے ہوئے ہاتھ جوڑنے لگی۔

"گڈ۔"صارم نے اس کی کان کی لو پر دانت گاڑھے۔رامین کی سسکی نکلی۔

وہ اب رامین خالد سے رامین صارم بن چکی تھی۔بے تحاشا آنسو اس کی آنکھوں سے بے مول ہوئے۔

اپنے رسوا ہونے کا غم تھا یا ماں باپ کے مان ٹوٹنے کا دکھ تھا یا اپنے ٹوٹے خوابوں کی کرچیوں کی چُبھن تھی؟اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔وہ کس کس بات کا غم مناتی؟

وہ اپنے غموں کے شمار میں مصروف تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز اسے ہوش میں لائی۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا صارم دروازہ لاک کر رہا تھا۔

"لل۔۔لاک کیوں کر رہے ہو؟ مجھے گھر جانا ہے۔" رامین تیزی سے اٹھی۔

"چلی جانا اتنی جلدی کیا ہے؟" صارم قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا۔

"نکاح کے بعد بھی کچھ ہوتا ہے جو ابھی میرے اور تمہارے بیچ ہو گا گولڈن ٹائم۔"

"صارم پلیز میرے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے۔"

"تم تو اپنے شوہر کے ساتھ ہو۔"

"شٹ اپ میں تمہیں اپنا شوہر نہیں مانتی۔ تم نے وعدہ کیا تھا تم مجھے نکاح کے بعد جانے دو گے تو اب اس ڈرامے کا کیا مقصد؟"

"نکاح کے بعد ہم دونوں میاں بیوی ہی بنے ہیں۔" صارم نے آرام سے کہا۔

"میں پہلے اپنا حق تو لے لوں۔صارم نے جھٹکے سے رامین کو اپنی طرف کھینچا۔وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی۔اس کے ساتھ جا لگی۔

وہ تڑپ کر رہ گئی۔

وہ اپنا آپ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

"صارم چھوڑو مجھے پلیز۔۔"رامین بلبلائی۔

"پلیز صارم یہ ظلم مت کرو میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔ساری یونیورسٹی کے سامنے بھی مانگ لوں گی۔"

"اب بہت دیر ہو گئی ہے۔"صارم نے تاسف سے کہا۔

صارم اس کے لبوں پر جھکا اور شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔وہ اس کی سانسوں کو قید کر چکا تھا۔

رامین بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ اٹھی۔

اس نے صارم کو دور دھکیلنا چاہا لیکن ناکام ٹھہر رہی تھی۔

صارم نے اس کا دوپٹہ کھینچ کر دور پھینکا۔

اس کا نازک سراپا اس کے سامنے تھا۔پنک ڈریس میں اس کا نازک سراپا اپنی تمام تر رعنائیوں بکھیر رہا تھا۔صارم کی نیت خراب ہونے لگی۔

اس نے رامین کو بیڈ پر پھینکا اور اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کے اوپر قابض ہوا۔

رامین جھٹپٹا کر رہ گئی۔

وہ اس کی گردن پر جھکا

شدت بھرے لمس چھوڑنے لگا۔اس کے لمس میں شدید نفرت تھی۔

رامین بلبلا رہی تھی اور اپنے بچاؤ کی بھیک مانگ رہی تھی۔

"پلیز صارم مجھے معاف کر دو۔ پلیز یہ ظلم مت کرو۔" رامین روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اس نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کی کمر سے باندھ دیے۔

ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑے وہ اس پر قابض تھا۔

صارم نے اس کی گردن پر نفرت سے دانت گاڑھے۔

صارم اس کے لبوں پر پھر جھکا اور شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔ رامین تڑپ کر رہ گئی۔ جب دورانیہ لمبا ہوتا گیا تو مقابل کی نفرت اس کی مزاحمت پر جیت رہی تھی۔

اس کو لگا وہ اب کبھی سانس نہیں لے پائے گی۔ تبھی صارم شاہ کو اس پر ترس اور اس نے رامین کی سانسوں کو آزاد کیا۔ وہ بیڈ پر بے سدھ پڑی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ اس میں مزید مزاحمت کی ہمت باقی نہ رہی۔

ابھی وہ سنبھلی نہیں تھی جب صارم ایک بار پھر اس پر جھکا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔

منہ میں گھلتے خون کے ذائقے کی پرواکیے بغیر وہ اپنی ہی من مانی کر رہا تھا۔

رامین کے اعصاب شل ہو گئے۔

بالآخر صارم شاہ نے اسے زندگی بخشی اور بیڈ سے زمین پر دھکا دیا۔

وہ منہ کے بل ماربل کے فرش پر گری۔

"یہ ہے اس تھپڑ کی سزا اور تمہاری اصلی اوقات۔

اور جب چاہوں جیسے چاہوں جہاں چاہوں تم سے اپنا حق وصول کر سکتا ہوں اور تم تو کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھے ایسا کرنے سے نہیں روک سکتی۔"

"تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑ چکا ہے۔ صارم شاہ تمہاری زندگی کا وہ گرہن ہے جس سے تم کبھی چھٹکارا نہیں پا سکتی۔"

"میں چاہتا تو یہ سب بغیر نکاح کے اور اس سے بھی بہتر طریقے سے بہت کچھ کر سکتا تھا پر کیا ہے نا صارم شاہ لوکل چیزوں کو منہ نہیں لگاتا اور اس سے زیادہ تمہیں میں اس قابل نہیں سمجھتا کہ میرا ٹیسٹ تمہارے لیول کا نہیں۔اس لیے تمہیں اپنا نام دے کر برینڈڈ کیا ہے سو مائی ڈیئر وائف میکے جانا ہے تو دو منٹ میں نیچے آ جاؤ۔" صارم شاہ نفرت اور حقارت سے کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔

پیچھے رامین زمین پر گری پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔صارم شاہ کی آخری بات یاد آتے ہی دوپٹہ لے کر نیچے بھاگی۔

خالد صاحب اور فرح بیگم سبھی پریشان تھے۔رامین کا کچھ اتا پتا نہیں تھا۔فنکشن کب کا ختم ہو چکا تھا۔

سب سے زیادہ تکلیف دہ بات تو یہ تھی کہ وہ کسی فنکشن میں گئی ہی نہیں تھی تو پھر وہ کہاں رہ گئی تھی؟سب کو یہ بات ہولا رہی تھی۔

"یااللہ میری بچی کی حفاظت کرنا، میرا امان میرا غرور سلامت رکھنا، میری عزت کی حفاظت کرنا۔" خالد صاحب اپنے رب کی بارگاہ میں دعا گو تھے۔

گاڑی کافی دیر سے سنسان راستوں پر گامزن تھی۔

رامین کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ دروازے سے چپکی بیٹھی تھی۔

"کہاں رہتی ہو؟"

رامین نے بہتی آنکھوں سے ایڈریس بتایا۔

گاڑی میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔

رامین بار بار غیر محسوس طریقے سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی اور زور سے تھاما ہوا تھا۔

متوسط طبقے کے محلے میں صارم نے ایک زوردار جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگائی۔

رامین ایک دم متوجہ ہوئی۔ یہ اسی کا محلہ تھا۔

"اترو گاڑی سے۔" صارم کے لہجے میں حقارت واضح تھی۔

رامین نے دروازہ کھولا اور اترنے لگی۔ تبھی صارم نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں صارم پلیز۔"

صارم نے پچھلی سیٹ پر پڑا اس کا بیگ اٹھا کر اس کی گود میں پٹخا۔

"یہ تمہارے ملازم لے کر جائیں گے؟"

رامین نے فوراً پکڑ لیا۔

"اب جب میں بلاؤں تو تمہیں شرافت سے آنا ہے۔ کیا ہے نا کبھی بھی مکمل حق وصولنے کا موڈ ہی بن سکتا ہے۔" صارم نے کمینی سی مسکراہٹ لیے کہا۔

"اب دفع ہو جاؤ۔" صارم نے اس کے بازو کو دھکا دیا۔

وہ کانپتی ٹانگوں سے اتر گئی اور گلی کے اندر بھاگ گئی۔

صارم کافی دیر وہیں کھڑا رہا پھر گہری سانس بھرتا آگے گاڑی بڑھادی۔

رامین نے وقت کا اندازہ لگانا چاہا تو اسے محلے کے مرد حضرات کرسیوں پر بیٹھے نظر آئے۔

یعنی دس بج چکے تھے۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گھر کی طرف بڑھی۔ جہاں ایک نیا کہرام اس کا منتظر تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے دروازہ پیٹ ڈالا۔

خالد صاحب نے دروازہ کھولا۔

رامین ان کے ساتھ لگی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

خالد صاحب نے اس کے گرد بازو حائل کیے اور اسے اندر لے آئے۔اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔

"کہاں رہ گئی تھی؟"خالد صاحب نے فکرمندی سے پوچھا۔

"پاپا۔۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"ہوا کیا ہے؟تم کہاں گئی تھی؟فنکشن پر بھی نہیں گئی۔"

فرح بیگم بھی برآمدے میں نکل آئیں۔

ماں کو دیکھتے ہی وہ ان کے سینے سے لگی اور وہ انہیں کچھ بتانے ہی والی تھی کہ ایک اور امتحان ان کا منتظر تھا۔

صارم غصے سے بھرا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔

"صارم۔۔۔۔

صارم۔۔۔۔"

ثمینہ شاہ غصے سے چلائیں۔

صارم نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

"کہاں تھے تم اتنی دیر سے؟ یہ کوئی ٹائم ہے گھر آنے کا؟" ثمینہ شاہ نے ناراضگی سے پوچھا۔

"فنکشن میں تھا آپ کو پتا تو ہے۔"

"جھوٹ اب تم اپنی ماں سے بھی جھوٹ کہو گے؟" ثمینہ شاہ نے اسے شرمندہ کرنا چاہا۔

"تم فنکشن پر گئے ہی نہیں تھے۔"

"کیونکہ اس فنکشن سے بھی بہت ضروری کام تھا۔"

"صارم سدھر جاؤ اپنے فیوچر کے بارے میں کچھ سوچو۔"

"وہی سب کچھ تو کر رہا ہے صارم کٹھ پتلی۔ جو آپ دونوں چاہتے ہیں۔" صارم نے بدلحاظی سے کہا اور سر جھٹکتا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔

ثمینہ شاہ نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔

ہاسپٹل کے کاریڈور میں فرح بیگم رامین اور رانیہ موجود تھے۔

تینوں کی آنکھوں سے آنسو بھل بھل بہہ رہے تھے۔

خالد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔

رامین کے کچھ بھی کہنے سے پہلے وہ رامین کی حالت دیکھ کر سمجھ گئے تھے اور یہ صدمہ برداشت نہ کر سکے اور ہاسپٹل میں موجود تھے۔

اسے کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو انہیں کچھ غلط ہونے کا پتا دے گئے تھے۔

آئی سی یو کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر باہر آیا۔

"پیشنٹ کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ان کی سر جری فوراً کرنی پڑے گی۔پیمنٹ کاؤنٹر پر جمع کروادیں۔"

"کتنا خرچہ آئے گا؟"رامین نے لرزتے ہوئے پوچھا۔

"دس لاکھ روپے۔پیشنٹ کے پاس ٹائم کم ہے جلدی کریں۔"ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں کہہ کر چلا گیا۔

رامین کاؤنٹر کی طرف بڑھی اور منت سماجت کرنے لگی۔

"دیکھیں بی بی آپ یہاں اپنا اور ہمارا وقت ضائع مت کریں۔یہاں پیسے جمع کروائیں اور جائیں۔"

"آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔ہمارے پاس ابھی پیسے نہیں ہیں۔آپ پلیز پیشنٹ کا آپریشن تو شروع کریں۔میرے پاپا کو کچھ ہو جائے گا۔"

"بی بی یہ کوئی خیراتی ادارہ نہیں ہے جاؤ یہاں سے۔"

"میرے پاپا کو کچھ ہو جائے گا پلیز مدد کریں۔" رامین پاس سے گزرتے ہر شخص کی منت کر رہی تھی۔

ہاسپٹل میں داخل ہوتے ایک شخص نے اس معصوم لڑکی کی فریاد سنی تو اس کی طرف بڑھے۔

سارا احوال جان لینے کے بعد وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھے اور ایک ساتھ پیمنٹ جمع کروائی اور فوراً سے پہلے ان کا ٹریٹمنٹ شروع کروانے کی ہدایت کی۔

"اس کے علاوہ جتنا بھی خرچہ ان کے فادر کے علاج کے لیے درکار ہے۔ وہ سب میرے اکاؤنٹ سے لے لیے جائیں لیکن ان کے ٹریٹمنٹ میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیئے۔"

سرجری کے تمام انتظامات ہو گئے تھے اور خالد صاحب کی سرجری شروع ہو گئی تھی لیکن سرجری کے دوران ہی خالد صاحب اپنی زندگی کی بازی ہار گئے۔

یہ خبر خالد صاحب کہ گھرانے پر پہاڑ بن کر ٹوٹی تھی۔تینوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ لگیں رو رہی تھیں۔

-------—------

خالد صاحب کی وفات کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ سبھی محلے والوں نے یہ شور مچانا شروع کر دیا تھا کہ یہ گھر خالی کر دیا جائے۔

"یہ محلہ شریفوں کا ہے۔یہاں ہماری بھی بہو بیٹیاں ہیں۔کیا سیکھیں گی ان لڑکیوں سے۔"

"ایسا مت کہیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

"بی بی جب تم اس رات آئی تھی تو سبھی نے تمہارا اجڑا حلیہ دیکھا تھا اور پھر جیسے پندرہ منٹوں کے اندر خالد صاحب کو ہاسپٹل پہنچایا گیا۔ وہ بھی سبھی نے دیکھا تھا۔ آخر کوئی کھچڑی تو پکی تھی۔"

"ہمیشہ آنکھوں دیکھا سچ ہو یہ ضروری نہیں۔ کبھی کبھار اس کے پیچھے کچھ اور ہوتا ہے۔"

"بی بی یہ زمانہ آنکھوں دیکھے پر ہی چلتا ہے۔"

"انکل میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس سے میرے ماں باپ کو شرمندگی ہوتی۔" رامین کو اپنی آواز کھوکھلی لگی۔

"جو بھی ہو بی بی یہ محلہ خالی کرو ورنہ ہم تمہارا سامان باہر پھینک دیں گے۔"

"نہیں انکل مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔ ہم یہ گھر جلد خالی کر دیں گے۔"

رامین فیصلہ کن انداز میں کہتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

صارم شاہ اپنی زندگی میں مگن ہو چکا تھا۔رامین خالد کو وہ زیر کر چکا تھا کیونکہ وہ اپنی بے عزتی کا بدلہ لے چکا تھا۔اب وہ اسے بار بار تڑپائے گا۔اسے یہ سوچ ہی سکون پہنچا رہی تھی کہ اب رامین خالد اس کے پیچھے پیچھے پھرے گی۔

یونیورسٹی میں ایگزامز کا سیزن شروع ہو چکا تھا۔ہر سٹوڈنٹ اپنے اپنے ایگزام کی فکر لیے ہوئے تھا۔ان سٹوڈنٹس کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار تھے۔جو سارا سیمسٹر پڑھتے نہیں تھے۔

آج اس کا لاسٹ پیپر تھا۔صارم اپنا لاسٹ ایگزام دے کر جب باہر آیا تو اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکلتے ہوئے اس کی نظر نادیہ پر پڑی تو اسے رامین کی یاد آ گئی۔اس کا دل کیا کہ کیوں نہ وہ رامین کو تنگ کرے۔بھئی آخر ایگزامز ختم ہو چکے تھے تو کیوں نا تھوڑی بہت انجوائے منٹ ہی ہو جائے اور اگر یہ انجوائے منٹ رامین

خالد کے ساتھ ہو تو مزہ ہی آجائے گا۔آخراب تو وہ اس کی سو کالڈ بیوی تھی۔اس کا پورا حق بنتا تھا۔

رسمی علیک سلیک کے بعد وہ اصل مدعے پر آیا۔

"رامین کہاں ہے؟"

"وہ تو نہیں آرہی۔"

"کیوں ایگزامز چل رہے تھے؟"

"اس نے ایگزامز نہیں دیے."

"کیوں؟"

"پتا نہیں وہ تو کافی ٹائم سے ہی نہیں آرہی۔ایوئل فنکشن پر کہہ رہی تھی آئے گی پر تب بھی نہیں آئی۔"

"اس کے بعد بھی نہیں آئی؟

"نہیں۔"

"تم نے اسے کال نہیں کی تھی؟"

"کی تھی پر اس کا موبائل آف ہے۔اب میں چلتی ہوں۔"

"بات سنو رامین کا نمبر دو۔" صارم نے کچھ سوچتے ہوئے لے لیا۔

نادیہ نے اسے جو نمبر دیا تھا۔وہی نمبر اس کے پاس بھی موجود تھا۔اس نے رامین کا نمبر ڈائل کیا۔اس کا موبائل سوئچ آف آرہا تھا۔

صارم کو شدید غصہ آنے لگا۔وہ اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتی تھی۔اگر اسے لگ رہا تھا کہ یونیورسٹی نہ آنے سے اور اپنا نمبر چینج کر لینے سے وہ صارم شاہ سے بچ جائے گی تو یہ اس کی غلط فہمی تھی۔

رامین نے گھر تبدیل کر لیا تھا۔ وہ لوگ نسبتاً چھوٹے محلے میں آئے تھے کیونکہ وہ اس وقت زیادہ کرایا دینا افورڈ نہیں کرتی تھی۔

وہ محلہ چھوڑنے سے پہلے ہی اپنا نمبر تبدیل کر چکی تھی۔ اب اس محلے میں کسی کے پاس بھی اس کا نمبر نہیں تھا۔

رامین اپنی پڑھائی کو خیر باد کہہ چکی تھی کیونکہ اس وقت ان کی فیملی کو کھانے اور چھت کے لالے پڑے ہوئے تھے۔

اپنا گزر بسر کرنے کے لیے وہ محلے کے بچوں کو ٹیوشنز پڑھا رہی تھی اور جگہ جگہ اپنی سی وی دے رہی تھی لیکن کہیں سے بھی مثبت جواب نہ آتا۔

جب کال آجاتی تو بھی بات نہ بن پاتی کیونکہ وہ لوگ اسے مناسب سیلری نہیں دے رہے تھے۔ وہ لوگ بھی اپنی جگہ درست تھے کیونکہ وہ صرف انٹر پاس تھی اور ایک انٹر پاس کو کوئی کتنی ہی سیلری آفر کر سکتا تھا۔

صارم اس محلے میں آیا۔ جہاں اس دن رامین کو چھوڑا تھا۔ یہ ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا محلہ تھا۔

یہاں پر رہنے والا کوئی بھی شخص اتنی استطاعت نہیں رکھتا تھا کہ وہ ایلیٹ کلاس کی اس یونیورسٹی میں پڑھے۔ اسے اندازہ ہوا تھا کہ رامین اپنی قابلیت کی بنیاد پر اسکالرشپ پر وہاں پہنچی تھی۔ رامین ایک محنتی لڑکی ہے۔ جو سفارش کی بنیاد پر اس یونیورسٹی تک نہیں آئی تھی۔

وہ دودھ کی دکان پر گیا تاکہ رامین کے گھر کا پتا چل سکے۔ وہ اندر ہی اندر اس سے اپنا آپ چھپانے کا بدلہ لینے کا ارادہ لے کر آیا تھا۔ وہ کیا سمجھتی تھی کہ وہ اس کے گھر تک نہیں آسکتا تھا؟

کسٹمرز کے جانے کے بعد دودھ والا اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"خالد صاحب کا گھر کس طرف ہے؟"

دودھ والا اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

دودھ والے کی حیرانی سے اسے لگا جیسے وہ کسی خالد صاحب کو نہیں جانتا۔

اس کو لگا شاید رامین نے اس روز اسے غلط ایڈریس بتایا تھا لیکن اس روز اس کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ کسی سمجھ بوجھ کا مظاہرہ کرتی۔

"کون خالد صاحب؟"

صارم نے اپنے والٹ سے کچھ نوٹ نکالے اور اس کے کاؤنٹر پر رکھے۔

"جن کی بیٹی کی شادی کچھ ماہ پہلے ہوئی ہے۔" صارم کو رامین کی بات یاد آئی۔

"ان کا تو انتقال ہو گیا۔"

"کب؟"

"وہ جی ایک دن ان کی بیٹی رات کو دیر سے آئی تھی۔ حالت بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی پھر اسی رات خالد صاحب کو ہارٹ اٹیک آیا اور انتقال کر گئے۔

Zubi Novels Zone

محلے والوں نے رہنے نہیں دیا۔نہ ہی ان کی بیوی کی عدت کے ختم ہونے کا انتظار کیا۔ایک ہفتے کے اندر مکان خالی کروالیا۔"

"آپ کو کیا لگتا ہے؟"

"اللہ جانے کیا معاملہ تھا۔ویسے شریف بچیاں تھیں۔محلے میں کبھی ادھر ادھر پھرتے بھی نہیں دیکھا گیا۔بس پڑھنے کے لیے نکلتی تھیں۔"

"اب وہ لوگ کہاں رہتے ہیں؟"

"پتا نہیں یہ محلہ تو چھوڑ گئے۔"

"تم کون ہو میاں؟"

"ان کا دور کا رشتہ دار ہوں ملنے آیا تھا۔"ہاتھ مصافحہ کرتا وہ دوکان سے باہر آ گیا۔

یہ اس نے کیا کر دیا تھا۔اس نے اپنے ایک تھپڑ کے انتقام لینے کے چکر میں رامین کا پورا خاندان تباہ کر دیا اور انہیں بے گھر کر دیا۔

اتنی بے عزتی شاید اس کی یونیورسٹی میں نہیں ہوئی تھی۔ جتنی اس نے رامین کی کروادی تھی۔ صارم گہری سانس بھرتا گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

"آنٹی مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔آپ لوگ جب تک مجھے نظرانداز کرتے تھے۔تب تک ٹھیک تھا۔اب آپ لوگوں نے میرے گھر والوں کو نظر انداز کر کے ان کی ہی نہیں میری بھی بے عزتی کر دی۔ ہمیں کسی نے پوچھا تک نہیں۔کب وہ لوگ آئے؟انہوں نے کھانا کھایا نہیں کھایا؟کسی نے نہیں دیکھا۔نہ قل پر میری فیملی اور میری بہنوں کے سسرال والوں کو پوچھا نہ ساتویں پر اور آج چہلم پر بھی یہی کچھ ہوا۔"

"کسے پوچھتے کسے دیکھتے ہمیں تو یہاں اپنی ہوش نہیں رہی۔ ہماری تو دنیا ہی اجڑ گئی۔"

"آنٹی یہ دن بھی آپ کی بیٹی نے ہی دکھایا ہے۔ اللہ جانے اس رات کہاں سے آئی تھی؟ کیا ہوا جو انکل یہ صدمہ برداشت نہ کر سکے۔"

"اس میں رامین کا کوئی قصور نہیں۔" فرح بیگم نے نگاہیں چرائیں۔

"آپ مجھے بتائیں یا نہ بتائیں پر مجھے پتا چل گیا ہے کہ قصور رامین کا ہے۔

بس غیروں کی طرح کال کر دی۔ رابعہ پاپا کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ ہاسپٹل آجاؤ۔ میں نے تو کہا کوئی فائدہ نہیں جانے کا۔ تم ان کی سگی بیٹی ہو۔ یہ کوئی طریقہ تھا بلانے کا لیکن وہ تو بیٹی تھی نارہ نہ سکی۔ میں نے بھی سوچا وقت کا پتا نہیں ہوتا۔ اس کے گھر والوں نے برا کیا ہے۔ میں روک کر کیوں برا بنوں؟" حسن نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیسے ہی خالد صاحب کی طبیعت خراب ہوئی تھی اسی وقت کال کی ہے۔"فرح بیگم تڑپ اٹھیں۔

حسن نے سر جھکا۔

"جاؤ رابعہ کچھ کھانے کو لے کر آؤ۔اس گھر میں تو اب ہمیں کسی نے کھانے کو کچھ پوچھنا نہیں ہے۔"

رامین تیز دھوپ میں پیدل چل رہی تھی۔آج بھی اس نے چار جگہ انٹرویو دیا تھا مگر کہیں سے بھی مثبت جواب نہیں ملا۔

"رامین اب گھر میں راشن ختم ہو گیا ہے۔آتے ہوئے کچھ لے کر آنا تاکہ کچھ پکا سکیں۔"فرح بیگم نے پریشانی سے کہا۔

فرح بیگم کی بات یاد کرتے ہی اس کی آنکھوں میں نئے سرے سے آنسو بھرنے لگے۔

رامین چلتی چلتی فٹ پاتھ پر ڈھے گئی۔

ایک طرف اس کی مجبوریاں تھیں۔دوسری طرف بہن کا خواب اور یہ خالی ہاتھ۔رامین نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا۔

ناجانے اب اللہ نے اس کے نصیب میں کیا لکھا تھا؟

"یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے صارم شاہ۔

خدا تمہیں تباہ و برباد کرے۔تم ایک ہی وقت میں پیروں سے زمین نکلنے کا اور سر سے آسمان چھننے کا مزہ چکھو۔میری دعا ہے تم جس سے محبت کرو وہ تمہارے پاس ہو کر بھی تمہاری دسترس میں نہ ہو اور تمہاری آنکھوں سے تڑپ اور درد بھرے آنسو میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔"

رامین اپنی آنکھوں سے بے دردی سے آنسو صاف کرتی ایک بار پھر ہمت باندھتی گھر کی طرف قدم بڑھائے۔

صارم کے دوستوں نے صارم کا موڈ بحال کر دیا تھا۔ آج ساری رات ان کا ہینگ آؤٹ کا پلان تھا۔

خوب انجوائے کرتے، سگریٹ پیتے اسے ایک بار بھی رامین کا خیال نہیں آیا۔

"رابعہ کل جاؤ اور پیسے لے کر آؤ مجھے دودھ والے کو پیسے دینے ہیں۔ شمع کا وقت بھی قریب کھڑا ہے۔ بچے کے کپڑے کھلونے سسرال والوں کے لیے تحائف سب دینا ہوتا ہے۔ اب تمہارے گھر والے نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی نہیں دیتا۔ بیٹیوں کا لینا دینا کرنا پڑتا ہے۔" حسن نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسا مت کہیں حسن جب تک پاپا زندہ تھے۔وہ آپ کو دیتے رہتے تھے۔ صرف یہی نہیں آپ جتنا مانگتے تھے جو مانگتے تھے وہ اتنا دیتے تھے۔"رابعہ تڑپ اٹھی۔

"رہنے دو رابعہ ہمیشہ انکل کا احساس کیا ہے۔اب تم بہتان نہ لگاؤ اور جا کر پیسے لے کر آؤ۔"حسن ہتھے سے اکھڑ گیا۔رابعہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"کہاں سے لے کر آؤں؟ان کے پاس تو خود کھانے کے پیسے نہیں ہیں۔انہیں اس وقت چھت کے لالے پڑے ہیں۔رامین اپنا بہت پریشان ہے۔"رابعہ زچ ہو گئی۔

"یہ دن بھی تمہاری بہن نے ہی دکھایا ہے انہیں۔اب بھی وقت ہے اس کو بولو ناک نیچے کر لے اور میرے بھائی سے شادی کی حامی بھر لے۔وہ کوئی شہزادی نہیں ہے جس کے لیے شہزادہ آئے گا۔میرا بھائی اگر خود اسے اپنی عزت بنانا

چاہتا ہے تو قدر کرلے۔اس کی شادی ہو گئی تو آنٹی اور رانی بھی ہمارے ساتھ رہ لیں گی۔ خرچہ کم ہو جائے گا۔"

"وہ نہیں مان رہی تو کیا کروں؟"

"بھلائی کا زمانہ ہی نہیں ہے۔اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔ باقی مرضی اس کی۔ میرے بھائی کو لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں۔ تم آنٹی سے کہو پیسے دیں کوئی زیور تو ہو گا ہی۔ تمہیں ضرورت ہے پیسوں کی دیں تمہیں۔"

"جاتی ہوں کرتی ہوں ان سے بات۔"رابعہ رضامند نظر آرہی تھی۔ حسن کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ تھی۔

"رامین کچھ بنا جاب کا؟"فرح بیگم رامین کے گھر آتے ہی اس کے سر ہو گئیں۔

"امی روز روز ایک ہی سوال مت پوچھا کریں۔جب جاب ملے گی تو آپ کو میری شکل خود ہی بتادے گی۔" رامین نے روتے ہوئے دوپٹہ سر سے اتار کر پھینکا۔

"ایسے کیسے بات بنے گی؟ کچھ ہی دنوں میں نیا مہینہ کھڑا ہے پھر نئے خرچے سر اٹھالیں گے۔"

"مجھے پتا ہے امی۔میں روز دن میں کئی بار کیلنڈر دیکھتی ہوں۔"

"تمہیں ہی شوق تھا اپنے باپ کا بیٹا بننے کا۔"

"شوق تھا امی لیکن میں نے انہیں اس شوق کے حصول کے لیے نہیں مارا۔میں ان کی زندگی میں بھی بیٹا بننے کا خواب پورا کر سکتی تھی۔

مجھے سب نظر آرہا ہے امی۔گھر کا کرایہ، بجلی کا بل،راشن،رانی کی پڑھائی لیکن میں بے بس ہوں۔"

"میں کیا کہتی ہوں تم ایاز سے شادی کی حامی بھر لو رامین۔ سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔" فرح بیگم کو جیسے ان مسائل سے نمٹنے کا ایک ہی راستہ نظر آیا تھا۔

"شادی ہونے سے کون سے مسئلے حل ہوتے ہیں؟ کبھی کبھار شادی وبال جان بن جاتی ہے۔ ہمارے گھر میں کھانے والے بہت ہیں۔ میں ایک اور شخص کو افورڈ نہیں کرتی۔" رامین واش روم میں گھس گئی۔

صارم کا رزلٹ آچکا تھا۔ اس نے نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ وہ ہائیر سٹڈیز کے لیے یو ایس جا چکا تھا۔

جہاں ایم بی اے کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے وہاں کا بزنس سنبھالنا شروع کر دیا تھا۔ جس میں اس کی مکمل نگرانی علی شاہ کر رہے تھے۔ اس پورے عرصے میں وہ ایک بار بھی پاکستان نہیں آیا تھا۔ ایم بی اے کے بعد بھی وہاں کا بزنس

سنبھالتا رہا تھا۔اس دوران ثمینہ شاہ اور علی شاہ اس سے ملنے کی غرض سے آتے رہتے تھے۔

پاکستان میں ایک ہی چیز اسے کھینچتی تھی۔وہ رامین تھی۔جس کی تلاش کے لیے اس نے اپنے دوستوں کو مختص کیا ہوا تھا۔

رامین بیڈ پر لیٹی چھت پر گھومتے پنکھے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔آنکھوں سے بے آواز آنسو تواتر سے گر رہے تھے۔

"رامین کیوں رو رہی ہو؟سب ٹھیک ہو جائے گا۔"رانیہ نے رامین کو روتے دیکھا تو اس کے پاس آبیٹھی۔

"کیسے ٹھیک ہو گا رانی؟کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔"رامین روتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

"رامین میں بھی تمہارے ساتھ ٹیوشنز دوں۔ ہم اور بچوں کو بھی لے لیتے ہیں۔
کیا خیال ہے؟"

"رانی کوئی بچہ یہاں نہیں آتا۔ یہاں لوگ بچوں کو اگیزامز میں ہی پڑھاتے ہیں۔
ہمارا گزارا صرف ٹیوشنز کے زور پر نا ممکن ہے اور تم صرف اس وقت اپنی پڑھائی
پر توجہ دو۔ تمہیں میڈکل کالج میں ایڈمیشن لینا ہے اور میں چاہتی ہوں تم اچھے
کالج میں پڑھو کیونکہ ڈاکٹر بننے کا خواب صرف تمہارا ہی نہیں تھا۔ پاپا کا بھی
تمہیں ڈاکٹر بنانے کا خواب تھا اور اب میرا بھی ہے تو تم بے فکر ہو کر صرف
پڑھو۔" رامین نے اسے سمجھایا۔

"رامین سب ٹھیک ہو جائے گا نا؟" رانیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

"انشاءاللہ۔" رامین نے بہتی آنکھوں سے سر اثبات میں ہلایا۔ رانیہ روتے
ہوئے رامین کے گلے لگ گئی۔

"صارم شاہ تم پل پل تڑپو گے۔ہمارے آنسو رائیگاں نہیں جائیں گے۔" رامین دل میں صارم سے مخاطب تھی۔

ثمینہ شاہ صارم سے ویڈیو کال پر محو گفتگو تھیں۔

"تم پاکستان کب آؤ گے؟ میں تمہیں بہت مس کر رہی ہوں۔" ثمینہ شاہ نے محبت سے کہا۔

ابھی نہیں مام ابھی تھوڑا ٹائم لگے گا۔" صارم نے محبت سے انہیں سمجھایا۔

میں دو تین پراجیکٹس پر کام کر رہا ہوں تو ابھی آنا ناممکن ہے۔

میں چاہتا ہوں اک کے ہسبینڈ کو بھی پتا چلے کہ میں بلنڈرز کے علاوہ اور بھی بہت کچھ خوبصورتی سے مینیج کر سکتا ہوں۔"

تم باپ بیٹے کی جنگ میں میرا کیا قصور ہے۔ تم دونوں باپ بیٹا مجھے تنہائی کی مار مارتے ہو۔

تو ڈارلنگ یہاں آجائیں۔ آپ کی تنہائی بھی ختم ہو جائے گی۔

نیکسٹ منتھ پروگرام بناتی ہوں کیونکہ اس منتھ تو ڈونیشن ایونٹس بہت زیادہ ہیں۔"

"تم بھی اپنا سکیجوئل بتا لینا۔ یہ نہ ہو آفس میں ہی بیٹھے رہو۔ جب میں آؤں تو مجھے تمہارا سارا ٹائم چاہیے۔" ثمینہ شاہ نے دھونس سے کہا۔

"اوکے ڈارلنگ اینی تھنگ فار یو." صارم نے محبت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

کافی دیر ان کا سلسلہ کلام جاری رہا۔

رامین گھٹنوں میں سر دیے آج پھر اپنے سودوزیاں کے شمار میں مصروف تھی۔

مسئلے تھے کہ آئے دن بڑھ رہے تھے اور نجات ندارد۔۔

اس دن کا ایک ایک لمحہ اس کی آنکھوں میں کسی فلم کی طرح گھوم رہا تھا کہ

اچانک اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔اسے کچھ یاد آیا۔

اپنے پاپا کے ہاسپٹل میں ہونے کا تصور آتے ہی اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔اسے کچھ یاد آیا۔اسے اس مہربان شخص کا خیال آیا۔ جس نے اس وقت اس کی مدد کی تھی۔

اس شخص کا خیال آتے ہی رامین نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

وہ ننگے پاؤں اٹھ کر وارڈروب کی طرف بھاگی اور اپنا بیگ نکال لائی اور بیڈ پر اپنا بیگ کھول کر الٹا دیا۔

مختلف سامان کے ساتھ ایک کارڈ بھی گر گیا۔رامین نے جھٹکے سے وہ کارڈ اٹھایا اور کال ملائی۔

تیسری بیل پر کال ریسیو کر لی گئی۔

"ہیلو۔"

"ہیلو انکل میں رامین خالد بات کر رہی ہوں۔"

"کون رامین خالد؟" انتہائی اجنبی آواز میں پوچھا گیا۔

رامین کا دل دھک سے رہ گیا۔

"وہی جس کی آپ نے اس رات ہاسپٹل میں دس لاکھ دے کر میرے پاپا کا ٹریٹمنٹ شروع کروایا تھا۔" رامین نے ہمت مجتمع کر کے کہا۔

"اوہ ہاں بیٹا کیسے ہیں اب تمہارے پاپا؟" اس شخص نے اپنائیت سے پوچھا۔

ان کے لہجے میں اپنائیت محسوس کر کے رامین کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس پورے عرصے میں کسی کا لہجہ اس سے اتنا نرم نہیں رہا تھا۔

"انکل وہ ہمارے بیچ نہیں رہے۔" رامین نے بے دردی سے آنسو رگڑتے ہوئے کہا۔

"اوہو سوری بیٹا بہت افسوس ہوا۔ اللہ تمہیں صبر دے۔"

"انکل مجھے آپ سے ایک فیور چاہیے۔"

"بتاؤ بیٹا۔"

"انکل مجھے جاب چاہیے۔ آپ اس معاملے میں میری کوئی مدد کر سکتے ہیں؟"

"کل آجانا میرے آفس۔ سمجھو حل ہو گیا تمہارا یہ مسئلہ۔ ایڈریس کارڈ پر موجود ہے۔"

"ابھی آجاؤں؟"

"نہیں کل آنا یہ جاب تمہاری ہی ہے۔"

ان کی کال منقطع ہو گئی۔

اگلے دن رامین جلدی جلدی تیار ہو کر بغیر ناشتے کے ہی نکل گئی۔فرح بیگم اسے روکتی رہ گئیں لیکن وہ کچھ بھی کہے اور بتائے بغیر نکل گئی۔

صبح نو بجے وہ اس کارڈ میں لکھے ایڈریس پر موجود تھی۔

ریسیپشنسٹ کو بتاتے ہی اسے دس منٹ کے اندر بلا لیا گیا۔

دروازہ ناک کرتے ہی اجازت مل گئی تو وہ اندر بڑھ گئی۔

رسمی علیک سلیک کے بعد اس شخص نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اسے اس کی جاب سمجھائی اور آج سے ہی جوائن کرنے کا کہا۔

رامین کے چہرے پر چمک آ گئی۔

"تھینک یو سر۔"رامین نے مشکور ہوتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے انکل ہی کہو گی۔اپنائیت کا احساس رہتا ہے۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ساتھ ڈراؤر سے ایک پیکٹ نکالا اور اس کی طرف بڑھایا۔

"نہیں انکل تھینک یو آپ پہلے ہی میرے لیے بہت کچھ کر چکے ہیں۔"

"رکھ لو کام آجائیں گے۔"رامین نے ہچکچاتے ہوئے لے لیے۔

اس شخص نے اپنے مینیجر کو بلایا اور رامین کو سارا کام سمجھانے کی ہدایت دی۔

رامین نے گھر آتے ہی فرح بیگم کو سب بتایا۔وہ لوگ بہت خوش تھے۔ان کے حالات اب بدلنے والے تھے۔

"رامین کی جاب لگ گئی ہے۔"فرح بیگم نے خوش ہوتے ہوئے بتایا۔

یہ تو بہت ہی اچھا ہوا۔اب آپ کے دن بھی سنور جائیں گے."

لیکن امی مجھے مت بھولیے گا۔

کیسی باتیں کر رہی ہو؟فرح بیگم نے ٹوکا۔

"امی پاپا کے بعد میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں اور پھر پاپا کے بعد اس گھر کا نظام رامین سنبھالے گی۔اسے میں جلد ہی بوجھ لگنے لگوں گی اور عنقریب آپ سے پیسے پیسے کا حساب لے گی۔"

"رامین ایسی نہیں ہے۔آج اسے پیسے ملے ہیں سارے مجھے لا کر دیے ہیں۔"

"امی مجھے پیسوں کی ضرورت ہے مجھے دے دیں۔

"مالک مکان کو اس نے فون کر دیا ہے۔بہت کان کھا رہا تھا۔"فرح بیگم نے عاجز آتے ہوئے کہا۔

"امی وہ تو جب سیلری آئے گی تو تب بھی دیے جا سکتے ہیں۔"

"آکر لے جاؤ میں رامین سے کہہ دوں گی۔"

صارم کے شب و روز سست روی سے گزر رہے تھے۔

آج وہ پھر بیچ پر آیا تھا اور رومی سے باتوں میں مصروف تھا۔ رامین کے تصور سے باتیں کرتے ہوئے وہ کب رومی بن گئی۔ اسے خود بھی پتا نہیں چلا۔

آج اس کی فلائٹ تھی۔ وہ پانچ سال بعد پاکستان واپس جا رہا تھا۔

اسے رومی کو ڈھونڈنا تھا۔ اس کی تڑپ دن بہ دن بڑھ رہی تھی۔

رومی اب تم مجھ سے نہیں بچ سکتی۔ میرے ایک ایک دن کی تڑپ کا حساب دینا ہو گا۔ صارم انتقامی انداز میں رامین سے مخاطب تھا۔

"امی مالک مکان آدھے گھنٹے تک آ رہا ہے۔ اسے کرایہ دے دیجیے گا۔" رامین کندھے پر بیگ ڈالتی باہر آئی۔

"اسے منع کر دو وہ رابعہ لے گئی ہے۔"

"امی مالک مکان کی کال آئی ہے وہ آدھے گھنٹے میں آرہا ہے."رامین نے بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

"آپ نے کیوں دیے؟ میں نے آپ کو کہا بھی تھا۔"

"جب سیلری آئے گی تو دے دینا۔رامین رابعہ کو ضرورت تھی۔اب تم اس طرح مت کرو۔کردو منع نہ آئے۔آکر بہت بولتا ہے۔"فرح بیگم ہتھے سے اکھڑ گئیں۔

رامین نے روتے ہوئے موبائل نکالا اور کال ملائی۔

"انکل کچھ دن رک جائیں جیسے ہی سیلری آئے گی میں آپ کو دے دوں گی۔" رامین نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔

"انکل میں دے دوں گی۔"

"انکل میری بات۔۔۔"

"انکل۔۔۔"

دوسری جانب موجود شخص یقیناً بہت بول رہا تھا اور رامین کو بولنے نہیں دے رہا تھا۔رامین اسی طرح بات کرتی روتے ہوئے باہر نکل گئی۔

فرح بیگم سر جھٹک کر رہ گئیں۔

"انکل میم آپ سے ملنے آئی ہیں۔" رامین ایک سوبر سی عورت کے ساتھ اندر آئی۔جو بلو کلر کی ساڑھی پہنے کانوں میں ڈائمنڈ سٹڈ پہنے کندھے تک آتے بالوں کو کھلا چھوڑے پراعتماد چال چلتیں رامین کے پیچھے ہی آفس میں آئیں۔

"بہت اچھا کیا بیٹا انہیں تم نے آنے دیا۔اگر تم انہیں یہاں آنے نہ دیتی تو یہ مجھے گھر میں داخل نہ ہونے دیتیں۔" اس کے باس نے ہنستے ہوئے کہا۔

رامین بھی ہنس پڑی۔

"اب میرا بیٹا اچھی سی کافی بھیجو تا کہ انہیں بھی پتا ہو کہ رامین کتنے اچھے سے کافی پلاتی ہے۔"

"جی انکل."

رامین آفس سے نکل گئی۔

رامین کی زندگی ایک ڈگر پر چل پڑی تھی۔اس کی سیلری بہت زیادہ نہیں تھی لیکن ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی تھی۔اس کی چادر بس اتنی ہی تھی کہ تن ڈھانپا جائے۔کبھی وہ سر ڈھانپتی تو کبھی پاؤں۔اس کی زندگی بہت خوشحال نہ سہی لیکن پُر سکون ہو گئی تھی۔

"صارم اب تم بھی آفس جوائن کر لو اور اپنی لائف کو سیریس لو۔" ثمینہ شاہ صارم کو سمجھا رہی تھیں۔

"جب تمہارے ڈیڈ تمہاری اتنی ایج میں تھے تو میرے ہاتھ میں تم تھے۔" ثمینہ شاہ نے ہنستے ہوئے اس کے بال بگاڑے۔

"رئیلی ہاؤ سویٹ مینز آپ کو پوتا چاہیے۔" صارم نے شرارت سے کہا۔

"پہلے بہو چاہیے۔" ثمینہ شاہ نے ہنستے ہوئے اس کے گال پر تھپڑ مارا۔

"بہو نے بھی آ کر پوتا ہی دینا ہے۔"

"باز آؤ صارم مجھے بہو چاہیے۔ آج کے اس ایونٹ میں اپنے لیے لڑکی ڈھونڈو۔"

"مام آپ کو پوتا مل جائے گا۔"

"علی اسے دیکھو کیا کہہ رہا ہے اسے سمجھاؤ۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"ثمینہ تم نے اس کو جو بات کہی ہے اس کے بعد اس کو کچھ اور ہی سمجھ آئے گا۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔" علی شاہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

صارم بھی ہنستے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"علی یہ کیا کرتا ہے؟ ہر بات کا الٹا مطلب۔" ثمینہ شاہ پریشان ہو گئیں۔

"ثمینہ تمہیں اگر اسے کچھ سمجھانا تھا تو بات صرف شادی تک رکھتی۔ یہ پوتے کا شوشہ چھیڑ کر تم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔"

"اب کیا کرے گا یہ؟" ثمینہ شاہ علی شاہ کو دیکھ کر رہ گئیں۔

صارم کو گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ایسا لگا جیسے سبزی کے ایک ٹھیلے کے پاس رامین کھڑی ہے۔ وہ گاڑی یوٹرن لیتا وہاں پہنچا جہاں اب کوئی نہیں تھا۔

"بابا یہاں ایک لڑکی تھی وہ کس طرف گئی ہے؟" صارم نے بیتابی سے پوچھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"وہ اس طرف گئی ہے۔" بابا نے اشارہ کرتے ہوئے راستہ بتایا۔

صارم اندھا دھند اس طرف بھاگا۔ جہاں وہ لڑکی جاتی نظر آ گئی۔

"رامین۔" صارم نے آواز لگائی۔

"رامین۔" صارم نے بے چینی سے پکارا۔

اس لڑکی نے پلٹ کر دیکھا۔

"جی."

"سوری مجھے لگا آپ رامین ہیں۔"

"لڑکیوں سے بات کرنے کا یہ بہت پرانا طریقہ ہے۔"

"آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں۔ میری بیوی رامین ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔" صارم کے منہ سے بے اختیار وضاحت نکلی۔

"توآپ اس کے گھر جائیں وہ آپ کو سڑکوں پر نہیں ملے گی۔" اس لڑکی نے شاید یقین نہیں کیا تھا۔

صارم کا موبائل اسی وقت رنگ ہوا۔

"یس ڈیڈ."

"صارم شاہ تمہیں پاکستان آئے ایک ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے اور تم اب تک آفس نہیں آئے۔اتنی غیر ذمے داری تو تم نے یو ایس میں نہیں دکھائی. جب تم یو ایس میں اکیلے تھے۔" علی شاہ نے ڈپٹتے ہوئے کہا۔

"آجاتا ہوں ڈیڈ۔" صارم نے گہری سانس لی۔

"جلدی پہنچو۔"

"ابھی؟" صارم حیران ہوا۔

"جی بالکل ابھی۔" علی شاہ کال منقطع کر گئے۔

جب سے وہ کراچی شہر آیا تھا۔اس نے کراچی کا چپا چپا چھان مارا تھا لیکن رامین کہیں نہیں ملی تھی۔

"انکل یہ آپ کی فائل۔"رامین نے آکر ان کی طرف فائل بڑھائی۔

"ایک گھنٹے بعد آپ کی بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ساتھ میٹنگ ہے۔اس کے بعد آپ کو سائٹ وزٹ کرنے جانا ہے۔"رامین مدھر سی آواز میں انہیں سکیجوئل بتا رہی تھی۔

"تھینک یو بیٹا۔"

"میٹ مائی سن مائی لائف صارم علی شاہ۔

صارم یہ ہے رامین بہت ہی ٹیلنٹڈ اور اچھی بچی ہے۔اب سے یہ تمہیں اسسٹ کرے گی."علی شاہ نے مسکراتے ہوئے ان کا تعارف کروایا۔

صارم علی شاہ کی بات پر چونکا اور نظر جیسے ہی رامین پر گئی تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

رامین صارم کا چہرہ دیکھتے ہی زلزلوں کی زد میں آگئی۔اسے لگا آفس کی چھت اس پر گر گئی ہے اور اسے علی شاہ کی آواز آنا بند ہو گئی۔

"اینی پرابلم؟" علی شاہ نے ان دونوں کے چہروں کو دیکھا تو پوچھ بیٹھے۔

"نہیں ڈیڈ." صارم نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

رامین کی زبان تالو سے چپک گئی۔

"صارم تمہیں کوئی اعتراض ہے؟" علی شاہ نے خدشے کے تحت پوچھا۔

"مجھے دل و جان سے قبول ہے۔"

علی شاہ نے صارم کی بات سمجھنی چاہی۔

"مطلب آپ نے میرے لیے سیلیکٹ کی ہے تو یقیناً کچھ سوچ کر ہی کی ہو گی۔"

صارم نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"بالکل اس میں ایک سپارک ہے ایک جنون ہے۔ بہت ایماندار اور قابل لڑکی ہے۔ تمہیں اچھا لگے گا اس کے ساتھ کام کر کے۔" علی شاہ رامین کی تعریفوں میں پل باندھنے لگے۔

"اب ایسا ہے کہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ صارم تم اٹینڈ کرو گے اور رامین آپ انہیں آج کی میٹنگ کے حوالے سے بریفینگ دیں گی۔ باقی صارم یہ فائل سٹڈی کر لو تو تمہیں آسانی ہو گی۔" علی شاہ نے وہ فائل صارم کی طرف کھسکا دی۔

"مس رامین یہ فائل میرے آفس میں لے آئیں۔" صارم سنجیدگی اور رعب سے کہتا نکل گیا۔

رامین اپنے آفس میں آتے ہی فائل ایک طرف رکھتی چہرہ ہاتھوں میں چھپالیا اور بے تحاشا رونے لگی۔

"یہ کیا ہو گیا؟ یہ کیوں میری زندگی میں واپس آگیا؟"

"کاش یہ علی شاہ کا بیٹا نہ ہوتا یا یہ ان کا بیٹا نہ ہوتا یا پھر وہ یہاں ہوتی ہی نہ۔ اس کی زندگی کے امتحان ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔"

"جب اسے یہ لگنے لگا تھا کہ اس کی زندگی میں اب سب ٹھیک ہو رہا ہے تو یہ اس کی زندگی اجیرن کرنے کے لیے آگیا تھا۔"

اس کے آفس کا انٹر کام مسلسل بج رہا تھا۔

رامین نے بالآخر اٹھا ہی لیا۔

"مس رامین کہاں رہ گئی ہیں؟ فائل لے کر میرے آفس میں فوراً آئیں۔"

صارم کی اجنبی اور سرد آواز انٹر کام کے سپیکر سے ابھری۔

اس کی آنکھوں میں آنسوں ایک بار پھر جمع ہونے لگے۔

پانی کا گلاس غٹا غٹ پیتے اس نے خود کو کمپوز کیا۔

گہری سانس لیتی فائل اٹھا کر اس کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔

آفس کا دروازہ ناک کر کے رامین اندر داخل ہوئی۔

رامین کو آتا دیکھ کر صارم کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ بالآخر اسے مل ہی گئی تھی۔ وہ تھوڑی چینج ہو گئی تھی لیکن وہ اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

سکن کلر کا سادہ سا سوٹ پہنے میک اپ سے پاک چہرہ لیے ناک میں دمکتی نوز پن پہنے وہ اس کی توجہ کھینچ رہی تھی۔ سر پر ہمیشہ کی طرح دوپٹہ سیٹ کیے وہ اس کے روبرو تھی۔ شاید وہ دوپٹہ پبلک پلیس میں لینے کی عادی تھی۔

"سر یہ فائل۔" رامین نے اس کی طرف فائل بڑھائی۔

"اس کو بعد میں دیکھتے ہیں۔" صارم نے فائل ایک طرف رکھ دی اور آگے بڑھ کر اسے خود میں بھینچ لیا۔

رامین کو لگا اس کی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔

"کہاں چلی گئی تھی؟ میں نے تمہیں بہت ڈھونڈا۔ تم ٹھیک ہو؟ انکل کا سنا بہت افسوس ہوا۔" صارم اپنی ہی دھن میں بولے جا رہا تھا۔

"تم پریشان ہو گئی ہو گی کہ کہاں چلا گیا ہوں؟ میں یو ایس چلا گیا تھا ایم بی اے کے لیے اور پھر وہاں کا آفس دیکھنے لگا اینڈ ناؤ تمہارے سامنے۔" صارم نے ہاتھ پھیلا کر کہا۔

"کیا ہوا کچھ بول کیوں نہیں رہی؟"

"مجھے ڈ۔۔ڈیورس چاہیے۔ میری امی میری شادی کرنا چاہتی ہیں۔" رامین نے خود کو کہتے سنا۔

رامین کے منہ سے غیر متوقع بات سن کر صارم نے بے یقینی سے دیکھا پھر اس کے تاثرات پتھریلے ہو گئے۔

"ناممکن۔" صارم نے کھردرے لہجے میں کہا۔

"صارم۔۔۔"

"مس رامین مجھے آفس ٹائمنگ میں پرسنل گفتگو نہیں پسند ناؤ لیو۔"

"پلیز میری بات۔۔" رامین کی آنکھوں سے دو موتی پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر آئے۔

"آؤٹ." صارم دھاڑا۔

رامین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور وہاں سے بھاگ گئی۔

اس کے جاتے ہی صارم نے ہاتھ مار کر ساری فائلز زمین پر پھینک دیں۔

بورڈ آف ڈائریکٹرز سے صارم کی میٹنگ بہت اچھی رہی تھی۔ علی شاہ نے صارم کو بہت سراہا تھا۔ رامین اس کے بعد اس کے آفس نہیں آئی تھی اور نہ ہی صارم نے اسے بلایا تھا۔ اس نے خود ہی فائل سٹڈی کر کے میٹنگ اٹینڈ کر لی تھی۔

اس دوران اس نے کسی ورکر کے ہاتھ رامین کو کام دے کر مصروف رکھا تھا۔

اب وہ میٹنگ سے فارغ ہو کر اپنے آفس میں آیا تھا۔

آفس کا دروازہ ناک کر کے رامین اندر آئی۔

"سر یہ فائلز چیک کر لیں۔"

تھری پیس سوٹ پہنے وہ پہلے کی طرح ہی وجاہت کا شاہکار معلوم ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح ازلی ذہانت لیے پراعتماد انداز میں اپنی سیٹ سے اٹھ کر اس کے مقابل آیا۔ دوپہر جیسا والہانہ پن اور اپنائیت مفقود تھی۔ آنکھوں میں نفرت کی آگ لیے جلا کر بھسم کرنے کی خواہش لیے آخری ملاقات جیسا صارم رامین کو یاد آیا۔

رامین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔

رامین اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہاں سے بھاگنے کے پر تولنے لگی۔ اس سے پہلے وہ وہاں سے بھاگتی صارم نے اسے دروازے کے پاس سے جا لیا اور اپنی طرف کھینچا۔

رامین کے ہاتھ میں موجود فائلز ادھر ادھر بکھر گئیں اور وہ کٹی ڈال کی طرح اس کے ساتھ آ لگی۔

"اتنی جلدی کیا ہے بھاگنے کی؟ پہلے مل تو لو اپنے شوہر سے۔" صارم نے اس کی مزاحمت کارتی برابر اثر نہ لیا اور اسے دیوار سے دھکا دیتے ہوئے لگایا۔ اس کا دوپٹہ کندھے پر گر گیا۔

رامین کی چیخ نکل گئی۔

"پانچ سال سات ماہ چودہ دن بارہ گھنٹے پچیس منٹ میں تمہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا۔ تمہاری امی تمہاری شادی کرنا چاہتی ہیں۔ تمہیں تب بھی اپنا پہلا شوہر یاد نہیں آیا۔"

رامین کا دوپٹہ صارم سے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش میں نیچے گر گیا تھا۔

"کیوں رومی؟" صارم اس کے بے حد قریب ہوا۔

"میں نے تمہیں کتنا مس کیا۔" صارم نے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

Zubi Novels Zone

رامین نے خوف سے اس کے ہاتھ جھٹکنے چاہے لیکن مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔

"کوئی دن کوئی رات کوئی لمحہ تمہاری یاد کے بغیر نہیں گزرا۔"

"میں نے تمہاری خوشبو کو بہت مس کیا۔" صارم اس کی گردن میں منہ چھپائے بول رہا تھا۔

رامین کا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔اس کے ہونٹ اس کی گردن سے مس ہو رہے تھے۔

"صارم پلیز مجھے چھوڑ دو۔"

"میں نے تمہیں کیا کہا تھا کہ تم مجھے خواب میں بھی بھولنے کی غلطی مت کرنا اور تم تو جاگتی آنکھوں میں یہ غلطی کر گئی۔سزا تو بنتی ہے۔" وہ اس کی بیوٹی بون پر جھکا اپنی شدتیں دکھانے لگا۔

"صارم نہیں پلیز۔۔۔"رامین بری طرح رونے لگی اور اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ ذرا لوز ہوتی صارم اس پر اپنی پکڑ مزید مضبوط کر دیتا۔

وہ اس کی گردن پر اپنی شدت بھرے لمس چھوڑ رہا تھا۔

"صارم نہیں پلیز۔۔۔یہ ظلم مت کرو۔"

"یہ ظلم تم نے اپنے ساتھ خود کیا ہے۔میرا انتقام ابھی پورا نہیں ہوا تھا اور تم بھاگ نکلی۔ تمہیں لگتا ہے اپنا گھر چھوڑ دینے سے یونیورسٹی چھوڑ دینے سے نمبر بدل لینے سے صارم شاہ سے بچ نکلو گی؟ بہت بڑی بھول تھی تمہاری۔"

"نہیں صارم پلیز مجھے معاف کر دو۔" رامین نے روتے ہوئے فریاد کی۔کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لیے آواز باہر نہیں جا سکتی تھی۔ویسے بھی آفس مکمل خالی تھا۔کس نے آنا تھا؟

وہ اس کے لبوں پر شدت سے جھکا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا۔اس کی آنکھوں سے تواتر سے آنسو بہہ رہے تھے۔اگر صارم نے اس کو نہ پکڑا ہوتا تو وہ زمین بوس ہوتی۔رامین کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ کا گھلتا محسوس ہوا۔اسے اپنی سانسیں بند ہوتیں محسوس ہوئیں۔صارم کا پھر بھی اسے چھوڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

رامین کی مزاحمت دم توڑ رہی تھی۔ وہ نڈھال ہو گئی تھی۔ صارم نے اس کے گرد حصار مزید تنگ کیا۔

بالآخر صارم شاہ نے اس کی سانسوں کو آزادی بخشی۔ وہ اس کی گرفت میں ہی اس کے کندھے پر سر گرا گئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

صارم شاہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کبھی نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ وہ تڑپا تھا اس کے لیے اور اس پر اس کی یہ ڈیمانڈ صارم شاہ کے سوئے ہوئے طیش کو ہوا دے گئی تھی۔ اس پر شام تک کا انتظار ایک ایک لمحہ صدیوں کے برابر محسوس ہوا تھا۔ اس کی تڑپ کا یہ جواب جو اس کے طیش کو وبال بنا گئی۔ اب اس کو سزا دینی تو بنتی تھی۔

اگلے ہی لمحے وہ رامین کو زمین پر دھکا دے گیا۔

"چلی جاؤ رامین اس سے پہلے میرا تمہیں بھیجنے کا ارادہ بدل جائے۔"

رامین پھولتی سانسوں سے ہانپتی کانپتی زمین سے دوپٹہ اٹھاتی باہر بھاگ گئی۔

صارم خود کو کمپوز کرتا اپنے آفس سے نکلا۔ لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے اسے ایک کیبن سے موبائل کی رنگ ٹون کی آواز سنائی دی۔ وہ اس کیبن کی طرف بڑھا۔

یہ رامین کا کیبن تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر موبائل اٹھایا جو بند ہو چکا تھا۔ کال دوبارہ آنے لگی۔ کسی رانی کی کال تھی۔

صارم نے کال کاٹ دی اور اس کے موبائل میں اپنا نمبر سیو کیا اور موبائل پاکٹ میں ڈال کر آگے بڑھ گیا۔

رامین حواس باختہ سی گھر میں داخل ہوئی۔ وہ اب تک صارم کے رویے سے ڈری ہوئی تھی۔

"رامین کب سے کال کر رہی ہوں۔ پک کیوں نہیں کر رہی تھی؟" رانیہ نے دروازہ کھولتے ہی پوچھا۔

"پتا نہیں چلا۔" رامین جیسے خیال سے چونکی۔

"طبیعت ٹھیک ہے؟" رانیہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

"ہاں راستے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لیے دل گھبرا رہا ہے." رامین نے پانی کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ایکسیڈنٹ؟ تم ٹھیک ہو؟" رانیہ پریشان ہو گئی۔

"ہاں میرا نہیں بائک کا۔" رامین نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

رامین نے موبائل بیگ سے نکالنے کے لیے بیگ میں جیسے ہی ہاتھ ڈالا موبائل نہ پا کر پریشان ہو گئی۔

"موبائل کہاں گیا؟" رامین نے پریشانی سے موبائل دیکھا۔

"بیگ میں ہی ہو گا تم ٹھیک سے دیکھو۔" رانیہ نے فکر مندی سے کہا۔

"تم کب کال کر رہی تھی؟"

رامین نے روتے ہوئے پوچھا۔

"کافی دیر سے."

مصیبتوں نے ایک بار پھر اس کا دروازہ دیکھ لیا تھا۔پہلے صارم شاہ کی واپسی اور اب یہ موبائل۔۔رامین چہرہ ہاتھوں میں گرائے رونے لگی۔

رانیہ رامین کے آنسو دیکھ کر اس کے نمبر پر مسلسل کالز کر رہی تھی۔جو ابھی بھی آن تھا لیکن جواب ندارد۔

پچیسویں کال پر صارم عاجز آ گیا۔

"کیا ہے؟"

"کون؟"

"کال تو تم نے کی ہے۔"

"رامین کا نمبر آپ کے پاس کیا کر رہا ہے؟"

"تم کون ہو رانی؟"

"آپ کو میرا نام پتا ہے پھر بھی پوچھ رہے ہیں۔"

"ظاہر ہے بے وقوف نمبر سیو تھا۔"

"رامین سے کہو کل اس کا موبائل اسے مل جائے گا اب دوبارہ تنگ نہ کرنا۔"

"آپ ہیں کون؟"

"رامین جانتی ہے مجھے اس سے پوچھو۔"

"آپ نام بتائیں گے تو پوچھوں گی۔"

صارم نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

"کسی آدمی کے پاس ہے تمہارا فون۔ کہہ رہا ہے کل دے دے گا بدماغ کھڑوس۔"

"یہ ہے کون؟"

"کہہ رہا تھا تم جانتی ہو۔"

"رانی نام تو پوچھتی۔"

"اس سڑو نے نہیں بتایا تو کیا کرتی؟"

"مجھے دو میں پوچھوں۔"

"رہنے دو رامین بہت بدلحاظ ہے کہہ رہا تھا اب تنگ مت کرنا۔"

رامین کو کلک کیا۔اسے اب کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا۔

اگلی صبح رامین صارم کے آفس میں موجود تھی۔

"سر یہ۔۔۔"رامین سے اس سے آگے کچھ بولا نہیں گیا کیونکہ صارم کے متوقع ری ایکشن کو سوچتے اس کی روح تک کانپ رہی تھی۔

"کیا ہے؟" صارم نے بغیر پکڑے انتہائی کھردرے لہجے میں پوچھا۔

"ریزیگنیشن لیٹر۔" رامین نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

صارم نے غصے سے وہ لیٹر کھینچ کر اسی لمحے کئی حصوں میں تقسیم کرتے ڈسٹ بن کی نظر کر دیے۔

رامین بے بسی سے دیکھ کر رہ گئی۔

"پہلی بات اس کمپنی کا رول ہے جاب چھوڑنے سے ایک مہینہ پہلے بتانا ہوتا ہے ورنہ پینلیٹی ہوتی ہے۔

دوسرا رامین خالد یہ جاب تمہاری نہیں تمہاری فیملی کی ضرورت ہے کیوں ان کے پیٹوں پر لات مار رہی ہو؟

تیسری بات مائی ہنی وائفی۔۔" صارم اپنی جگہ سے اٹھا اور قدم قدم اس کے قریب آیا۔

رامین نے خوف سے دو قدم پیچھے کو لیے۔

" کل سے یہ تم مجھے کیوں سرپرائزس دے رہی ہو؟ کبھی اپنی موجودگی سے، کبھی ڈیورس کی ڈیمانڈ، کبھی یہ سٹوپڈ ساری بیگنیشن۔" صارم نے اس کا تمسخر اڑایا۔

" کچھ میری طرف سے بھی تو بنتا ہے۔" صارم نے اس کے بازو کو مروڑ کر اسے دیوار سے دھکا دیا۔

رامین کی چیخ نکلی۔ جو صارم کے مضبوط ہاتھ کے نیچے ہی دب گئی۔

رامین نے اپنا آپ چھڑانا چاہا۔

صارم نے اس کا دوپٹہ پیچھے کھسکا کر اس کے کندھے پر زور سے بائٹ کیا۔

رامین کی سسکی نکلی۔

"یہ تمہاری سزا ہے۔کیوں میرے قہر کو آواز دیتی ہو؟"

پھر اس کی گردن پر شدت بھرے لمس چھوڑے۔

"یہ اچھی صبح کے آغاز کے لیے۔" صارم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باقی ایپیسوڈ شام میں۔" صارم اس کے کان کی لو پر جھکا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

رامین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔

"اب چلتی نظر آؤ ورنہ کہیں میرا موڈ نہ بدل جائے۔" صارم نے معنی خیزی سے کہا۔

رامین وہاں سے بھاگنے لگی۔

"رکو۔"

رامین دروازے کے پاس جا کر پلٹی۔

"صارم پلیز مجھے جانے دو۔"

"مجھے بھی شوق نہیں ہے تمہیں روکنے کا۔یہ لو اور چلتی نظر آؤ۔" صارم نے حقارت سے کہا۔

رامین شرمندگی سے موبائل اُٹھاتی وہاں سے بھاگ گئی۔

رامین اپنے کیبن میں آتے ہی اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔

رامین کا موبائل بجنے لگا۔اس نے گہری سانس بھرتے کال اٹھائی۔

"کہاں ہو؟ کب سے کال کر رہی ہوں۔" فرح بیگم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ بتائیں کیوں کال کر رہی تھیں؟" رامین نے بجھے دل سے کہا۔

"رابعہ آئی ہوئی ہے آتے ہوئے سموسے اور جلیبیاں لے آنا۔ شام میں اس کے سسرال والے بھی آرہے ہیں تو ان کے ڈنر کے لیے چاول اور چکن لے آنا رابعہ بریانی کی فرمائش کر رہی ہے اور آئس کریم لے آنا حسن شوق سے کھاتا ہے۔" فرح بیگم نے اسے سب کے شوق کی لمبی لسٹ سنائی۔

"امی اتنا کچھ ابھی سیلری تو آ لینے دیں۔ میں کیسے کروں گی؟" رامین پریشان ہوئی۔

"کیا رامین انہوں نے کہا ہے کھانا کھانے کا تو میں کیا کہہ سکتی تھی؟" رابعہ جو اپنی ماں کے ہاتھ سے فون لے چکی تھی کسی نئی فرمائش کے لیے رامین کی بات سن کر ناراضگی سے کہنے لگی۔

"رابعہ ناراض مت ہو۔ میں کیا کروں ابھی سیلری نہیں ملی اور وہ لوگ ڈنر کی ضد لگا کر بھی بیٹھ گئے۔" رامین نے بھیگی آواز سے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"اچھا رامین مجھے پانچ ہزار کی ضرورت ہے۔" رابعہ نے اس کی کسی بات کا اثر لیے بغیر کہا۔

"رابعہ میرے پاس آج بالکل پیسے نہیں ہیں۔ میں تو خود آج آفس پیدل آئی ہوں اور واپس بھی پیدل ہی آؤں گی۔" رامین نے بے بسی سے روتے ہوئے کہا۔

"رامین میں بھی مجبور ہوں۔ پاپا تھے تو مجھے کسی چیز کے لیے ترسنا نہیں پڑتا تھا۔" رابعہ روتے ہوئے کال کاٹ گئی۔

رامین کال کاٹ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رو پڑی۔

وہ صحیح کہہ رہا تھا یہ جاب اس کی نہیں اس کی فیملی کی نیڈ تھی۔ جو سیلری آنے سے پہلے ہی خرچوں کی لمبی لسٹ پکڑ لیتے تھے۔

صارم جو میٹنگ روم کی طرف جا رہا تھا۔ رامین کی آواز پر رک کر سننے لگا۔ کال کے دوسری طرف کیا کہا جا رہا تھا اسے یہ تو نہیں پتا چلا لیکن رامین کے آنسوؤں سے بھرے جملوں نے اس کے دل پر وار ضرور کیا تھا۔ کال کے اختتام پر رامین کو روتا دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا۔

وہ تیز تیز قدم چلتا وہاں سے نکل گیا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

رامین کانفرنس روم سے نکلی اور سیڑھیاں اترنے لگی۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کی سوچوں کا تسلسل بار بار گھر کی طرف جا رہا تھا۔

وہ کھوئی کھوئی سی تھی۔

گھر والے تو لسٹ لکھوا چکے تھے۔ اب اسے پورا کیسے کرنا تھا؟ رامین کو یہ فکر ستا رہی تھی۔

انہیں سوچوں میں غلطاں رامین اوپر آتے اویس سے بری طرح ٹکرائی۔

تصادم اتنا زوردار تھا کہ اسے دن میں تارے نظر آ گئے۔ اگر اویس بروقت رامین کو ہاتھ نہ دیتا تو رامین لڑھکتی ہوئی نیچے جاتی۔

"رامین تم ٹھیک ہو؟" اویس فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

"ہمم۔۔۔" رامین کو اس کا یہ بے تکلف انداز پسند نہ آیا۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑاتی وہاں سے نکل رہی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے؟" صارم نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"سر وہ ہم کانفرنس روم سے آ رہے ہیں۔" کسی دوسری سٹاف میمبر نے کہا۔

"ہو گئی نا کانفرنس؟ اب کیا یہیں کھڑے رہنا ہے؟ سب جائیں اپنے کیبنز میں اینڈ کمپلیٹ یور ورک۔" صارم نے غصیلے انداز میں سب کو جھاڑ دیا۔

"اینڈ یو مس رامین کہاں ہے رازانٹرپرائزز کی فائل؟"

رامین جو اپنے کیبن کی چیئر پر بیٹھ رہی تھی۔ صارم کی دھاڑ پر لرز کر رہ گئی۔

"سر پرنٹ آؤٹ رہ گیا ہے۔" رامین نے منمناتے ہوئے کہا۔

"تو وہ میں نکالوں گا؟ فائل اگلے پندرہ منٹ میں میرے ٹیبل پر ہونی چاہیے۔"

صارم نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"رامین تو گئی اب تیری کمبختی آئے گی۔" اس کے برابر کے کیبن میں بیٹھی سادیہ

نے ڈراتے ہوئے کہا۔

رامین جلدی جلدی پرنٹ آؤٹ نکالنے لگی۔ اس کے پندرہ منٹ کا مطلب چودہ

منٹ تو ہو سکتا تھا لیکن سولہ منٹ نہیں۔

"سر یہ فائل۔" رامین دس منٹ میں اس کے سامنے تھی۔

صارم نے فائل لے کر سائیڈ پر کر دی۔

"میں تمہارے کام سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔میں تمہارا کیبن چینج کر رہا ہوں۔

فلحال یہاں بیٹھ کر کام کرو۔" صارم نے اسے ایک نئی فائل کا کام دیتے ہوئے لیپ ٹاپ اس کے سامنے کیا۔

رامین کام کرنے لگی۔

وہ رامین کو اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔جو محویت سے اپنا کام کر رہی تھی حالانکہ وہ اپنے اوپر صارم کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی لیکن اس نے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

صارم گہری سانس بھرتا اپنی چیئر سے اٹھا اور رامین کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

رامین کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

صارم رامین پر جھٹکے سے جھکا۔ایک ہاتھ رامین کے ہاتھ پر رکھا دوسرا رامین کے دوسری طرف سے ٹیبل پر رکھا۔اس طرح کے رامین اس کے حصار میں تھی۔

رامین نے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا۔

صارم نے اس کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔

صارم کے پرفیوم کی خوشبو اس کے حواسوں پر سوار ہونے لگی۔

اے سی کی ٹھنڈک کے باوجود اسے پسینہ آنے لگا۔

"میرا ہاتھ لگانا تمہیں بہت کھلتا ہے۔صارم نہیں۔۔پلیز نہیں۔۔یہ ظلم مت کرو۔۔اویس کے ساتھ کس خوشی میں ٹکرائی تھی؟میں نے سہارا دیا تو پوری یونی میں ذلیل کر دیا اور اس کو اپنے حال بتانے لگی۔جب کہ یہ تمہیں دیکھ کر ٹکرایا تھا.آج کیوں نہیں اسے پورے آفس میں ذلیل کیا؟کیوں ایک نہیں جڑی؟کیسے کیٹگرائز کیا اسے اور مجھے؟جب کہ تمہیں چھونے کا پورا حق موجود

ہے میرے پاس۔" صارم ایک ایک لفظ چباتا اس کے کان میں غرا رہا تھا۔ رامین جی بھر کر شرمندہ ہوئی۔ وہ ہل بھی نہ سکی۔

وہ یہ نہ کہہ سکی کہ تمہارے غصے سے ہی یہ سبق لیا ہے کہ خاموشی سے نکل جاؤ۔ مڑ کر دیکھنے پر پتھر کے بن جاؤ گے۔

صارم لیپ ٹاپ پر جھکا پتا نہیں اور کیا کیا کر رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہ آئی۔

صارم سیدھا ہوتا ایک غصیلی نظر اس پر ڈالتا واپس اپنی چیئر پر بیٹھ گیا۔

رامین بظاہر اپنا کام کر رہی تھی لیکن اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

رامین گھر کے لیے نکل رہی تھی۔ اپنا سامان بیگ میں رکھ رہی تھی۔ جب اسے بیگ میں ایک انویلپ پڑا نظر آیا۔

رامین نے نکال کر دیکھا۔ اس میں لم سم پیسے پڑے تھے۔

رامین نے صارم کے آفس کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اس کے دیکھنے پر نگاہیں پھیر گیا۔

رامین کی آنکھوں میں آنسوں جمع ہونے لگے۔

وہ اسے یہ احساس دلا رہا تھا کہ وہ کتنی بے بس اور مجبور ہے۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لیے تیزی سے باہر نکلی۔

وہ غائب دماغی سے چلنے لگی۔

میں صارم شاہ کو اپنی مجبوریوں سے نہیں کھیلنے دوں گی۔رامین نے فیصلہ کن انداز میں سوچا۔

اپنے علاقے میں آ کر وہ کریانہ سٹور سے سامان لینے لگی۔وہ سامان لے کر پلٹی تو اس نے بلاارادہ ہی ارد گرد نگاہیں دوڑائیں تو اپنے عین سامنے صارم کی گاڑی دیکھ کر رامین ٹھٹک گئی۔

Zubi Novels Zone

اوہ گاڈ اسے اس کے گھر کا نہیں پتا چلنا چاہیے تھا۔

وہ گہری سانس لیتی آگے بڑھ گئی۔

وہ مختلف جگہوں پر رک کر سامان لینے لگی۔اس دوران وہ چور نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی تو اس کی گاڑی وہیں کھڑی تھی۔

اب رامین نے ایک گھر کے باہر رک کر دروازہ بجایا۔

صارم کی گاڑی باہر روڈ پر کھڑی تھی۔وہ رامین کو گلی میں جاتا دیکھ کر اس کے پیچھے چلنے لگا تھا۔یہ گلی تنگ تھی۔اس میں صارم کی مرسیڈیز نہیں جا سکتی تھی۔

وہ کچھ فاصلے پر رک گیا۔

یہ گلی بند تھی۔

دروازہ کھلنے پر ایک چھوٹی عمر کی لڑکی باہر آئی۔شاید وہ رانی تھی رامین کی چھوٹی بہن۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ لڑکی مسکراتے ہوئے رامین سے پتا نہیں کیا کیا کہہ رہی تھی۔رامین بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے گھر میں چلی گئی۔دروازہ بند کرنے سے پہلے رامین نے گردن نکال کر ایک بار پھر اسے دیکھا تھا۔وہ اب بھی وہیں تھا۔رامین سٹپٹا کر دروازہ بند کر گئی۔

صارم کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔اس نے واپسی کی طرف قدم بڑھائے۔

تورامین خالد صرف شو کرتی تھی کہ اسے صارم شاہ کی موجودگی سے کوئی غرض نہیں۔جب کہ وہ رامین کے دل ودماغ میں موجود تھا۔صارم نے گاڑی مین روڈ پر ڈال دی۔

رامین کا گھر نسبتاً غریب علاقے میں تھا۔پچھلا گھر نسبتاً بہتر علاقے میں تھا۔یقیناً رامین وہ گھر افورڈ نہیں کر سکی تھی۔صارم کا دل خراب ہونے لگا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

صارم کوٹ ہاتھ میں ڈالے گھر میں داخل ہوا۔اس کا پہلا سامنا ثمینہ شاہ سے ہوا تھا۔

"کیسا رہا دن ؟"ثمینہ شاہ نے محبت سے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھا۔

"ٹھیک رہا بہت تھک گیا ہوں۔"صارم نے محبت سے اپنی ماں کو ساتھ لگایا۔

"تم فریش ہو جاؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔"ثمینہ شاہ نے محبت سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

"نہیں صرف کافی بھجوادیں۔مجھے بھوک نہیں ہے۔مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔"صارم بیزاری سے کہتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

صارم یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اسے یہ بیزاری رامین کے حالات دیکھنے پر تھی یا رامین کا صارم سے دور بھاگنے کی کوشش پر تھی۔صارم یہ بھی سمجھنے سے قاصر تھا کہ آج تو اس کے پاس پیسے تھے تو وہ پیدل گھر کیوں گئی تھی؟

بے وقوف سڑک پر بدحواس سی چل رہی تھی۔ کوئی ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو؟ وہ یہ کیوں نہیں سمجھ رہی تھی کہ اس کا صارم سے دور جانا صارم کی ایگو کو ہرٹ کرتا تھا اور اس کے طیش کو ہوا دیتا تھا۔

صارم نے غصے سے واز اٹھا کر زمین پر پھینکا۔

"رامین سموسے کیوں نہیں لائی؟" فرح بیگم سامان دیکھ کر ناراض ہو گئیں۔

"آئس کریم بھی نہیں لائی۔" فرح بیگم کو غصہ آگیا۔

"امی ادھار نہ سموسے ملتے ہیں نہ آئس کریم۔ میں یہ سب کچھ ادھار لائی ہوں۔ میں پیدل آئی ہوں میرے پاس پیسے نہیں تھے۔"

"تمہیں پتا بھی حسن کو سموسے اور آئس کریم پسند ہے پھر بھی؟" فرح بیگم اپنی ہی دھن میں مگن تھیں۔ فرح بیگم نے تو جیسے اس کی سنی ہی نہیں تھی۔

رامین انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"امی آلو لائی ہوں فرنچ فرائز بنالیں۔دودھ بھی لائی ہوں کھیر بنالیں۔"

"ایسے نہیں ہوتا رامین رابعہ کے سسرال والوں نے خود دعوت کا کہہ کر مینیو بتایا ہے۔"

"پہلی بات تو امی آپ کو پتا ہے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔میں دو دن سے پیدل آجا رہی ہوں۔آپ کو سیلری آنے سے پہلے دعوت ماننی ہی نہیں چاہیے تھی۔ہمارے حالات ان کے سامنے ہیں۔انہیں بھی شرم کرنی چاہیے۔

میرے پاس تو وہ پانچ ہزار بھی نہیں ہیں جو رابعہ نے مانگے ہیں۔ابھی تو حسن بھائی نے آکر میری کتنی بے عزتی کرنی ہے۔"

فرح بیگم ناراضگی سے اٹھ کر چلی گئیں۔

رامین نے کمرے میں آتے ہی وہ پیسوں کا لفافہ چھپا دیا۔وہ جانتی تھی رابعہ نے اس کے بیگ کی تلاشی ضرور لینی تھی اس کے بغیر اسے یقین نہیں آنا تھا۔

فریش ہونے کے بعد وہ موبائل پکڑ کر بیٹھ گئی۔اسے پارٹ ٹائم جاب ڈھونڈنی تھی۔اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کے گھر کے اخراجات صرف اس جاب پر نہیں چل سکتے تھے۔

صارم اپنے آفس میں آیا اور فائل نکالنے کے لیے جیسے ہی ڈراؤر کھولا۔سامنے ہی ایک انویلپ پڑا دیکھ کر حیران ہوا۔اس نے وہ انویلپ نکال کر کھولا۔اس میں پیسے موجود تھے۔صارم نے رامین کے کیبن کی طرف دیکھا۔جو مگن انداز میں کام کر رہی تھی۔

اس نے پیسے نکال کر گنے۔پیسے اتنے ہی تھے جتنے صارم نے رکھے تھے۔

صارم نے دکھ سے رامین کو دیکھا۔جو ابھی بھی ارد گرد سے بے نیاز تیزی سے ٹائپنگ میں مصروف تھی۔

وہ اسے کیا سمجھ رہی تھی؟وہ اس کی مجبوریوں کو خرید رہا ہے؟وہ اسے اتنا گرا ہوا اور گھٹیا سمجھتی تھی؟صارم کو ایک بار پھر سے رامین پر غصہ آنے لگا۔

رامین کا موبائل بج رہا تھا۔رامین صارم کے آفس میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی تیزی سے ٹائپنگ کر رہی تھی۔

"مس رامین کال اٹھالیں ورنہ آپ کانسنٹریٹ نہیں کر پائیں گی۔" صارم نے سنجیدگی سے کہا۔

رامین نے ہچکچاتے ہوئے کال اٹھالی۔

"ہیلو۔"

"رامین میرا رزلٹ آگیا ہے۔" رانیہ کی چہکتی ہوئی آواز رامین کے چہرے پر بھی چمک لے آئی۔

"کتنی پر سنٹیج آئی ہے؟"

"ایٹی نائن۔" رانیہ نے کھلکھلاتے ہوئے کہا۔

"واہ رانی تم نے کمال کر دی بہت بہت مبارک ہو۔اب آج تم منہ میٹھا کرواؤ ہمارا۔ایسے پھیکی سی مبارک اچھی نہیں لگ رہی۔"

صارم کو اس کا خوشی سے دمکتا چہرہ بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔اس نے رامین کے چہرے پر بہت عرصے بعد یہ چمک دیکھی تھی۔جواب مفقود ہو چکی تھی۔

"یار رامین میرا ایڈمیشن ہو جائے گا؟"

"بالکل ہو جائے گا۔ایسی کوئی یونیورسٹی نہیں بنی جو مستقبل کی ڈاکٹر رانیہ خالد سے پنگا لے۔"

رامین نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

رانیہ کھلکھلا کر ہنسی۔

رامین کی نظر جیسے ہی سامنے بیٹھے صارم پر گئی تو گڑبڑا گئی کیونکہ وہ اپنی چیئر سے ٹیک لگائے وہ بڑی فرصت سے اور گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"رانی میں آفس میں کام کر رہی ہوں بعد میں بات کرتی ہوں۔۔گھر آ کر بائے۔" رامین نے اس کی سنے بغیر کال کاٹ دی۔

"ہو گئی بات؟" صارم سنجیدگی سے آگے ہو کر بیٹھا۔

"جی۔۔" رامین کو اس کا انداز طنزیہ لگا۔

"ویلکم بیک ٹو یور آفس کمپلیٹ یور ورک۔" صارم نے انتہائی کھردرے انداز میں کہا۔

رامین دل مسوس کر رہ گئی اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔

آفس سارا خالی ہو چکا تھا اکا دکا ایمپلائز ہی رہتے تھے۔ رامین بھی اپنا کام ختم کرتی گھر کے لیے نکل رہی تھی۔

رامین لفٹ کے آتے ہی اس میں سوار ہو گئی۔ لفٹ کا دروازہ بند ہونے ہی والا تھا۔ جب صارم تیزی سے اندر آ گیا۔ صارم نے لفٹ کا ڈور بند کرنے کے لیے کال دے دی۔

رامین کو صارم کی موجودگی میں گھبراہٹ ہونے لگی۔ اس نے اسے لفٹ سے اترنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔

وہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب اس نے سیڑھیوں کے بجائے لفٹ میں جانے کا سوچا۔

صارم رامین کو شوخ نظروں سے دیکھتا جھٹکے سے اسے لفٹ کی دیوار سے لگا گیا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"صارم۔۔" رامین کی کمر زور سے دیوار سے لگی تھی کہ وہ کراہ کر رہ گئی۔

اسی وقت لائٹ چلی گئی اور لفٹ ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"یہ کیا ہوا؟" رامین ڈر گئی۔پہلے ہی وہ صارم سے خائف ہو رہی تھی۔وہ اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔

"لفٹ بھی ہمیں ٹائم دینا چاہتی ہے۔" رامین کو کان کی لو پر صارم کا لمس محسوس ہوا۔اس نے اپنا چہرہ پیچھے کیا تو صارم نے اس کے کان کی لو پر دانت گاڑھے۔

رامین کی سسکی نکلی۔

وہ اس کے بے انتہا قریب تھا۔رامین کو خوف سے پسینہ آنے لگا۔

رامین کو اپنی گردن پر اس کا لمس محسوس ہوا۔

صارم اس کی گردن پر جھکا اپنی بیئرڈ رگڑ رہا تھا۔رامین کو ہلکی سی چبھن محسوس ہوئی۔

"صا...صارم۔۔۔"

"تم چاہتی تھی تمہارا منہ میٹھا کروایا جائے تو سوچ رہا ہوں تمہارا منہ میٹھا کرواؤں۔ میں کرواؤں یا سالی صاحبہ کروائے کیا فرق پڑتا ہے." صارم اس کے کچھ بھی بولنے سے پہلے اس کے لبوں پر جھکا اور شدت دکھانے لگا۔

رامین تڑپ کر اسے پیچھے کرنے لگی۔ صارم نے اس کے ہاتھ پکڑ کر لفٹ کی دیوار سے لگا دیے۔

رامین اس کی شدت پر تڑپ گئی۔ رامین کی مزاحمت کا سامنے والے پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کی مزاحمت اب دم توڑ رہی تھی۔ اسے آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی۔

صارم بے حس بنا ہوا تھا۔

بالآخر صارم نے اسے آزادی بخش دی۔

رامین گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

صارم اس کی گردن پر جھکا اور شدت بھرے لمس چھوڑنے لگا۔رامین ایک بار پھر اپنا آپ چھڑوانے لگی۔

صارم اس کی گردن پر اپنے لمس سے اپنی نفرت کا اظہار کر رہا تھا۔

رامین کی ہمت اب جواب دے رہی تھی۔اس کا وجود کپکپانے لگا۔اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

صارم نے اگر اسے اب تک نہ پکڑا ہوتا تو وہ گر چکی ہوتی۔

"تم مجھ سے الجھامت کرو۔تمہارا الجھنا مجھے غصہ دلا دیتا ہے اور پھر میں وہ کر جاتا ہوں جو میں نہیں کرنا چاہتا۔" صارم نے اس کے چہرے پر آئی لٹیں پیچھے کیں۔

"تم ایسے کیسے جا سکتی ہو؟ مجھ سے ملے بغیر مجھے راحت دیے بغیر مجھے انٹرٹین کیے بغیر کیسے جا سکتی ہو؟آج میں نے تمہیں محسوس نہیں کیا۔کتنے پہرے بٹھائے سارا دن اور تم یوں بھاگ رہی تھی پھر کل تک میرا صبر جواب دے جاتا اور تمہارے لیے مشکل ہو جاتی۔"

"خدا کا واسطہ ہے صارم مجھے پریشان مت کرو۔ مجھ پر یہ ظلم مت کرو۔ میری فیملی کو میری ضرورت ہے۔" رامین روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

"اوہ کم آن میں نے تمہیں کچھ بھی نہیں کہا۔ شوہر ہوں تمہارا اور شوہر کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ تم ان سے نظریں نہیں چرا سکتی۔"

صارم پھر اس کے لبوں پر جھکا اور اسے اپنی پکڑ میں لیا۔ رامین کوشش کے باوجود بھی اپنا آپ چھڑوا نہیں پا رہی تھی۔

اسی وقت لائٹ آ گئی۔ وہ جھٹکے سے پیچھے ہوا۔

رامین جو اس کے سہارے ہی کھڑی تھی دھڑام سے زمین پر گر گئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

صارم نے نفرت سے اسے زمین پر گرے دیکھا۔

لفٹ کے رکتے ہی صارم لفٹ سے نکل گیا۔

رامین کے وجود میں کوئی ہلچل نہ ہوئی۔

صارم آگے جاتا واپس پلٹا۔

"مس رامین اپنی پرابلم؟ مے آئی ہیلپ یو؟" صارم نے پیشہ ورانہ مسکراہٹ سے پوچھا۔

رامین نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھا کر اس ظالم کو دیکھا۔

صارم اس کی طرف بڑھا۔ رامین جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

"میری اصل پرابلم تم ہو۔" رامین نے دبے دبے غصے سے کہا۔

صارم دھیرے سے ہنس دیا۔

"سالی صاحبہ سے کہنا روز کوئی خوشخبری سنایا کرے۔اسی بہانے میرا بھی منہ میٹھا ہو جاتا ہے۔" صارم نے ذو معنی انداز میں کہتے آنکھ ونک کی اور سیٹی پر شوخ سی دھن بجاتا نکل گیا۔

پیچھے رامین کلس کر رہ گئی۔

"امی جو پاپا نے میرے لیے چوڑیاں بنوائی تھیں مجھے وہ دے دیں۔" رامین نے عام سے لہجے میں کہا۔

"کون سی چوڑیاں؟" فرح بیگم نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"امی جو پاپا نے میری شادی کے لیے بنوائی تھیں۔" رامین کو کھٹکا ہوا۔

"وہ نہیں ہیں۔کیا کرنا تھا ان کا؟" فرح بیگم نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔

"امی پلیز دے دیں۔ مجھے بیچنی ہیں۔ رانی کی ایڈمیشن فیس دینی ہے۔ میں اپنی ہی تو مانگ رہی ہوں۔" رامین نے منت کی۔

"نہیں ہیں تو کہاں سے لاؤں؟ رابعہ کو ضرورت تھی تو میں نے اسے دے دیں۔" فرح بیگم نے مصروف سے انداز میں کہا۔

رامین کی آنکھیں برسنے لگیں۔

"امی آپ کو رابعہ کے آگے کچھ اور نظر کیوں نہیں آیا؟" رامین نے روتے ہوئے بے بسی سے پوچھا۔

"اسے ضرورت تھی۔ تم تو اسے کچھ دیتی نہیں ہو۔ تمہارے پاپا کے بعد وہ اکیلی ہو گئی ہے۔ ہر وقت روتی رہتی ہے۔"

"پاپا کے بعد جو آپ نے مجھ پر اخراجات کا پہاڑ توڑا ہے اس کا کیا؟ میں کیا کروں گی؟ مجھے رانی کا ایڈمیشن کروانا ہے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"تو یہ نہ پڑھے۔"فرح بیگم چڑ گئیں۔

"امی میں نہیں پڑھوں گی تو اس کو کیسے سپورٹ کروں گی؟خود اس کے لیے کتنا مشکل ہو گیا ہے۔

ہم کب تک اس کو تنہا اس جنگ میں چھوڑیں گے؟

آپ کو میرا پاپا کا خواب نظر کیوں نہیں آرہا؟پاپا کے بعد ہم بھی تو اکیلے ہو گئے ہیں اور سب سے زیادہ رامین اکیلی ہے۔"

"امی خدا کے لیے رانی کا کچھ بھی مت بیچیے گا۔میں اس کا اتنا کچھ نہیں کر پاؤں گی۔"رامین نے روتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

فرح بیگم اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

رامین روتے ہوئے گھر سے نکل گئی۔

صارم اپنی سیٹ پر بیٹھا اپنے آفس کے گلاس وال سے رامین کو دیکھ رہا تھا۔ جس کا چہرہ آج مرجھایا ہوا تھا اور آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ شاید آج وہ بہت روئی تھی۔ رامین کے موبائل کی سکرین بار بار روشن ہوتی اور تھوڑی دیر بعد بجھ جاتی پر رامین بغیر دھیان دیے اپنے کام میں مگن رہی۔

صارم نے انٹرکام اٹھا کر رامین کو اپنے آفس میں بلایا۔

"یس سر۔" کچھ ہی لمحوں میں رامین اس کے سامنے تھی۔

"کیا رومی ہر وقت تم ایمپلائی میں باس کبھی یہ بھی کہہ دیا کرو یس ہنی۔" صارم نے شرارت سے کہا۔

رامین نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"یہ فائل سیٹ کرو۔" صارم نے اس کی طرف فائل بڑھائی۔

رامین فائل لے کر جانے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو؟ صرف فائل کے پیپرز ارینج کرنے ہیں۔ یہیں بیٹھ کر کرو۔"

رامین ناچار بیٹھ گئی اور پیپرز ارینج کرنے لگی۔

"کیا بات ہے رومی؟ کل تک تو تم بہت خوش تھی اور مجھے بھی خوش کیا۔ آج منہ سجائے بیٹھی ہو۔ میں تو آج بھی خوش ہونا چاہ رہا تھا۔" صارم نے شوخی سے پوچھا۔

رامین کے پیپرز ارینج کرتے ہاتھ کانپے۔

رامین کا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔

صارم نے انٹرکام اٹھا کر آفس بوائے سے رامین کا موبائل منگوایا۔

رامین نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کچھ دیر میں موبائل آگیا۔

"پک اپ دا کال۔" صارم نے حکمیہ کہا۔

صارم کو تجسس تھا کہ آخر ایسا کیا ہوا ہے اور اس بات کا اسے کال سے ہی پتا چلنا تھا۔

"بعد میں بات کر لوں گی۔"

"پوچھا نہیں ہے کہا ہے۔" صارم نے کھردرے لہجے میں کہا۔

رامین نے ناچار اٹھالی۔

"ہمم۔۔" رامین نے اپنی آواز کا بھیگا پن کنٹرول کرنا چاہا۔

رانی کی پریشان کن آواز اسے ایک بار پھر رونے پر مجبور کر رہی تھی۔

"رامین تم ٹھیک ہو؟ کیا کریں گے اب؟"

"ڈونٹ وری ہو جائے گا۔" رامین نے گلا کھنکھار کر آواز کا بھیگا پن ختم کرنا چاہا۔

"کیسے کرو گی یار؟"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"میں انکل سے بات کرتی ہوں۔ان کے پاس ضرور کوئی حل ہو گا تم بس ایڈمیشن کی تیاری کرو۔"

"بعد میں بات کروں گی پلیز اب کال مت کرنا۔"رامین نے کال کاٹ دی۔

رامین ایک بار پھر اپنے کام میں مگن ہو گئی اور صارم کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"کون سی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے گی؟"

"میڈیکل یونیورسٹی۔"رامین نے گول مول جواب دیا۔

"بیسٹ یونیورسٹی میں پڑھانا۔سالی صاحبہ سے کہنا اس کے صارم بھائی بھی یہی چاہتے ہیں۔"

رامین کا دل کیا رانی کے صارم بھائی کا گلا دبا دے۔

صارم نے بلینک چیک پر سائن کیا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

"رانی کے ایڈمیشن میں جتنے چاہیے ہوں فل کر لینا۔اس کو شاپنگ بھی کروا دینا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔"رامین کی آنکھیں برسنے کو بے تاب تھیں۔

"تمہیں نہیں ہے رانی کو ہے ضرورت۔"

"میں ایڈوانس پیمنٹ لے لوں گی۔"

"رامین وہ ان اخراجات کے لیے انف نہیں ہے۔" صارم نے آنکھوں سے لینے کا اشارہ کیا۔

"یہ ادھار ہے میں بہت جلد واپس کر دوں گی۔"رامین نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"بالکل بھی نہیں جسٹ ریلیکس۔"

"تھینک یو سوچ۔"رامین نے برستی آنکھوں سے کہا۔

"ڈونٹ بودر اٹ۔"

صارم کو اس کی بھتی آنکھیں پہلی بار تکلیف دے رہی تھیں۔

صارم نے بمشکل نگاہیں چرائیں۔

اس نے اس لڑکی کو کہاں لا کر کھڑا کر دیا تھا۔ وہ اس کا مجرم تھا۔

"یہ ہو گئی۔" رامین نے فائل اس کی طرف بڑھائی۔

صارم ہوش میں آیا اور فائل چیک کرنے لگا۔

صارم کو میٹنگ روم میں دیکھ کر وہ علی انکل کے آفس میں آئی۔ وہ اس بات کی یقین دہانی کر آئی تھی کہ صارم کم از کم ایک گھنٹہ میٹنگ روم میں ہی رہنے والا تھا اور وہ بغیر اس کے علم میں لائے سکون سے بات کر سکتی ہے۔

"انکل مجھے پارٹ ٹائم جاب مل رہی ہے۔مجھے اس جاب کی اشد ضرورت ہے میری آپ سے ریکوئیسٹ ہے کہ مجھے یہاں سے ٹائم میں تھوڑی کمی کر دیں۔میں اسی ٹائم کے دوران اپنا وہ سارا کام کرلوں گی جو ابھی کرتی ہوں۔آپ سیلری میں بھی کوئی کمی مت کیجیے گا۔"

"کہاں جاب ملی ہے؟"

"ہاسپٹل میں ریسیپنسٹ کی."

"ٹائمنگ کیا ہے؟آؤ صارم بیٹھو بیٹا"

رامین نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا۔

"بتاؤ بیٹا۔"

"شام پانچ بجے سے ایک بجے تک۔"

"بیٹا بیمار ہو جاؤ گی۔آرام کب کرو گی؟"

"انکل مجھے ضرورت ہے۔"

"بیٹا یہ تمہارا ہی آفس ہے تمہیں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہیں پر تمہاری ہے بڑھا دی جائے گی۔"

"صارم بیٹا اس میٹر کو ڈیل کرو۔ رامین بیٹا اپنا کام کرو تمہارا پرابلم سولو سمجھو۔"

علی شاہ نے رامین کو کچھ بھی مزید کہنے کا موقع نہیں اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔

وہ بے بسی سے نکل آئی۔

اسے پتا ہی نہیں چلا تھا کہ صارم کب آیا؟ اگر اسے پتا چل جاتا تو وہ بعد میں بات کر لیتی۔ اسی کی وجہ سے تو وہ یہاں سے فرار چاہتی تھی۔ اگر وہ وہاں نہ ہوتا تو وہ علی انکل کو منا ہی لیتی۔

رامین بوجھل قدموں سے آکر اپنے کیبن میں بیٹھ گئی۔

رامین کو نئی فکر لگ گئی تھی۔ اب صارم اسے نہیں چھوڑے گا۔

صارم علی شاہ کے آفس میں داخل ہوا تو وہاں رامین کو بیٹھے پایا۔

رامین کی باتیں اسے غصہ دلانے لگیں۔وہ اس سے دور جانے کے لیے ٹائم کا دھیان بھی نہیں رکھ رہی تھی۔

تمہیں تو میں بتاتا ہوں رامین خالد۔صارم خیالوں میں رامین سے مخاطب ہوا۔

اسی لمحے علی شاہ نے اسے بیٹھنے کا کہا۔رامین کی رنگت اسے دیکھ کر ہی اڑ گئی تھی۔

اورمزے کی بات تو یہ تھی کہ اس کے ڈیڈ نے یہ میٹر اسی کے کورٹ میں ڈال دیا۔جہاں سے رامین بھاگ کر آئی تھی۔

"صارم مجھے تمہیں بتانے کا خیال نہیں رہا۔"رامین کے جانے پر علی شاہ اس سے مخاطب ہوئے۔

"یہ ایماندار اور لوئیل ہے۔ نیڈی ہے تمہیں اس کا خود سے دھیان رکھنا ہو گا۔ خوددار ہے۔ یہ تم سے ایسے ہی پیسے نہیں لے گی۔ تمہیں خود سے دھیان رکھنا ہو گا۔"

"میں آئے دن اس کو بونس دیتا تھا۔ تم اس کی سیلری ڈبل کر دو۔ کام بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ وقت بڑھاؤ گے جو جیسا چل رہا ہے ویسے ہی چلنے دو۔ جوان بچی ہے اپنی ضرورتوں اور مجبوریوں کے آگے ٹائم کا خیال نہیں رکھ رہی۔"

"یس ڈیڈ۔"

"میں نے پہلی بار اسے ہاتھ پھیلاتے تب دیکھا تھا جب یہ ہاتھ باندھے ہاسپٹل کے دروازے پر ہر آنے جانے والوں سے پیسے مانگ رہی تھی۔ اسے اپنے باپ کی سرجری کے لیے پیسے چاہیے تھے۔" علی شاہ نے افسردگی سے بتایا۔

صارم زلزلوں کی زد میں آگیا۔

"تم اس کا خیال رکھو۔ اتنے وفادار ایمپلائی اتنی آسانی سے نہیں ملتے۔" علی شاہ نے سمجھایا۔

صارم نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"تم یہاں کیوں آئے تھے؟" علی شاہ نے اس کے آنے کی وجہ پوچھی۔

صارم کو جیسے یاد آیا اور اپنے آنے کی وجہ بتانے لگا۔

"سر سارا اسٹاف جا رہا ہے میں بھی جاؤں؟ باقی کام کل کر لوں گی۔" رامین نے ایک نئی فائل تھامتے ہوئے کہا۔

"اتنے پیار سے کہو گی تو کیسے منع کروں گا؟" صارم نے کھینچ کر اسے دیوار سے دھکا دیا۔ اس کے بالوں میں لگا کیچر ٹوٹ کر کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

وہ اس سے پہلے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوتی صارم اس کی طرف بڑھا اور اس کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اس کا راستہ بند کر دیا۔

"صارم۔۔"

"شش۔۔۔"

"تمہاری جاب ٹائمنگ اور ہے بڑھا دی گئی ہے۔

"کیا ٹائمنگ تھی وہاں کی۔" صارم نے جیسے یاد کرنے کی اداکاری کی۔

رامین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔ وہ کیا کہنے والا تھا؟

"پانچ سے ایک۔"

"لیکن میں تمہیں ایک بجے تک نہیں رکھوں گا۔ تم تو خوف سے ہی فوت ہو جاؤ گی۔"

"آٹھ بجے تک تمہیں میرے ساتھ رہنا ہو گا پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔"

رامین کانپ کر رہ گئی۔

صارم نے رامین کا دوپٹہ جھٹکے سے کھینچ کر دور اچھال دیا۔

رامین کا بغیر دوپٹہ کے رعنائیاں بکھیرتا سراپا اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔اس کی صراحی دار گردن اسے اپنی جانب اپیل کر رہی تھی۔

صارم بے خود ہوتا اس پر جھکا۔

وہ اپنی شدتیں دکھانے لگا۔

وہ رامین کی گردن میں منہ چھپائے رامین کو کانپنے پر مجبور کر گیا۔

"صا۔۔صارم پلیز۔" رامین اسے دور کرنے لگی۔

وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ کی قید میں لیے اس کی گردن میں جا بجا اپنا لمس چھوڑ رہا تھا۔

صارم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کے گرد حصار تنگ کیے ہوئے تھا۔

رامین کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔وہ اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔صارم اس پر قابض تھا۔

رامین کے بال اس کے چہرے پر بکھر گئے تھے۔

"کیوں رامین مجھے غصہ دلاتی ہو؟"صارم غصے سے غرایا۔

"تم مجھ سے دور جانے کے لیے یہ سب کر رہی ہو نا؟"

"نن۔۔نہیں۔۔"

صارم نے اس کے آنسو اپنے لبوں پر چنے۔

"میں رانی کی سیمسٹر فیس کے لیے یہ جاب کر رہی ہوں۔"

"رانی کی فکر مت کرو اسے تو ہم پڑھا ہی لیں گے۔"صارم نے کہتے ہی اس کی سانسوں کو قید کر لیا۔

رامین بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسائے اسے خود کے مزید قریب کر گیا۔

رامین کی مزاحمت دم توڑ گئی۔وہ بے جان وجود کی طرح اس کے حصار میں مقید تھی۔

وہ اس کے لبوں پر شدت سے حاوی تھا۔

رامین کی سانسیں پینے میں مصروف تھا۔رامین کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے۔

بالآخر صارم نے اسے آزادی بخشی۔

وہ ایک جھٹکے سے اس سے پیچھے ہوا۔

رامین گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

اگر وہ اس کے حصار میں نہ ہوتی تو وہ گر چکی ہوتی۔

Zubi Novels Zone

"ڈیڈ نے تمہاری صرف پے بڑھانے کا کہا ہے لیکن میرا دل تمہارے بغیر نہیں لگے گا اور پھر تمہیں سزا بھی تو دینی تھی۔اس لیے میں نے تمہارا ٹائم بھی بڑھا دیا ہے۔

رومی باز آ جاؤ تم میرے پاس آیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں مجھے مزید غصہ دلاتی ہیں۔" صارم نے اس کے بال کان کے پیچھے کیے۔

رامین ہل بھی نہ سکی۔

"اب جاؤ کل سے آٹھ بجے تک تمہاری ٹائمنگ ہے۔"

رامین دوپٹہ اٹھاتی وہاں سے بھاگ گئی۔

رامین تیز تیز سیڑھیاں اتر رہی تھی۔آج اس نے لفٹ میں جانے کی غلطی نہیں کی تھی۔

تیز تیز سیڑھیاں اترتی دوبارا اس کا پاؤں لڑکھڑایا تھا۔

صارم اس سے بھی تیزی سے سیڑھیاں پھیلانگتا اس کے سر پر تھا۔

صارم نے اسے کہنی سے پکڑ کر کھینچ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔

"آرام سے اترو مسز صارم مجھ سے بھاگنے کی جلدی کیوں رہتی ہے؟ کیوں میرے غصے کو ہوا دیتی ہو؟ میں اب تک تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آرہا ہوں۔ مجھے مجبور مت کرو حیوانیت پر۔" صارم نے چبا چبا کر کہا۔

رامین کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑ گئی۔

"صارم تمہیں اللہ بے بس کرے جتنی میں ہوں۔" رامین نے برستی آنکھوں سے کہا۔

"اپنا حلیہ ٹھیک کرو۔" صارم نے بنا اثر لیے کہا۔

رامین کو احساس ہوا۔ وہ فوراً اپنا حلیہ ٹھیک کرنے لگی۔

صارم وہاں سے تیزی سے اتر گیا۔ رامین بھی اس کے پیچھے تھی۔

وہ بس سٹاپ پر کافی دیر سے کھڑی تھی اور بس تھی کہ آنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"بیٹھو گاڑی میں میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔" صارم نے اس کے قریب گاڑی لا کر کھڑی کی۔

"نہیں تھینک یو." رامین نے صاف انکار کیا۔

صارم نے غصے سے لب بھینچے اور وہاں سے چلا گیا۔

تھوڑا آگے جا کر اسے احساس ہوا۔ اس نے فوراً گاڑی آفس کے راستے پر ڈالی۔

سڑک خالی تھی۔ اکا دکا لوگ آ جا رہے تھے۔ رامین کے قریب دو لڑکے لوفرانا انداز میں کھڑے دیکھ کر اسے غصہ آ گیا۔

وہ بہت پریشان لگ رہی تھی خیر پریشان تو وہ اس کی موجودگی میں بھی ہوتی تھی لیکن وہ تو اس کا شوہر تھا نا اور وہ کچھ بھی نہیں تھے۔ صارم نے تیزی سے گاڑی فٹ پاتھ کے پاس جا کر روکی۔

وہ لڑکے اور رامین جھٹکے سے متوجہ ہوئے۔

صارم کو ڈرائیونگ سیٹ پر دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

"صارم۔۔" رامین کے فقط لب ہلے۔ رامین تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

"گاڑی میں بیٹھو۔" صارم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

صارم کی دھاڑ پر جہاں رامین کانپی۔ وہ دونوں لڑکے بھی رفو چکر ہو گئے۔

"بیٹھو گاڑی میں۔" صارم ایک بار پھر دھاڑا۔

رامین دوڑتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

صارم نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور مین روڈ پر ڈال دی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"سدھر جاؤ رامین۔" صارم نے شعلہ بار نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اتنا گیا گزرا ہوں کہ تم میرے ساتھ گھر بھی نہیں جا سکتی۔

آج کے بعد میں نے تمہیں اکیلے گھر سے باہر نکلتے دیکھا تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا اور پھر مجھے تمہاری وہیل چیئر چلانے پر کوئی شرم نہیں۔"

رامین کی روح کانپ گئی۔ وہ دروازے سے لگی ہوئی تھی۔

"کل سے میں تمہیں خود پک کروں گا۔ دس بجے تیار رہنا مجھے انتظار کرنا پسند نہیں۔"

"آفس ٹائمنگ نو بجے ہے۔" رامین منمنائی۔

"جب میں جاؤں گا تم تب جاؤ گی۔ ایک بار رومی ایک بار میری حقیقت اور ذات کو تسلیم کر لو تمہاری زندگی آسان ہو جائے گی میں تمہیں تنگ کرنا چھوڑ دوں گا۔" صارم نے بے بسی سے کہا۔

Zubi Novels Zone

صارم نے گاڑی روکی۔

رامین کو ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھا۔

"اپنے ساتھ لے جاؤں؟"

رامین ہڑبڑائی اور زور زور سے سر نفی میں ہلایا۔

"جاؤ پھر۔"

رامین اترنے لگی۔

"حلیہ ٹھیک کرو۔آج کس کو مارنے کا ارادہ ہے؟"

رامین نے اپنا چہرہ صاف کیا۔گہری سانس لیتی خود کو نارمل کیا اور گاڑی سے اتر گئی۔

"تمہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام بھی صارم علی شاہ نہیں۔"صارم ونڈ سکرین سے پار جاتی رامین سے مخاطب تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"سر مجھے آپ یہاں کیوں لائے ہیں؟ جب میرے لیے کوئی کام ہی نہیں تھا۔"

"اتنی کیا جلدی ہے؟ بتادیتا ہوں۔"

"علی انکل مجھے کبھی سائٹ پر نہیں لاتے تھے۔"

"وہ نہیں لاتے تھے پر میں لاتا ہوں۔ میرے کام کرنے کا انداز ان سے تھوڑا مختلف ہے۔"

"کوئی کام ہی نہیں تھا۔ گرمی کتنی ہے۔" رامین نے دوپٹے سے پسینہ صاف کیا۔

"گرمی لگ رہی ہے؟ میم کے لیے امبریلا اور چیئر لے کر آئیں اور تم ٹھنڈا سٹرابیری شیک لے کر آؤ۔" صارم نے لمحوں میں سب کو متحرک کردیا۔

رامین بوکھلا کر رہ گئی۔

کچھ لمحوں بعد صورتحال یہ تھی کہ رامین چیئر پر بیٹھی ٹھنڈا ٹھار شیک پی رہی تھی اور ایک بندہ اس کے سر پر چھتری لیے کھڑا تھا۔

رامین نے اپنے سے کچھ دور کھڑے صارم کو دیکھا۔جو پسینے سے شرابور کھڑا کام کا جائزہ لے رہا تھا۔

صارم کا حلیہ دیکھ کر رامین کا دل کیا اپنے دوپٹے سے اس کا پسینہ صاف کرے لیکن خوامخواہ ہی شوخا ہو جاتا۔

اپنے ٹھاٹ سے بیٹھنے پر اور علی شاہ کے لاڈلے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر رامین کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی۔

رامین نے چہرہ پھیر کر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

لیکن یہ مسکراہٹ بھی صارم کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہ رہ سکی۔

کچھ دیر بعد وہ اس کے پاس آیا۔

"آؤاوپر چلیں۔" صارم نے اس کے ہاتھ سے شیک لے کر پیا۔

رامین نے گڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھا۔

"میرا جانا ضروری ہے؟"

"ہاں۔"

"میں کیا کروں گی اوپر جا کر؟ مجھے پتا چل گیا ہے میرے لیے یہاں کوئی کام نہیں ہے۔" رامین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں اتنے مزدوروں میں اکیلا چھوڑ کر اوپر جاؤں گا دماغ کام کرتا ہے تمہارا؟ تم عقلمند بنتی ہو مگر ہو نہیں۔" صارم نے اسے اچھا خاصا جھاڑ دیا۔

وہ منہ بناتی صارم کے پیچھے چل پڑی۔

"میں ایسی سیڑھیاں کبھی نہیں چڑھی۔ میں گر جاؤں گی۔" رامین نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"ڈونٹ وری ہماری کمپنی کا رول ہے کہ اگر کسی ایمپلائی کو کچھ ہو جاتا ہے تو اس کا ٹریٹمنٹ کمپنی کرواتی ہے اور اگر وہ سروائیو نہیں کر پاتا تو کمپنی اس کی سیلری بصورت پینشن اس کی فیملی کو دیتی رہتی ہے۔" صارم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں میرا تو کوئی فائدہ نہ ہوا۔"

"تمہیں محنت نہیں کرنی پڑے گی۔"

"میں محنت سے نہیں گھبراتی۔"

"ایک شوہر تم سے خوش ہوتا نہیں۔ بات کر رہی ہو محنت سے نہ گھبرانے کی۔"

صارم نے بظاہر سنجیدہ لیکن مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

رامین نے اوپر آتے ہوئے آخری سیڑھی پر صارم کا پھیلا ہاتھ تھام لیا۔ صارم نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور اسے اوپر لے آیا۔

اوپر آکر صارم ارد گرد کا جائزہ لینے لگا اور کچھ تفصیلات سمجھانے لگا۔

ایک بار پھر وہ رامین سے لاتعلق ہو چکا تھا۔رامین اس کے پیچھے چلتی ارد گرد نگاہیں دوڑا رہی تھی۔

پتا نہیں وہ کتنی دیر بیزاریت سے اس کے پیچھے ہی کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔

وہ ان کو ہدایات دیتا رامین کو چلنے کا اشارہ کرتا آگے بڑھ گیا۔

تھوڑا آگے جا کر وہ جھٹکے سے رامین کو کھینچ کر ایک طرف کر گیا۔

اس سے پہلے رامین کی چیخ نکلتی وہ رامین کے لبوں پر اپنا مظبوط ہاتھ رکھ کر اس کی چیخیں دبا گیا۔

رامین خوف سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگا تھا میں تمہیں یہاں لا کر بھول گیا ہوں۔ایسا ہو سکتا ہے؟" صارم مسکراتے ہوئے اس کے قریب ہوا۔

"صارم کوئی دیکھ لے گا پلیز پیچھے ہٹو۔"رامین نے خوف زدہ ہوتے ہوئے دبی دبی آواز میں کہا۔

"میں نے سب کو مصروف کر دیا ہے۔اب تمہیں تمہارا کام بتادوں۔"صارم اس کے لبوں پر جھکا اور اس کی سانسوں کو قید کر لیا۔

رامین کی آنکھیں کھل گئیں۔

وہ صارم کو پیچھے کرنے لگی۔صارم نے اس کے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑ لیے۔رامین کے لیے سانس لینا مشکل ہو گیا۔

کافی دیر یونہی گزر گئی۔

بالآخر صارم نے اس کے لبوں کو رہائی دی۔

رامین گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

"کیا رامین تم نے شیک پیا ہے اس کے باوجود تھک گئی۔ مجھے تو لگا تھا تم مجھے ٹھنڈک کا احساس دلاؤ گی۔ تم میرا ابرابر ساتھ دو گی۔" صارم نے شرارت سے اس کے بال کان کے پیچھے کیے۔

پنکھڑیوں جیسے سرخ کپکپاتے ہونٹ اسے ایک بار پھر اپنی طرف مائل کر رہے تھے۔

صارم بے خود ہوتا اس کے ارد گرد ہاتھ رکھتا اس کے فرار کے راستے بند کر گیا اور ایک بار پھر اس کی سانسوں پر قابض ہو گیا۔

رامین نے کندھوں سے اس کی شرٹ پکڑ لی اور اسے دور دھکیلنے لگی۔

صارم نے ایک ہاتھ اس کی کمر پر حائل کرتے اور ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھے اسے خود کے مزید قریب کیا۔

رامین اسے مسلسل جھنجھوڑ رہی تھی اور خود سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

رامین کے لیے اب مزاحمت مشکل ہو رہی تھی۔

"سر۔۔۔"

دور سے صارم کو کوئی پکارنے لگا لیکن صارم کا رامین کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

"سر آپ کہاں ہیں؟" آواز اب دھیرے دھیرے قریب آ رہی تھی۔

رامین اسے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بالآخر صارم نے رامین کو آزادی بخش دی اور دیوار سے نکل کر اس شخص کے قریب چلا گیا۔

رامین گہرے گہرے سانس لینے لگی اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرنے لگی۔

"جی۔۔"اس کا انداز اتنا نارمل اور مصروف تھا جیسے وہ پتا نہیں کس اہم کام میں مصروف تھا۔

"سر آپ سے کچھ پوچھنا ہے پلیز نیچے آئیے گا۔"اس شخص نے کہا۔

صارم اس شخص کے ساتھ ایسے کھڑا تھا کہ رامین اسے نظر نہیں آسکتی تھی کیونکہ رامین دیوار کے اس پار تھی اور صارم اس شخص کے ساتھ دیوار کے اس پار سیڑھیوں کے قریب تھا۔

"آپ چلیں میں آرہا ہوں۔"صارم نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"میرے ساتھ جو مس آئی تھیں وہ کہاں ہیں؟"صارم نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

"سر وہ نیچے ہی ہیں۔"اس شخص نے بتایا۔

"تم بچ گئی۔" صارم کی آواز نے اسے ڈرا دیا تھا۔ صارم اس کی نوز پن پر شدت سے جھکا۔

"صارم۔۔" رامین نے اسے پیچھے کیا۔

"وہ چلا گیا ہے۔" صارم نے ہنستے ہوئے بتایا۔

ابھی بچ گئی تھی؟ رامین نے صارم کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوچا۔

ہاں بچ تو وہ گئی تھی۔ رامین نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا۔

"چلو۔" صارم نے مسکراتے ہوئے اس کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے اسے اس کی سوچوں کی دنیا سے باہر نکالا۔

وہ اس کے ساتھ وہاں سے نکل گئی۔ وہ اس کے ساتھ ہی چل رہی تھی۔

"تمہیں مزہ آیا؟ مجھے تو یہاں زیادہ مزہ آیا۔" صارم نے شرارت سے کہا۔

رامین گھور کر رہ گئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"اتنے پیار سے مت دیکھو کہیں میرا نیچے جانے کا ارادہ ہی نہ بدل جائے۔"

رامین نے بوکھلا کر نظروں کا زاویہ بدلا۔

"ہاں۔۔یہ سیڑھیاں کہاں گئیں؟" رامین ڈر گئی۔

"لو دیکھو وہ لوگ بھی یہی چاہتے ہیں ہم اوپر ہی رہیں۔" صارم نے شرارت سے کہا۔

رامین نے ان سنا کیا۔

صارم کو آتا دیکھ کر ایک آدمی اس طرف سیڑھی لے آیا۔

صارم اس سیڑھی سے تیزی سے اتر گیا۔ جیسے دن میں کئی بار وہ یہ سیڑھی اترتا ہے۔

رامین شاکڈ سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"صارم مجھے تو لے جاؤ۔"

"اگر یہیں چھوڑ دوں تو؟"

"ایسے کیسے بیویوں کے بھی کچھ حقوق ہوتے ہیں۔" رامین نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"میں تو دینے کو تیار ہوں پر بیوی لے بھی تو سہی۔" صارم نے مسکراتے ہوئے رامین کا ہاتھ اپنے مظبوط ہاتھ میں تھام لیا اور اسے سیڑھی اترنے میں مدد دی۔

یہ پہلی بار تھا جب رامین نے خود سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا جسے صارم شاہ نے خوشی سے تھام لیا۔

نیچے آکر صارم ایک بار پھر اس سے لاتعلق ہو گیا تھا۔

رامین کی نظر جیسے ہی جینٹس شاپ سے نکلتے صارم پر پڑی وہ اپنا رخ پھیر گئی۔

Zubi Novels Zone

"چلو رانی یہاں سے۔" رامین رانی کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکلنے لگی لیکن صارم انہیں دیکھ چکا تھا۔

جس طرح سے رامین نے اسے دیکھ کر چہرہ پھیرا تھا۔اسے اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ رامین ہے اور وہ اسے دیکھ چکی ہے۔

وہ مسکراتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

"ہیلو بیوٹی فل گرلز۔" صارم نے انہیں پیچھے سے بلایا۔

"ایکسکیوز می آپ کون ہیں؟" رانیہ نے تجسس سے پوچھا۔

"رامین مجھے اچھے سے جانتی ہے۔رامین تم نے انہیں کچھ نہیں بتایا؟"

"کون ہیں رامین؟"

"میرے باس۔"

"علی انکل انکل اتنے ینگ؟" رانیہ ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔

"کا بیٹا۔" رامین اور صارم نے یک زبان کہا اور پھر تینوں ہی ہنس پڑے۔

"صارم شاہ۔" صارم نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔

"رانیہ خالد۔" رانیہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ تھام لیا۔

صارم کے لبوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ آئی۔

رانیہ اپنی بہن سے زیادہ سمجھ دار تھی۔ صارم نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

"آپ لوگوں نے شاپنگ کر لی؟"

"جی۔"

"نہیں ابھی رہتی ہے۔"

رامین اور رانیہ ایک ساتھ بولے۔

"ہو گئی رانی بس بہت ہے چلو۔" رامین نے ناراضگی سے کہا۔

"یار رامین تم اور امی بعد میں کہتے ہو کرایہ لگتا ہے۔رابعہ بھی باقی پیسے لے جائے گی۔"رانیہ نے سرگوشی کی۔

رامین نے اسے کہنی ماری۔

رانیہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"آپ لوگوں کی شاپنگ ہو گئی ہے تو میری شاپنگ میں مدد کر دیں مجھے سمجھ نہیں آرہا۔"

"شیور وائی ناٹ۔"

"ہمیں لیٹ ہو رہی ہے۔"

رامین اور رانیہ نے ایک بار پھر ایک ساتھ کہا۔

"تھینک یو رانیہ۔"صارم نے رامین کے جواب کو خاطر میں لائے بغیر کہا۔

"جو لوگ مجھے اچھے لگتے ہیں وہ مجھے رانی کہتے ہیں۔"

"اوکے رانی چلو پھر۔" صارم اور رانیہ آگے بڑھ گئے۔

پیچھے رامین بل کھا کر رہ گئی۔

رانیہ اور صارم کو کچھ پسند نہیں آ رہا تھا۔ دونوں بس کپڑوں پر اور بہت سی چیزوں پر تبصرے کرتے ہنس رہے تھے۔

"تمھاری بہن نہیں ہنستی رانی۔ تمھاری بہن تو پتا نہیں کس پر گئی ہے؟"

"میں پاپا پر گئی ہوں۔ رامین بھی اچھی ہے کم گو ہے اور تھوڑی زیادہ موڈی ہے۔" رانیہ نے ہنستے ہوئے بتایا۔

"لیکن دل کی بہت اچھی ہے جو ایک بار دل کو بھا جائے اسے کوئی اتار نہیں سکتا۔" رانیہ نے محبت سے اس کی تعریف کی۔

"اور جو دل سے اتر جائے؟" صارم نے شرارت سے پوچھا۔

"اسے کوئی چڑھا نہیں سکتا۔" صارم اور رانیہ نے ہنستے ہوئے ایک ساتھ کہا۔

صارم اور رانیہ ہنستے ہوئے اس کے بارے میں ایسے باتیں کر رہے تھے جیسے وہ کسی چیز کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

"یہ کیسا لگ رہا ہے؟" رانیہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اسے سمجھ نہیں آیا۔ وہ اسے کیسے مخاطب کرے۔

"جو لوگ مجھے اچھے لگتے ہیں وہ مجھے صارم بھائی کہتے ہیں۔" صارم نے اس کی مشکل آسان کر دی۔

"اوکے صارم بھائی۔" رانیہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"رامین آپ کو اچھی نہیں لگتی کیا؟"

"رامین کے اچھے لگنے کا لیول ہی کچھ اور ہے۔" صارم نے شرارت سے رامین کو دیکھا۔

رامین نے صارم کو جھٹکے سے دیکھا۔

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہم آفس میں ہوتے ہیں تو وہاں ہمیں پروفیشنل رہنا ہوتا ہے۔اس لیے میں اور رامین بہت زیادہ کلوز ہیں۔فرینڈز کی طرح کام کرتے ہیں۔"

"اوہ۔۔"

رانی کے صارم بھائی کو رانی کی طرح جلدی کوئی چیز پسند نہیں آ رہی تھی۔

بالآخر انہوں نے صارم کے لیے شاپنگ کرلی۔

رامین نے رانیہ کو بھی اپنی شاپنگ کمپلیٹ کرنے کا کہا۔

"چلو رانی اب بس کرو بہت دیر ہو گئی ہے۔" رامین نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔

صارم اور رانی اس کی موجودگی سے لاتعلق اپنا ہی مگن تھے۔تھوڑی سی دیر میں ہی ان کی بہت اچھی دوستی ہو چکی تھی۔

"آئیں آپ لوگوں کو میں ڈراپ کردوں۔" صارم نے آفر کی۔

"بہت شکریہ ہم چلے جائیں گے۔"

"کیا ہو گیا ہے رامین اتنا روڈ بھی مت ہو۔ شیور صارم بھائی۔"

وہ لوگ صارم کی گاڑی میں بیٹھنے لگیں۔

"رانی آگے آ جاؤ۔"

رانی مسکراتے ہوئے آگے بیٹھ گئی۔

"آئس کریم کھائیں گے؟"

"نہیں۔"

"شیور۔"

"رانی امی انتظار کر رہی ہیں ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں۔" رامین نے سنجیدگی سے کہا۔

"یس صارم بھائی پھر کبھی۔"

"ابھی کیوں نہیں آئس کریم کھانے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے؟" صارم نے آئس کریم پارلر کے باہر گاڑی روکی۔

"کون سی آئس کریم لو گی؟"

"پائن ایپل مائی فیورٹ۔"

"آئی لو سٹرابیری۔ کوئی بیوقوف ہی ہوگا جو سٹرابیری نہ کھاتا ہو۔" صارم نے مسکراتے ہوئے تبصرہ کیا۔

صارم آرڈر دے چکا تھا۔

"رامین سٹرابیری نہیں کھاتی۔" رانیہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گوش گزار کیا کیونکہ وہ رامین سے پوچھے بغیر آرڈر دے چکا تھا۔

"رئیلی؟ رامین نے کبھی بتایا نہیں۔"

حرکتیں اس کی دل سے اترنے والی تھیں۔چاہتا وہ رامین کے دل میں چڑھنا تھا۔

صارم نے مسکراتے ہوئے سوچا۔

"امی اس کی شادی ایاز سے کردیں۔گھر کی بات گھر میں رہ جائے گی۔"

"کہا تو تھا صاف منع کر دیا۔"

"امی ضد کریں کبھی تو مانے گی۔"

" صحیح کہہ رہی ہو۔کرتی ہوں بات۔"

"امی حسن مجھے بہت باتیں بناتا ہے۔اگر رامین نہیں مانے گی تو وہ مجھے گھر سے نکال دے گا۔آپ پلیز رامین کو سمجھائیں۔"

"رابعہ وہ نہیں مانتی وہ کہتی ہے وہ کچھ نہیں کرتا۔مجھے اس سے شادی کر کے کیا ملے گا؟"

"امی وہ کون سا کسی سلطنت کی شہزادی ہے اور اب تو جو اس کے ساتھ ہوا ہے اسے ایسے ہی رشتے ملیں گے بلکہ اس سے برے ہی ملیں گے۔ایاز میں کوئی خامی نہیں پھر بھی وہ رامین کو اپنی عزت بنانے کو تیار ہوا ہے۔"

"ایسا کچھ بھی نہیں ہوا رابعہ جو تم لوگ شور مچا رہے ہو۔"

"امی آپ لوگوں کی زبانیں نہیں بند کر سکتیں۔"

"رابعہ لوگوں کو زبانیں تمہارے سسرال والوں نے دی ہیں پھر بھی میں بات کروں گی اس سے۔"

"رامین یہاں کیا کر رہی ہو؟"ایاز اچانک آدھمکا۔

"میں اپنے باس کے ساتھ آئی ہوں۔"رامین نے ناگواریت سے کہا۔

"خالہ کو پتا ہے کہ تم کہاں ہو؟"

"ہاں پتا ہے اب جاؤ۔" رامین نے کوفت سے کہا۔

"کیا خالہ کو پتا ہے کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" صارم جو کسی ورکر کی بات سننے کے لیے سائیڈ پر ہوا تھا۔

رامین کے پاس کھڑے انجان شخص کو دیکھ کر وہیں آ گیا۔

"میں ان کا رشتے دار ہوں انہیں اکیلے کھڑا دیکھا تو پریشانی میں یہاں آ گیا۔"

"یہ میرا رشتے دار نہیں ہے۔" رامین نے چبا چبا کر کہا۔

"کیوں رامین میں تمہیں اپنا اپنا سا نہیں لگتا؟"

"نہ اپنا نہ غیر۔" رامین بدک گئی۔

"ہاں کر لو پھر تو میں تمہارا سب کچھ بن جاؤں گا۔

ویسے اب سمجھ آیا تمہارے یہاں ہونے کی وجہ۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" صارم غصے سے آگے بڑھا۔

"نہیں پلیز۔۔۔"رامین نے صارم کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"اوئے ہوئے ہوئے کیا بات ہے انہیں کچھ کہو تو آپ کو برا لگتا ہے۔آپ کو کچھ کہو تو یہ تڑپ جاتی ہیں۔"ایاز نے کمینگی سے کہتے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

رامین نے ہاتھ جھٹکے سے پیچھے کر لیا۔

"سر ویسے ہمارے لیے بھی کچھ نکالیں۔آپ نے ان کو بھی تو جاب دی ہے۔

حالانکہ یہ انٹر پاس ہیں۔

مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ ان کو اتنی اچھی جاب قابلیت کی بنیاد پر نہیں ملی۔

ہمارے لیے بھی کوئی راہ نکالیں۔ہم تو قابل بھی ہیں۔"

"ہے نا گیٹ آؤٹ۔"صارم دھاڑا۔

رامین اچھل کر رہ گئی۔

"بتاؤں گا رامین خالہ کو تمہارے بارے میں کہ تم یہاں کیا کرتی پھر رہی ہو؟"

ایاز دھمکی دیتا چلا گیا۔

"گاڑی میں بیٹھو." صارم نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

گاڑی اپنے راستے پر گامزن تھی۔

"اگر یہ تمہارا رشتے دار نہیں ہوتا نا رامین تو میں اسے بتاتا کہ میں کون ہوں۔"

"یہ میرا رشتے دار نہیں ہے۔" رامین ہتھے سے اکھڑ گئی۔

"اس کا تعلق تمہاری فیملی سے ہے اور یہ وہی شخص ہے جس کو تمہاری امی نے

تمہارے لیے چنا ہے۔ دیکھا کیا انہوں نے اس میں؟

تم اس کی خاطر مجھ سے ڈیورس کا تقاضا کر رہی تھی نا؟" صارم نے چبھتے ہوئے

پوچھا۔

کچھ دیر خاموشی کے بعد صارم کی آواز گاڑی میں گونجی۔

"کچھ نہیں دیکھا اس نے۔ایسے ہی بکواس کر رہا ہے۔" صارم نے یوٹرن لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں آئندہ سائٹ وزٹ پر نہیں آؤں گی۔"

"میں تم سے پوچھ کر نہیں چلوں گا اور نہ تم ایک دن بھی اپنی مرضی سے آئی ہو۔ میرا جب دل کرے گا جہاں دل کرے گا تمہیں لے کر جاؤں گا۔"

"میں کوئی بچہ نہیں ہوں جو مجھے ارد گرد کا ہوش نہ ہو۔"

رامین اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔

"صارم تم نے تو کہا تھا اسلام آباد میٹنگ میں جانا ہے لیکن تم تو مجھے یہاں لے آئے ہو۔"

"ہاں یار میرے دوست کی شادی ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔"

"ان کپڑوں میں؟ میرے پاس شادی کے لیے کوئی کپڑے نہیں ہیں۔"

"مجھے اندازہ تھا اس لیے میں نے پہلے ہی تمہاری شاپنگ کر لی تھی یہ دیکھو۔"

صارم نے بیڈ پڑے ڈریس کی طرف اشارہ کیا۔

"اب تم جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر ہمیں نکلنا ہے۔ پہلے شادی پر جائیں گے پھر آکر چینج کریں گے اور پھر ایئرپورٹ کم آن ہری اپ۔" صارم نے جلد بازی سے کہا۔

رامین نے بیڈ پر پڑا ہینگر اٹھایا۔

"یہ ساڑھی؟" رامین نے اس کی طرف ہینگر کیا۔

وہ ریڈ کلر کی نیٹ کی ساڑھی تھی۔ جس کا بلاؤز چھوٹا اور سلیو لیس تھا۔

"میں یہ نہیں پہنوں گی۔" رامین نے صاف انکار کیا۔

"کیوں؟"

"صارم تم دیکھو یہ کوئی پہننے والا ڈریس ہے؟"

"اس میں کیا برائی ہے؟ ہمارے سرکل میں یہ چلتا ہے."

"اس میں کوئی اچھائی بھی نہیں ہے اور تمہارے چلتا ہوگا لیکن میں یہ نہیں پہنوں گی۔"

"کیوں نہیں پہنو گی؟"

"میں نے کبھی ساڑھی نہیں پہنی۔" رامین نے جان چھڑانی چاہی۔

"تو آج پہن لو۔"

"تم چلے جاؤ شادی پر۔ میں تمہارا انتظار کر لوں گی۔"

"تم چل رہی ہو رامین اب کوئی بحث نہیں۔ جلدی کرو ہمیں لیٹ ہو رہی ہے۔"

"سی تھرو ہو گا۔" رامین نے بے بسی سے کہا۔

"تم اس میں اتنی برائیاں نکال رہی ہو۔ میں نے تمہارے لیے اس کے ساتھ اتنا کچھ لیا ہے۔ تم ایک بار پہن کر تو دیکھو۔ تم بہت اچھی لگو گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں اس کو اپنے مطابق ایڈجسٹ کروں گی۔"

"اوکے۔" صارم نے زیادہ بحث نہیں کی تھی۔ پہلے ہی وہ بہت مشکل سے مان رہی تھی۔

کچھ دیر بعد رامین تیار ہو کر باہر آئی۔

صارم کی نگاہیں اس پر سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔

وہ ہتھیاروں سے لیس اس کا چین اڑانے کے لیے اس کے سامنے تھی۔ صارم کا دل بے ایمان ہونے لگا۔ اس نے پہلی بار اسے اس طرح سے سجا سنورا دیکھا تھا۔ ورنہ وہ ہمیشہ اس کے سامنے سادہ سے حلیے میں ہوتی تھی۔

اس پر ریڈ کلر کی یہ ساڑھی بہت بچ رہی تھی۔اسے آج پہلی بار اندازہ ہوا تھا کہ رامین کے بال کندھوں سے ذرا نیچے تک ہی تھے۔

صارم اس کی طرف قدم قدم بڑھا۔

اس نے ساڑھی کی فول اس طرح سے سیٹ کی کہ وہ قابل بہتر لگا۔

اس کے بلاؤز کا گلا بھی تھوڑا گہرا تھا۔جسے رامین نے پن سے سیٹ کرنے کی کوشش کی۔مزید چھپانے کے لیے رامین نے بال کھول کر آگے ڈال لیے۔اس کے بال کندھوں سے ذرا نیچے ہی تھے کہ رامین کو آج پہلی بار اپنے بال چھوٹے ہونے کا قلق ہوا کیونکہ آج سے پہلے اس نے کبھی لمبے بالوں کی خواہش نہیں کی تھی۔اسے لگتا تھا لمبے بال سنبھالنا بہت مشکل ہے۔

صارم نے اس کی سمارٹ نیس کو دل سے سراہا

"تم اب تک تیار نہیں ہوئے؟"رامین نے اس کی نظروں سے گھبراتے ہوئے کہا۔

"ہو جاتا ہوں پہلے تمہیں تو دیکھ لوں۔" صارم نے ساڑھی کے پلو سے پن نکال دی۔ سارا افلیئر کھل گیا۔ جس سے رامین نے سب کچھ عیاں ہونے سے چھپایا تھا۔

اب مکمل سی تھرو ہو رہا تھا۔ اس کا سڈول نرم و نازک سراپا نازک کمر نیٹ کے اس پار سے جھلکتا پیٹ صراحی دار گردن اس پر متضاد ریڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹ۔۔ صارم کو اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ صارم کے دل نے زور سے انگڑائی لی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے صارم." رامین نے ناراضگی سے کہتے دوبارہ چن ڈالنے شروع کیے۔

صارم نے اس کے ہاتھ پکڑتے اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لے لیا۔

"ایسے ہی اچھی لگ رہی ہو۔" صارم نے بے خود ہوتے ہوئے کہا۔

"صارم ہمیں لیٹ ہو رہی ہے جلدی کرو۔" رامین نے دھڑکتے دل سے کہا۔

صارم نے لب اس کی دودھیا شفاف گردن پر رکھے۔

رامین کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں سنائی دیں۔

صارم کی انگلیاں اسے اپنے پیٹ پر سرکتی محسوس ہوئیں۔

"صارم مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔میں بہت ان کمفرٹیبل فیل کر رہی ہوں ہٹو پیچھے مجھے چینج کرنے دو۔"رامین نے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کی۔رامین کی کمر صارم کے سینے سے مس ہو رہی تھی۔

"ابھی کمفرٹیبل بھی ہو جاؤ گی۔"صارم نے اس کی بیوٹی بون پر لب رکھے۔

رامین نے جھٹکے سے اس کا حصار توڑ کر بھاگنا چاہا۔

صارم نے اسی تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

وہ اس کے ساتھ آ لگی۔

"صارم پلیز نہیں۔۔۔"صارم اس کے لبوں پر جھکا۔

رامین جھٹپٹا کر رہ گئی۔اسے خود سے دور کرنے لگی لیکن صارم اس کی مزاحمت کو خاطر میں لائے بغیر اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔رامین کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئیں۔اس کی مزاحمت دم توڑ رہی تھی۔

رامین کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیے وہ اسے لیے بیڈ پر گر گیا۔

بالآخر صارم نے اس کے لبوں کو آزادی بخش دی۔

رامین گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

صارم اس کی گردن پر جھکا اپنی شدتیں لٹا رہا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ آف کر دی۔

"صارم پلیز یہ غلط ہے۔"

رامین نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔اسے احساس ہو گیا تھا کہ اب بہت دیر ہو چکی ہے۔وہ صارم سے اپنا آپ چھڑوانے میں ناکام رہی تھی۔

"کچھ غلط نہیں ہے۔تم میری بیوی ہو۔"

"صارم پلیز۔"

صارم نے اس کی گردن پر زور سے دانت گاڑھے۔

رامین سسک کر رہ گئی۔

"رامین میرے غصے کو ہوا مت دو۔" صارم اس کے لبوں پر ایک بار پھر جھک گیا۔

رامین تڑپ کر رہ گئی۔

صارم رامین کے ہاتھوں کو بیڈ سے پن کیے اس پر پورے طریقے سے قابض ہو چکا تھا۔

رامین کی مزاحمت دم توڑ رہی تھی۔اب اس سے زیادہ اس میں ہمت نہیں تھی۔

صارم مکمل طور پر اس پر حاوی ہو گیا اور اپنی مرضیاں چلانے لگا۔رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی۔

"امی دیکھیں رامین نے آپ کو بھی تو کپڑے لے کر دیے ہیں۔میں نے کہا تو کہتی ہے اگلے مہینے دوں گی۔میرے پاس پیسے نہیں ہیں اور اسلام آباد چلی گئی ہے۔اب پیسے ہیں اس کے پاس؟"

"رابعہ اس نے صرف رانی کے لیے کپڑے بنوانے ہیں کہ اسے یونیورسٹی جانا ہوتا ہے اور مجھے لے دیے۔اس نے اپنے کپڑے بھی نہیں بنائے۔اگر وہ تمہیں کہہ رہی ہے کہ اگلے مہینے لے دے گی تو انتظار کر لو لے دے گی۔

اور آفس والے کام کے لیے لے کر گئے ہیں۔وہ خود تھوڑی گئی ہے۔"

"گرمی دیکھیں کتنی ہے اور آپ کہہ رہی ہیں انتظار کرلوں۔"رابعہ رورو کر گھر سر پر اٹھا چکی تھی۔

"کیا انتظار کروں ؟وہ مجھے صرف ٹالتی ہے۔دیتی کچھ بھی نہیں ہے۔"رابعہ نے مبالغہ آرائی کی حد کر دی۔

"پاپا کیا گئے میری تو دنیا ہی اجڑ گئی۔"

فرح بیگم کے دل کو ہاتھ پڑا۔

"ایسے نہ کہو رابعہ تم۔میں رامین سے خود کہوں گی۔اس طرح مت کرے۔"

"میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا یہ بدل جائے گی۔ایک ایک روپیہ اپنے اندر دبا کر رکھے گی پر آپ کو اس وقت میں بری لگی تھی۔"

"میں ابھی زندہ ہوں وہ ایسے میری بچیوں کو ذلیل نہیں کر سکتی۔"

فرح بیگم نے رابعہ کے لیے بازو وا کیے اور اسے اپنے سینے سے لگا گئیں۔ رابعہ جو رونا شروع ہوئی تو چپ نہ کی۔

رامین گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔ صارم جو ابھی اس کی سسکیوں کی آواز پر اٹھا تھا۔ رامین کو روتا دیکھ رہا تھا۔

"بس بھی کرو ایسا کون سا ظلم کا پہاڑ تم پر ٹوٹ پڑا ہے جو یہ آنسو بہا رہی ہو؟" صارم نے کہنی کے بل بیٹھتے سر ہاتھ میں ٹکایا۔

"تم ایک انتہائی گھٹیا اور دھوکے باز انسان ہو۔ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ نہیں تھی نا کوئی شادی؟ کوئی میٹنگ بھی نہیں تھی۔ تم مجھے جھوٹ بول کر یہاں لائے ہو۔ میں نے تم پر یقین کیا ہی کیوں؟ تم انتہائی گرے ہوئے ہو۔ میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔" رامین پھٹ پڑی۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ویسے کب پکڑو گی؟آج رات کو یا کل رات کو؟"

صارم نے شرارت سے کہتے اس کا ہاتھ پکڑا۔اس کی ڈھٹائی عروج پر تھی۔

رامین نے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"دور رہو صارم ورنہ میں علی انکل کو سب بتا دوں گی."

"کیا بتاؤ گی؟"صارم ڈرے بغیر بولا۔

"شروع سے لے کر آخر تک انہیں سب کچھ بتاؤں گی۔میں انہیں بتاؤں گی کہ تم مجھے دھوکے سے یہاں لائے ہو۔میں انہیں یہ بھی بتاؤں گی کہ اول روز سے تم میرے ساتھ کیا کرتے پھر رہے ہو اور یہ بھی کہ تم نے کس طرح میرے ساتھ زبردستی نکاح کیا ہے اور اب کس طرح سے زبردستی کی ہے۔"

"شوق سے بتاؤ مگر وہ تمہارا یقین کریں گے۔اس بات کا یقین تمہیں کیسے ہے؟ تمہارے پاس نکاح نامہ ہے؟کوئی ثبوت ہے تمہارے پاس تمہاری یہاں موجودگی کا؟"

رامین سن رہ گئی۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اس کے پاس تو نکاح کا کوئی ثبوت ہی نہیں تھا۔

رامین کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ کر صارم مطمئن ہوا۔

"میں ان کا بیٹا ہوں۔ وہ بغیر ثبوت کے تمہارا یقین کیوں کریں گے؟" صارم نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔

"تم انتہائی گھٹیا انسان ہو۔ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ مجھے تم سے نفرت ہے۔" رامین غصے سے چلائی۔

"یہ سب کرنے پر بھی تم نے مجھے مجبور کیا ہے۔ بار بار تم مجھ سے ڈیورس کی ڈیمانڈ کر رہی تھی۔ وہ بھی اس تھرڈ کلاس سے ایاز کے لیے۔ جس کی نہ کوئی پرسنیلٹی ہے نہ کوئی عقل۔ تم اس کی خاطر مجھ سے ڈیورس لینا چاہتی تھی۔ صرف یہی نہیں مجھ سے دور جانے کے لیے وہ سٹوپڈ سی پارٹ ٹائم جاب لے آئی۔ بچہ سمجھا ہے کہ ریزیگنیشن سے دال نہیں گلی تو پارٹ ٹائم جاب کا کھڑاک

لے آئی۔اس لیے مجھے یہ سب کرنا پڑا۔نہ تم یہ ڈیورس کی رٹ لگاتی نہ میں ایسے زبردستی کرتا۔میں تمہاری مرضی کے بغیر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن تم باز نہیں آئی اور ویسے بھی یہ میرا حق تھا۔"

رامین غصے سے اٹھ کر واش روم میں چلی گئی اور دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کیا۔

صارم کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

صارم نے سر بیڈ پر گرالیا۔

اس نے جان بوجھ کر رامین کا دھیان دوسری طرف لگایا تھا کہ وہ اس کے ڈیڈ کے پاس نہ جائے کیونکہ صارم یہ بات اچھے سے جانتا تھا کہ اگر رامین ان کے پاس جاتی تو وہ بغیر کسی ثبوت کے بھی اس پر اعتبار کر لیتے اور پھر صارم کی خیر نہیں تھی۔اس کی شامت یقینی تھی۔

صارم دھیرے سے ہنسا۔

"آپی آپ یہ لے لیں اور اپنے لیے کپڑے بنوالیں۔" رانی نے اس کی طرف پیسے بڑھائے۔

"تمہارے پاس اتنے سارے پیسے کہاں سے آئے؟" رابعہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔ ساتھ اس نے چمکتی آنکھوں سے پیسے لے لیے۔

"رامین نے مجھے سمسٹر کی فیس کے پیسے دیے ہیں۔ میں اس سے پھر لے لوں گی۔"

"کتنی فیس ہے تمہارے سمسٹر کی؟ اور بھی پیسے ہیں؟"

رانی چپ ہو گئی۔

"رانی پلیز میری پیاری بہن مجھے دے دو۔ اگر میں کپڑے بنواؤں گی تو میری ساس اور نندیں مجھے چھوڑیں گی نہیں۔ حسن الگ طعنے دے گا۔"

"آپی وہ میری سیمسٹر کی فیس ہے۔"

"رانی دے دو۔" فرح بیگم نے حکمیہ انداز میں کہا۔

"امی رامین۔۔۔"

"دے دو رانی۔ رامین سے اور لے لینا." فرح بیگم نے بات ختم کی۔

رامین ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی گیلے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔اس کی نظر جیسے ہی مرر سے نظر آتے صارم کے عکس پر گئی۔اسے نئے سرے سے غصہ آنے لگا۔اس نے غصے سے نگاہیں پھیریں۔

صارم جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کے ناراضگی سے رخ پھیرنے پر ہنس پڑا۔

وائٹ کلر کے سادہ سے سوٹ میں نکھرا بے داغ حسن صارم کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ خفگی میں بھی وہ کوئی اپسرا معلوم ہو رہی تھی۔ آج اس کی چھب ہی نرالی تھی۔

"اپنے بال بڑھاؤ مجھے چھوٹے بال نہیں پسند۔" صارم نے دھونس سے کہا۔

"ہر جگہ تمہاری مرضی نہیں چلے گی۔ نہ یہاں کوئی تمہاری فرمائشیں چلیں گی۔"

"کیوں نہیں چلیں گی۔ تم میری بیوی ہو اور میں جیسے چاہوں جو چاہوں تم سے کروا سکتا ہوں۔"

"انہیں بڑھاؤ۔"

"یہ نہیں بڑھتے۔" رامین نے جیسے بات ہی ختم کی۔

"ایسے ہی نہیں بڑھتے۔ ہر لڑکی بڑھاتی ہے۔ تمہیں کیا بات ہے؟ جو چاہیے مجھے بتاؤ جیسے بڑھتے ہیں انہیں بڑھاؤ۔" صارم نے پیچھے سے آکر اسے اپنے حصار میں لیا۔

رامین کا ٹھنڈا نرم سراپا صارم کے جلتے اعصاب پر پھوار بن کر گرا۔ صارم مدہوش ہونے لگا۔

رامین نے تڑپ کر اس کا حصار توڑنا چاہا لیکن مقابل کی گرفت مضبوط تھی۔

"اچھا نا سوری رومی۔" صارم نے اس کے گیلے بالوں کی خوشبو اپنے اندر اتارتے ہوئے کہا۔

"تم ہو ہی دھوکے باز جھوٹے۔" رامین نے ایک بار پھر اسے پیچھے کرنا چاہا۔

اس نے اس کے کندھوں پر سے دوپٹہ ہٹایا۔

رامین نے ہڑ بڑا کر دوپٹہ لینا چاہا لیکن صارم نے اثر نہ لیا اور دور صوفے پر اچھال دیا۔

اس نے رامین کے بال آگے کیے اور اسے پینڈنٹ پہنایا۔ اس نے اپنا چہرہ اس کے گیلے بالوں میں چھپا لیا۔

"قصور میرا نہیں تمہارا ہے۔ تم ریڈ ساڑھی میں اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ میری نیت خراب ہو گئی اور اب بھی تم دیکھو میری محبت کا رنگ تم پر کتنا حسین چڑھا ہے کہ پھر سے میری نیت خراب ہو چکی ہے۔" اپنے لب اس کے ٹھنڈے کان کی لو پر رکھے۔

"سوایڈ ورینبل تمہاری خوشبو بہت مسحور کن ہے۔ تم میں ایک نشہ ہے جو پتا نہیں کب مجھے تمہارا دیوانہ بنا گئی۔" صارم نے اس کی خوشبو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

رامین اس کے بے باک جملوں اور انداز سے خود میں سمٹنے لگی۔

اس نے تیزی سے دوپٹہ لینے کے لیے اس کے حصار سے نکلنا چاہا لیکن ناکام ٹھہری۔

صارم نے کندھے سے اس کی شرٹ ہلکے سے کھسکائی اور اپنے لب رکھے۔

وہ بے خود ہو رہا تھا۔

"نہیں صارم اب نہیں۔" رامین نے جھٹکے سے اسے دور دھکیلا۔

"اب نہیں یا کب نہیں یہ تم نہیں میں ڈیسائیڈ کروں گا۔" صارم اسے جھٹکے سے پکڑ کر دھاڑا۔

"صارم تم اس طرح میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔" رامین اس سے اپنا چھڑانے لگی۔ وہ اس پر خوامخواہ ہی حاکم بن کر بیٹھ گیا تھا۔

"کیوں نہیں کر سکتا؟ اس ایاز کی خاطر مجھے دھتکار رہی ہو؟ رومی تم مجھے اس طرح بار بار نہیں دھتکار سکتی۔ بیوی ہو میری۔" صارم نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

اگلے ہی لمحے صارم نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ اس کے لبوں پر شدت سے جھکا اور اپنی پیاس بجھانے لگا۔

رامین اپنا آپ چھڑوانے لگی۔

صارم اسے ایسے ہی باہوں میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

رامین تڑپ کر اپنا آپ چھڑوانے لگی۔

صارم ایک بار پھر اس پر قابض ہو چکا تھا۔ رامین کی مزاحمت کا صارم پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بالآخر اس کی مزاحمت دم توڑ گئی۔

"رامین مجھے سیمسٹر کی فیس سبمٹ کروانی ہے۔" رانیہ نے اپنے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیری۔

"ہاں تو کروا دو پیسے تو ہیں تمہارے پاس۔" رامین نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"وہ۔۔۔ پیسے نہیں ہیں۔" رانیہ نے بلاسٹ کیا۔

"کیوں کیا مطلب کہاں گئے؟" رامین نے جھٹکے سے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

"رابعہ آپی کو ضرورت تھی تو میں نے انہیں دے دیے۔"

رامین کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"رانی تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو؟" رامین نے روتے ہوئے اسے دیکھا۔

رامین روتے ہوئے گھر سے نکل گئی۔

"رامین ناشتہ تو کرلو۔" رانیہ اس کے پیچھے لپکی۔

"بھر گیا پیٹ۔" رامین نے بغیر مڑے کہا۔

"اسے کیا ہوا؟ ناشتہ نہیں کرنا تھا تو پہلے بتادیتی۔" فرح بیگم نے لاپرواہی سے دیکھا۔

"امی فیس کا کہا تھا تو ناراض ہو گئی۔"

Zubi Novels Zone

"دے دے گی تم فکر مت کرو۔"

"امی مجھے نہیں دینے چاہیے تھے۔"

"کیوں نہیں دینے چاہیے تھے؟ بہن ہے تمہاری فرض بنتا ہے۔ اب رامین تو اس کی مدد کرتی نہیں ہے تو ہم بھی کیا کریں؟" فرح بیگم نے پراٹھا اس کے آگے رکھا۔

"رامین تم سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی۔ فیس بھی دے دے گی تم ناشتہ کرو۔" فرح بیگم نے اسے ریلیکس کیا۔

رامین صارم کے ساتھ میٹنگ سے فارغ ہو کر ابھی آفس میں آئی ہی تھی کہ اس کا موبائل بلنک کرنے لگا۔

رامین نے ان دیکھا کر دیا اور لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گئی۔

صارم جو صبح سے اس کی غائب دماغی نوٹ کر رہا تھا۔ کال کو ایک بار پھر نظر انداز کرنا سمجھ نہ آیا۔

"کیا بات ہے رومی؟ کہاں دھیان ہے تمہارا؟ صبح سے پریشان ہو اور کالز بھی نہیں لے رہی۔ میٹنگ میں بھی اس کال نے بہت ڈسٹرب کیا۔"

صارم نے بلنک کرتے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔

"چیک تو کرو کوئی پرابلم نہ ہو گھر میں۔" صارم نے فکر مندی سے کہا۔

"بعد میں دیکھ لوں گی۔"

صارم کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے۔ ہر شخص میں اتنا ظرف نہیں ہوتا کہ وہ بغیر ماتھے پر شکن ڈالے کسی کی ضرورتوں کا خیال رکھے۔" صارم نے چبھتے لہجے میں طنز کیا۔

رامین نے تکلیف سے اسے دیکھا۔

"تم کچھ نہیں جانتے۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کال اٹھاؤ پتا چلے۔"

"بعد میں سن لی گی۔"

"ابھی سنو میں بھی تو دیکھوں۔" صارم نے اس کی کال اٹینڈ کر کے موبائل لاؤڈ سپیکر پر ڈالا اور اسے بولنے کا اشارہ کیا۔

"یار رامین اب تم خود یونیورسٹی سے نہیں پڑھی ہو تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم اس طرح سے کرو۔"

"رانی تمہیں اندازہ ہے تم کیا کہہ رہی ہو؟" رامین نے دکھ سے کہا۔

رامین نے موبائل صارم سے کھینچ کر لیا اور سائیڈ پر ہو گئی۔

"یونیورسٹی میں تم پڑھو یہ کس کی خواہش ہے یہ بات تم بھی اچھے سے جانتی ہو اور میں بھی۔ تمہارے لیے میں کھڑی ہوں۔ میرے لیے کوئی بھی نہیں تھا۔"

رانیہ کو اپنی بات کی سختی کا احساس ہوا۔

"سوری یار میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔"

"رانی میں کر لوں گی ارینج کتنے چاہئیں؟" رامین نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی۔

"رامین وہ رابعہ آپی نے سارے لے لیے ہیں۔"

"رانی۔۔اتنی بڑی اماؤنٹ میں کیسے کروں گی؟"رامین کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"یار رابعہ آپی کو ضرورت تھی۔"

"یہ اتنی چھوٹی اماؤنٹ نہیں تھی کہ ہمارے جیسے لوگ ایک ساتھ نکال سکیں۔ میں ہر مہینے تمہارے لیے سیونگ کر رہی تھی۔مجھے تمہیں بتانا نہیں چاہیے تھا غلطی میری ہے کیونکہ میرے لیے بہت بڑی مصیبت کھڑی ہو چکی ہے۔"

"رامین تم جب رابعہ آپی کو نہیں دو گی تو میں کیا کرتی۔"

"رانی میں نے اسے دیے ہیں۔کچھ پیسے اگلے مہینے دینے والی تھی۔"رامین نے روتے ہوئے کہا۔

"یار رامین وہ بہت رو رہی تھیں۔تم نہیں دیتی وہ کہہ رہی تھیں۔"

"میں اسے شرمندگی سے بچا رہی تھی لیکن نہ تمہیں نہ امی کو میری بات کا یقین آتا ہے۔اگر تم اور امی چاہتے ہو کہ تم لوگوں کے سامنے دوں تو اب سے سامنے دے دوں گی۔"

"مجھے بہت تکلیف ہوئی رانی میرے آنسو کسی کو نظر نہیں آتے۔پاپا کے جانے کے بعد تو میں نے اپنا ہر رشتہ کھو دیا۔"

"را۔۔۔"

"میں کچھ نہ کچھ کر کے ارینج کر لوں گی تمہاری فیس۔تم پڑھائی پر کانسنٹریٹ کرو۔"

"اب مجھے کال مت کرنا اور کوشش کیا کرو مجھے آفس میں کال مت کیا کرو میں نے گھر ہی آنا ہے۔"

کال کاٹتے ہی رامین نے قطار کی صورت میں بہتے آنسو صاف کیے۔

"میں باقی کام اپنے کیبن میں کر لیتی ہوں سر۔" رامین نے فائل اٹھائی اور صارم کے کچھ بھی کہنے سے پہلے وہاں سے نکل گئی۔

صارم کو ڈھیروں ملال ہوا۔ وہ رامین سے کس طرح روڈ ہو جاتا تھا۔ ایک تو پہلے اس نے خود اسے طعنہ مارا اور پھر زبردستی کال اٹھوائی۔ صارم نے دکھ سے چہرہ موڑ کر رامین کو دیکھا جو بہتی آنکھوں سے تیزی سے ٹائپنگ کر رہی تھی۔

صارم گہری سانس لے کر رہ گیا۔

رانی کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے تھا۔

رامین آج آفس سے جلدی نکل آئی تھی گھر میں ایمرجنسی کا کہہ کر۔ اسے پورا ٹائم دماغ کے گھوڑے دوڑا کر ایک حل یہی نظر آیا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں پہنی رنگ بیچ دے۔ اس رنگ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے تحاشا آنسو آ گئے تھے۔ یہ رنگ اس کے لیے بہت قیمتی اور خاص تھی۔ یہ اس کے پاپا نے اسے انٹر

میں اچھا رزلٹ آنے پر گفٹ کی تھی۔اس کے پاس اپنے پاپا کی آخری نشانی کے طور پر ایک یہی رنگ بچی تھی اور وہ اسے کسی صورت کھونے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی لیکن اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں تھا۔فرح بیگم تو اس کی ساری جیولری رابعہ کو دے چکی تھیں۔

وہ جیولری شاپ کا دروازہ دھکیل کر اندر آئی۔

"اسلام وعلیکم مجھے یہ انگوٹھی بیچنی ہے۔"رامین نے خود کو کمپوزڈ کرتے ہوئے اپنی انگلی میں پہنی انگوٹھی اتار کر شیشے کے کاؤنٹر پر رکھی۔

سنار اس انگوٹھی کا جائزہ لینے لگا۔

"انگوٹھی تو خالص ہے۔"اس نے تبصرہ کیا۔

اس کے تبصرے سے زیادہ رامین کو اس کی قیمت جاننے میں دلچسپی تھی۔

جو قیمت اس نے بتائی۔رامین کچھ لمحے سوچ میں پڑ گئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ایک شخص تیزی سے پلٹا اور کاؤنٹر پر پڑی انگوٹھی اٹھالی۔

"ہمیں نہیں بیچنی۔" صارم نے رامین کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

"تم میرا پیچھا کر رہے تھے؟" رامین نے لفظ چبا چبا کر کہا۔

صارم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اندر دھکیلا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

صارم اس کے آفس سے نکلتے ہی اس کے پیچھے نکلا تھا۔ اسے کچھ کچھ اندازہ تھا کہ وہ گھر میں ایمرجنسی کا بہانا کر کے نکلی ہے لیکن کسی اور کام کے لیے اور وہ کیا کرنے والی ہے؟ وہ اسے جا کر ہی پتا لگنا تھا۔

اسے جیولری شاپ میں گھستا دیکھ وہ بھی اس کے پیچھے گھس گیا۔

جیولری شاپ میں اس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔

وہ اس وقت اتنی ڈسٹرب تھی کہ اپنے پیچھے صارم کا آنا محسوس نہ کر سکی۔

صارم اس سے رخ پھیر کر دوسرے کاؤنٹر پر کھڑا ہو گیا۔

"یہ تم کیا کر رہی تھی رومی؟ پیسوں کی ضرورت تھی تو مجھے بتاتی۔" صارم نے ناراضگی سے کہا۔

"تم میرے معاملات سے دور کیوں نہیں ہو جاتے صارم؟" رامین پھٹ پڑی۔

"کیوں میرا پیچھا نہیں چھوڑتے؟ میری زندگی پہلے ہی بہت مشکل ہے اور یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہے۔ اسے مزید مشکل مت بناؤ۔" رامین نے روتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ تم میری بیوی ہو۔ تمہارے مسئلے میرے بھی مسئلے ہیں۔ جس وجہ سے تمہاری آنکھوں میں آنسو آتے ہیں وہ وجہ مجھے بھی تکلیف دیتی ہے۔

مانتا ہوں تمہاری زندگی کا ہر مسئلہ میری وجہ سے شروع ہوا ہے۔ میں اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں اور گلٹی بھی ہوں۔" صارم نے اس کے گرد حصار باندھا۔

رامین مسلسل رو رہی تھی۔

"رانی تمہاری ہی نہیں میری بھی بہن ہے۔ اس کو ڈاکٹر بنانا صرف تمہاری ہی نہیں اب میری بھی خواہش ہے۔

میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا تم رانی کی طرف سے فکر مند مت ہوا کرو۔ تم مجھے بتاؤ تمہیں کتنے پیسے چاہئیں؟ ہم اسے مل کر ڈاکٹر بنائیں گے اور اب تو میں چاہتا ہوں وہ گائناکالوجسٹ بنے۔ کچھ فائدہ ہمیں بھی تو ہو ایڈوانس انویسٹمنٹ۔"

صارم نے آخر میں شرارت سے کہا۔

"اب بس تمہارا فلرٹ شروع۔" رامین نے چڑتے ہوئے کہا۔

"یہی مسئلہ ہے تمہارا۔ تم میری محبت کو فلرٹ لیتی ہو اور یہی چیز مجھے غصہ دلاتی ہے۔ حالانکہ تمہیں بھگتنا پڑتا ہے لیکن پھر بھی تم باز نہیں آتی۔"

رامین نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی لینی چاہی۔ صارم نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"یہ انگوٹھی اب سے میرے پاس رہے گی۔ تمہیں اس کی قدر نہیں ہے۔"

صارم نے وہ انگوٹھی لبوں سے لگائی۔

"نہیں صارم یہ انگوٹھی میرے لیے بہت قیمتی ہے۔ مجھ پر جتنے بھی تنگ حالات آئے۔ میں نے یہ نہیں بیچی کیونکہ یہ میرے پاپا کی آخری نشانی ہے۔"

"قیمتی تو میں بھی تمہارے لیے ہوں۔"

رامین نے ہاتھ جھلایا۔

"جتنا مرضی تم مجھے اگنور کر لو اگر میں امپورٹینس نہیں رکھتا ہوں تو پھر اسے کیوں نہیں بیچا؟" صارم نے اس کے گلے پہنی چین میں انگلی پھنسا کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

"یہ میں تمہیں واپس کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔" رامین نے نگاہیں چرائیں۔

"سیریسلی؟ سینے سے لگائے لگائے ایسے پھرتی ہو جیسے یہ کوئی قیمتی متاع ہو۔ تمہیں کیا لگتا ہے دوپٹے میں چھپا کر رکھنے سے مجھے پتا نہیں چلے گا کہ تم نے پہنا ہے۔"

"اس لیے تاکہ میں تمہیں واپس کر سکوں۔"

"یہ غلطی بھی مت کرنا ورنہ نتائج کی ذمے دار تم خود ہو گی۔"

صارم نے والٹ سے چیک نکال کر اسے فل کیا اور رامین کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"ڈاکٹر صاحبہ سے کہنا کہ فیس ہے کرے اور تمہاری آنکھوں میں آنسوں اب اس کی وجہ سے نہیں آنے چاہئیں اور تمہیں آئندہ تنگ نہ کرے۔اس کے لیے میں بہت ہوں۔" صارم نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

رامین کی آنکھوں سے آنسوں ٹپ ٹپ بہنے لگے۔

صارم نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

"تھینک یو سو مچ۔" رامین نے شرمندگی سے کہا۔

"پلیز رومی اس طرح شرمندہ مت کرو۔یہ تمہیں ڈاؤن کرنے کے لیے نہیں کر رہا۔یہ میں ڈائیریکٹ بھی رانی کو دے سکتا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی بات بنے۔" صارم نے اس کے آنسو صاف کیے۔

"آئی لو یو۔" صارم نے محبت سے اس کی آنکھوں پر لب رکھے۔

رامین کے آنسوؤں میں شدت آگئی اور اپنا ضبط کھو بیٹھی۔ جیسے اسے آج کوئی سہارا ملا تھا۔

"مجھے یہ انگوٹھی دے دو پلیز۔" رامین نے آنسوؤں کے درمیان کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔ تمہیں نہیں ملے گی۔ یہ سزا ہے تمہاری۔ تاکہ اب جب بھی تمہیں ضرورت ہو تو تم میرے پاس آؤ۔" صارم نے اس کی کمر سہلائی۔

صارم اس کی گردن پر جھکا۔

رامین کچھ نہیں بولی۔

صارم حیران ہوا۔

"ایسے مزہ نہیں آئے گا۔ کچھ تو کہو روکو مجھے۔

یہ قیمت نہیں ہے رومی کسی بھی چیز کی۔" صارم نے چیک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"تمہاری نفرت سر آنکھوں پر اور یہ دونوں بالکل الگ چیزیں ہیں احتجاج کرو۔"

رامین نے سر نفی میں ہلایا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔" رامین نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل ایسے۔۔ گھر بھی چلے جاتے ہیں اتنی کیا جلدی ہے۔" صارم نے اسے بیڈ پر گرالیا اور اس کے لبوں پر شدت سے جھکا۔

علی شاہ کو تیزی سے جاتا دیکھ کر سبھی ایمپلائز نے فکر مندی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"سر کو کیا ہوا؟" سادیہ نے حیرت سے پوچھا۔

"سائٹ پر شارٹ سرکٹ ہوا ہے۔ صارم سر وہیں تھے۔ وہ وہیں گئے ہیں۔" اویس نے سنجیدگی سے بتایا۔

"وہ ٹھیک ہیں؟" سادیہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

رامین بھی ان کی باتیں سننے لگی۔

"نہیں شارٹ سرکٹ کی وجہ سے آگ زیادہ بڑھ گئی۔ صارم سر سبھی کو نکالنے لگے لیکن اسی سب میں ان پر لوہے کی جالی گر گئی ہے۔ علی سر تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے۔" اویس نے سب کو بتایا کیونکہ وہ ابھی ان کے آفس میں ہی تھا۔

"اکلوتا بیٹا ہے تو پریشان ہونا تو فطری عمل ہے۔"

"اللہ تعالیٰ صارم سر بالکل ٹھیک ہوں آمین۔"

وہ سب باتیں کرنے لگے لیکن رامین کو اس سے آگے کچھ پتا نہیں چلا۔ اس کے سر پر تو جیسے آفس کی چھت گر گئی ہو۔

وہ تیزی سے آفس سے نکل گئی۔اس کا رخ ہاسپٹل کی جانب تھا۔رامین کی آنکھوں سے آنسوں تیزی سے بہہ رہے تھے۔

"کیسا ہے صارم؟"ڈاکٹر کے روم سے نکلتے ہی علی شاہ نے فکر مندی سے پوچھا۔

"پیٹ کے پاس سے برننگ زیادہ ہوگئی ہے۔ٹائم لگے گا ریکور کرنے میں۔باقی سب ٹھیک ہے شکر ہے کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔"

علی شاہ نے سر اثبات میں ہلا یا۔

"ہم اس سے مل سکتے ہیں؟"ثمینہ شاہ نے بہتی آنکھوں سے پوچھا۔ان کا بھی رو رو کر برا حال ہو گیا تھا۔

"جی جی فکر کی کوئی بات نہیں ہے اللہ نے بڑا کرم کیا ہے۔"ڈاکٹر نے علی شاہ اور ثمینہ شاہ کو تسلی آمیز انداز میں کہا۔

علی شاہ اور ثمینہ شاہ تیزی سے اندر بڑھ گئے۔

رامین ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ان کے اندر جاتے ہی رامین تیزی سے ڈاکٹر کے پیچھے بھاگی۔

وہ ان سے صارم کی حالت کی بابت پوچھنے لگی۔

علی شاہ اور ثمینہ شاہ بے تابی سے اندر داخل ہوئے۔

"میرا بچہ کیسا ہے؟" ثمینہ شاہ نے صارم کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اس کے بال سنوارے۔

"ٹھیک ہوں مام۔"

"ٹھیک ہوتے تو ہم یہاں نہ ہوتے۔"

"صارم اب تو بڑے ہو جاؤ۔ یہ کیا طریقہ تھا؟" علی شاہ ناراضگی سے گویا ہوئے۔

"ڈیڈ سب کو میں نے وقت پر نکال لیا تھا اینڈ پر میرا پاؤں الجھ گیا اور وہ لوہے کی جلتی ہوئی سلاخ مجھ پر گر گئی۔"

"شکر ہے تم بھی ٹھیک ہو پر ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔"

"خیر مجھے تم سے اتنی زمے داری کی امید کبھی نہیں رہی لیکن تم نے مجھے خوش کر دیا۔"

"میں تو آپ کو خوش کرنا چاہتا تھا۔"

"اب اتنا خوش بھی نہیں کرنا تھا کہ دن میں تارے دکھا دیتے۔"

"کیا آپ دونوں خوش ناخوش کی باتیں کر رہے ہیں۔ علی صدقہ دیں میرے بیٹے کا۔ کتنا پیلا ہو گیا ہے۔"

Zubi Novels Zone

علی شاہ ہنس پڑے۔

"صدقہ دینے سے پیلا ہٹ ہٹ جائے گی؟"علی شاہ نے شرارت سے صارم کو آنکھ ماری۔

"کوئی حال نہیں۔"ثمینہ شاہ نے خفگی سے سر جھٹکا۔

"بیگم صاحبہ آپ کا لاڈلا آپ سے پروٹوکول لینا چاہ رہا تھا اس لیے ہاسپٹل آکر بیٹھ گیا۔"

"واللہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔سائٹ پر ایک چڑیل تھی۔جس کا دل مجھ پر آ گیا۔میں نے آج اسے لفٹ نہیں کروائی تھی اور کہا تھا مام کو صرف پوتا چاہیے بہو نہیں تو جیلیس ہو گئی اور اسی وجہ سے شارٹ سرکٹ کروا دیا۔"صارم نے مسکراہٹ دبائی۔

"باز آؤ مجھے بہو چاہیے پوتا بعد میں دیکھیں گے۔"ثمینہ شاہ نے سنبھل کر بات کرتے ہوئے اس کے گال پر چپت لگائی۔

"نومام اب میں پوتے کا آرڈر دے چکا ہوں۔"

"ثمینہ اب یہ پہلے پوتا ہی لائے گا۔ بہو بعد میں آئے گی۔"

"میرا بیٹا خیر سے گھر آجائے باقی سب غیر اہم ہے۔" ثمینہ شاہ نے محبت سے کہا۔

رامین صارم کے روم کے باہر کھڑی تھی۔ آنکھوں سے آنسوں تواتر سے بہہ رہے تھے۔ شیشے سے نظر آتے صارم کے وجود پر نگاہیں جمی تھیں۔ جس کے چہرے سے ہی تکلیف کی شدت عیاں تھی۔ اس نے یہ تو نہیں چاہا تھا۔ لیکن وہ تو صارم کو تکلیف میں دیکھنا چاہتی تھی تو کیا واقعی وہ چاہتی تھی؟ تکلیف میں صارم تھا لیکن درد اسے ہو رہا تھا۔ وہ اس سے ملنے جانا چاہتی تھی لیکن کیوں؟ کس حیثیت سے؟

شیشے سے نظر آتے صارم کو بے بسی سے دیکھتی وہ شکستہ قدموں سے مڑ گئی۔

وہ نہیں مل سکتی تھی لیکن شکر تھا وہ ٹھیک تھا۔

اگر وہ نہ رہتا تو رامین کی تو جان چھوٹتی لیکن نہیں شکر تھا وہ بالکل ٹھیک تھا۔

رامین کا دل نہیں مان رہا تھا اسے چھوڑ کر جانے کا۔

Zubi Novels Zone

فور تھ لاسٹ

"شکر ہے اب صارم ٹھیک ہے ورنہ مجھے بہت فکر تھی۔میری جان نکل گئی تھی وہ خبر سن کر۔"

"جان تو میری بھی نکل گئی تھی۔اللہ میرے صارم کی لمبی زندگی کرے۔" علی شاہ نے دل سے دعا کی۔

"آمین۔" دونوں نے یک زبان کہا۔

"علی میرا دل دہل رہا ہے۔یہ پوتے کی ضد لے کر بیٹھ گیا ہے۔یہ کوئی گڑبڑ تو نہیں کر چکا جو میری بات ہی پکڑ لی ہے۔یو ایس سے بھی آنے کو تیار نہیں تھا۔کیا پتا کوئی میم پھنسالی ہو۔" ثمینہ شاہ متفکر نظر آ رہی تھیں۔

"فکر مت کرو صرف تمہیں تنگ کر رہا ہے۔ کافی زمے دار ہو چکا ہے۔ اب وہ کوئی گڑبڑ نہیں کرے گا۔ مجھے پوری امید ہے۔ اسے اپنی ویلیوز پتا ہیں۔ تم اچھی اچھی امیدیں رکھو۔"

ثمینہ شاہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"علی آج تک ہم اس کے بلنڈرز سمیٹتے آئے ہیں اور یہ بات تم بخوبی جانتے ہو۔ اگر اب ایسا کچھ کر دیا تو کیا کریں گے؟"

"تب کی تب دیکھیں گے لیکن ثمینہ مجھے شدت سے احساس ہے صارم کی تربیت میں ہم سے بہت سی جگہوں میں کمی رہی ہے۔ اگر ہم اسے ٹائم دیتے تو وہ ایسا نہ ہوتا۔ وہ اپنی اہمیت جتانے کو تمہیں تنگ کرتا ہے۔ اپنا نظرانداز کیا جانا اسے آج بھی ہضم نہیں ہوتا۔"

وہ آج کافی دن بعد آفس آیا تھا اور اسے جلدی اپارٹمنٹ میں لے آیا تھا۔ رامین کو اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کا کیا ارادہ ہے لیکن اسے یہ کہہ دیا تھا کہ گھر میں لیٹ آنے کا کہہ دے۔ رامین اس کی پلاننگ سے انجان گھر کال کر چکی تھی۔

"یہاں آنا تھا؟"

"ہاں کافی ٹائم سے باتیں نہیں کیں۔ کیوں اپنی پرابلم؟"

"تمہارا زخم کیسا ہے؟"

رامین نے اس کی بات نظر انداز کی۔

صارم نے شرٹ کے بٹن کھول کر اسے دکھایا۔

رامین نے سٹپٹا کر رخ پھیر لیا۔

"مسیحائی تو تم ہی نے کرنی ہے دیکھو تو۔" اس نے رامین کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑا۔

رامین نے تکلیف سے اسے دیکھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"دیکھو تو تم تو ایسے کر رہی ہو جیسے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ ویسے تم نے تو مجھے مس بھی نہیں کیا ہو گا؟"

"ہاں میں تو بہت خوش تھی۔ نہ کوئی ڈانٹنے والا تھا، نہ رعب ڈالنے والا، نہ کوئی سزا تھی، نہ انعام، نہ کوئی زبردستی کرنے والا تھا۔۔ میں نے بہت سکون سے یہ ٹائم انجوائے کیا۔" رامین نے اپنے دل کی اصل کیفیت چھپاتے ہوئے کہا۔

"اے تمہیں سزا اور انعام دینے کا حق صرف میرا ہے۔ کوئی اور تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر تو دیکھے۔ اس کی آنکھیں نکال دوں گا۔" صارم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

رامین اس کا غصہ دیکھ کر ڈر گئی۔

"تم نے مجھے مس بھی نہیں کیا تو سزا تو بنتی ہے۔" صارم نے اسے جھٹکے سے کھینچا اور اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دینے سے پہلے ہی اس کے لبوں پر جھک گیا۔

Zubi Novels Zone

آج اس کے لمس میں شدت تھی۔رامین کو وہ پہلے دن والا صارم یاد آیا۔ جس کے لمس میں نفرت اور غصہ واضح تھا۔

رامین نے اس کی شرٹ کو کندھوں سے پکڑ کر خود کو گرنے سے بچایا۔

صارم نے اس کی کمر کو پکڑ کر اسے مزید خود سے قریب کیے گھیرا مزید تنگ کیا۔

ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈالے وہ اس پر جھکا اسے نڈھال کر چکا تھا۔

رامین نے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا محسوس کیا۔

رامین کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

اس نے بالآخر اس کے لبوں کو آزادی بخش دی۔رامین نڈھال سی اس کے کندھے پر سر ٹکا گئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

صارم نے اس کا دوپٹہ کھینچ کر اتارا اور اس کی گردن پر جھکا اور بائٹ کیا۔

رامین کی سسکی نکلی۔

صارم اس کی گردن پر جھکا جا بجا اپنے غصے کا اظہار کر رہا تھا۔

اس کے لمس میں غصہ اور اشتعال واضح تھا۔

صارم نے بالآخر اسے دور دھکیلا اور جا کر بیڈ پر گر گیا۔

رامین اسے کچھ دیر یونہی دیکھتی رہی۔جو اس کی موجودگی بھلائے بیڈ پر چہرے پر بازو رکھے ہوئے تھا۔

رامین قدم قدم چلتی اس کے پاس جا کر بیڈ پر ہی بیٹھ گئی۔

"صارم میں نے تمہیں مس کیا تھا۔" رامین نے لب چباتے ہوئے اعتراف کیا۔

صارم کے چہرے پر پُر مسرت مسکراہٹ آئی۔اس کی آنکھیں چمکیں۔اس نے اپنے چہرے پر سے بازو ہٹا کر اس کی پشت کو دیکھا۔

جس کی پونی کمر پر جھول رہی تھی۔

رامین نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

صارم نے اگلے ہی پل اسے بالوں سے پکڑ کر کھینچا اور اپنے برابر بیڈ پر گرا لیا۔

وہ اس کے اوپر جھکا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر انعام بھی بنتا ہے۔"

صارم اس کی گردن پر اسی جگہ جھکا جہاں تھوڑی دیر پہلے ہی اس نے دانت گاڑھے تھے۔ اب مرحم بھی تو رکھنا تھا۔

"نہیں ٹھیک ہے۔" رامین نے گڑبڑا کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

"بالکل بھی نہیں۔ جب سزا فوراً ملتی ہے تو انعام میں تاخیر کیوں؟ میں انصاف سے چلتا ہوں۔" صارم نے اس کے بال پونی کی قید سے آزاد کیے۔

وہ اس کی گردن پر جھکا۔ جہاں جہاں اس نے اپنا غصہ نکالا تھا۔ اب وہیں وہ محبت سے مرحم رکھ رہا تھا۔

"تم مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئی؟" صارم نے اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے پوچھا۔

"کس حیثیت سے آتی؟"

"اسی حیثیت سے آتی جس حیثیت سے یہاں ہو۔"

"ہمت نہیں ہوئی تھی۔"

"آنا چاہیے تھا میں نے بہت انتظار کیا تھا۔ اگر تم آتی تو یہ سزا بھی نہ ملتی۔"

"صارم۔۔۔"

"ہمم۔۔۔" صارم نے اس کی خوشبو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"تم انکل آنٹی کو کب بتاؤ گے؟"

صارم کے لب مسکرائے۔

"آج ہی بس تمہاری طرف سے رضامندی کا انتظار تھا۔"

"وہ مان جائیں گے؟"رامین کے لہجے میں ہزاروں اندیشے تھے۔

"پتا نہیں۔"صارم نے غیر دلچسپی سے جواب دیا۔

"اگر وہ نہ مانے تو؟"

"تب کی تب دیکھیں گے۔ابھی تو انجوائے کرو۔"صارم نے اس کے کندھے پر لب رکھے۔

"نہیں صارم مجھے گھر جانا ہے۔بہت دیر ہو گئی ہے۔"رامین نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید کچھ کرنے سے باز کیا۔

Zubi Novels Zone

"ابھی تو آفس ٹائم نہیں ختم ہوا پھر آج تو تم اوور ٹائم کر رہی ہو۔ ابھی بہت ٹائم ہے۔" صارم نے اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں الجھائیں۔

وہ اس کے لبوں پر جھکا اور اپنی من مانیاں کرنے لگا۔

صارم کے آفس کا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوئی۔

"آپ کو یاد آگیا آفس آنے کا؟ یہ کوئی ٹائم ہے آنے کا؟" صارم رامین کی شکل دیکھتے ہی دھاڑا۔

"صارم تم آج مجھے پک کرنے ہی نہیں آئے میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہی تھی۔" رامین نے اس کے غصے سے خائف ہوتے اور سنبھلتے ہوئے کہا۔

"ایکسکیوز می یہ آپ مجھ سے کس ٹون میں بات کر رہی ہیں؟ یہ آفس ہے کوئی کیفے ٹیریا نہیں جہاں آپ گلے شکوے لے کر بیٹھ گئی ہیں۔ اپنی شکایات اس سے کریں جس نے آپ کے ساتھ کمٹمنٹ کی تھی۔ میری آپ کی ایسی کوئی بے تکلفی

نہیں ہے۔سو اپنی لمٹس میں رہیں۔آج کی آپ کی ہاف ڈے کی سیلری کٹے گی تاکہ نیکسٹ ٹائم آپ وقت کا خیال رکھیں۔"

"کسی بات پر ناراض ہو؟"رامین نے اس کے پاس جا کر اس کا ہاتھ پکڑا۔

صارم نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"گیٹ آؤٹ۔"صارم دھاڑا۔

رامین ہڑبڑا کر پیچھے ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گئی۔آنکھوں سے آنسوں تیزی سے گرنے لگے۔

رامین صارم کے رویے سے پریشان تھی۔اس کا رویہ یکدم بدلا تھا۔پک اینڈ ڈراپ تو دور وہ اس کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔نہ وہ رامین کی کالز اٹھاتا تھا۔

صرف یہی نہیں اس نے اپنا کہا نبھایا تھا۔اس نے اس کی ہاف ڈے کی ہے کاٹی تھی اور بھی بہت سارے دنوں کی پے کاٹی تھی۔ جس کی تک رامین کو سمجھ نہ آئی کیونکہ وہ باقاعدگی سے آفس آتی تھی۔اپنا کام کرتی تھی۔ کئی بار تو وہ آفس میں دیر تک بیٹھ کر کام کرتی تھی۔اس کے باوجود پے کا کٹ جانا اسے سمجھ نہیں آیا۔

وہ صارم جو اس کی خوشبو اور لمس کے بغیر بے چین ہو جاتا تھا۔اسے اچانک کیا ہو گیا تھا۔

رامین جو اس سے یہ پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی کہ اس نے اپنے پیرینٹس سے بات کی؟ کیا بنا؟ وہ مانے؟ اس نے ان سوالوں کا کیا جواب دینا تھا۔وہ تو خود اس سے نظریں پھیر چکا تھا۔

رامین تیز تیز اپنا کام کر رہی تھی۔جب وہ اس کے آفس گئی تھی تو وہ کسی سے محو گفتگو تھا اور پروگرام سیٹ کر رہا تھا۔اس کا آج اپنے اپارٹمنٹ میں جانے کا پلان تھا۔

وہ جلدی جلدی کام مکمل کر رہی تھی۔صارم تو چار بجے ہی نکل گیا تھا اور اسے جانے سے پہلے خاصا مصروف کر گیا تھا۔رامین نے گھڑی میں ٹائم دیکھا۔چھ بج چکے تھے۔اسے مزید ایک گھنٹے میں یہ کام کمپلیٹ کرنا تھا۔

علی شاہ تیزی سے آفس کے ایگزٹ ڈور سے نکلے۔

"سب جا چکے ہیں؟آفس لاک کر دو۔چیک کر کے لاک کرنا۔"علی شاہ نے گارڈ کو ہدایات دیں۔

"سر ابھی صارم سر کی سیکریٹری اوپر ہی ہے۔وہ جائے گی تو لاک کروں گا۔"

"وہ کب تک جائے گی؟"

"سر ہر روز سات بجے کے بعد ہی جاتی ہے۔" گارڈ نے سنجیدگی سے بتایا۔

علی شاہ کے ماتھے پر بل پڑے۔ وہ دوبارہ آفس کی بلڈنگ میں داخل ہوئے۔

صارم کو کہا بھی تھا صرف سیلری بڑھانی ہے ٹائم نہیں۔ بات نہیں سنتا۔

علی شاہ رامین کے سر پر پہنچ گئے۔

"بیٹا کیا کر رہی ہو؟ سارا آفس خالی ہو چکا ہے۔"

رامین جو اپنے کام میں مگن تھی۔ اچانک سے علی شاہ کی آواز پر ڈر گئی۔ سامنے ہی علی شاہ کو کھڑے دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

"انکل بس تھوڑا سا کام رہ گیا ہے۔ سر دے کر گئے ہیں۔ یہ کر لوں پھر چلی جاؤں گی۔" رامین نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔

"نہیں رامین بیٹا اس کو بند کر دو اور گھر چلو۔ سارا آفس خالی ہو چکا ہے۔"

"نہیں انکل سر غصہ کریں گے۔"

اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ صارم نے اس کی پے کاٹ لینی تھی۔پہلے ہی وہ اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی پے کاٹ چکا تھا کہ اب اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ مزید کوئی نقصان برداشت کر پاتی۔

"صارم کو کہہ دینا میں نے کہا ہے۔ مجھ سے آ کر بات کرے۔" علی شاہ نے رعب سے کہا۔

علی شاہ اسے ساتھ لے کر ہی نکلے۔وہ ان کے ساتھ لفٹ میں داخل ہوئی۔

"لڑکیوں کی عزت بہت نازک ہوتی ہے رامین بیٹا۔سب ایمپلائز کے ساتھ نکلا کرو۔آئندہ میں آپ کو اکیلے نہ دیکھوں۔" علی شاہ نے اسے سمجھایا۔

"انکل میری جاب ٹائمنگ آٹھ بجے تک کی ہے۔ورنہ میری پے کٹے گی۔ پچھلے دنوں بھی میرے سات بجے جانے کی وجہ سے میری بہت پے کٹی ہے۔"

"میں صارم سے خود بات کروں گا۔"

"انکل انہیں لگے گا کہ میں نے آپ سے ان کی کمپلین کی ہے۔"

"میں بات کر لوں گا ڈونٹ وری بیٹا وہ میرا ہی ہے۔"

رامین کلفٹن سے پہلے ہی اتر گئی تھی۔اس کے ہاتھ میں گلاب کا ایک پھول تھا۔وہ پر جوش سی تیزی سے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔

صارم کے اپارٹمنٹ تک کسی بس نے نہیں جانا تھا۔

اپارٹمنٹ میں پہنچ کر وہ بیل دینے ہی والی تھی کہ اندر سے آتی آوازوں نے اسے دروازہ کھلا ہونے کا پتا دیا۔

وہ مسکراتے ہوئے اندر قدم رکھنے ہی والی تھی کہ اپنے نام کی پکار پر تھم گئی۔

ٹھرڈ لاسٹ

"یار مجھے تو لگا تھا تو اس رامین کے عشق میں گودے گودے ڈوب چکا ہے۔"

"کون سا عشق کیسا عشق کہاں کا عشق؟" صارم کے لہجے میں حقارت واضح تھی۔

"تو رامین کے آگے پیچھے پھر تا رہتا ہے اور کہہ رہا ہے کون سا عشق؟ بے وقوف سمجھ رکھا ہے؟"

"ہاہاہاہاں ہے تو وہ بے وقوف ہی۔ کہا تھا نا میں نے عام لڑکیوں جیسی ہے۔ یوں میرے جال میں پھنسی ہے۔" صارم نے تمسخر اڑایا۔

"نہیں صارم وہ عام لڑکیوں جیسی نہیں ہے۔ تمہیں اسے اپنے جال میں پھنسانے کے لیے دو سال لگے ہیں۔ وہ بھی نکاح کے باوجود۔" شہریار نے حقیقت پسندی سے کہا۔

"یار تم اس انتقام کو بھولے نہیں؟ اس کو ڈھونڈواتو ایسے رہے تھے جیسے اس کی محبت میں پاگل ہو چکے ہو۔" اسد بھی حیران تھا۔

"ایسا ہی تھا شروعات میں میں اس گلٹ میں مبتلا تھا کہ میری وجہ سے اس کے پاپا کا انتقال ہو گیا۔ میں وہاں بہت تڑپا۔ دل چاہتا تھا وہ کہیں سے مل جائے اور اسے فارغ کروں۔ میرا انتقام یہاں سے جاتے ہوئے ہی ختم ہو گیا تھا لیکن جب میں واپس آیا۔ اپنے آفس میں پہلی بار اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں موجود بغاوت میرا خون کھولا گئی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے میرے آفس میں مجھ سے جو پہلی بات کی اس کے پہلے جملے میں اس نے مجھ سے ڈیورس مانگی۔اس بات نے میرے اشتعال کو ہوادی۔تب میں نے سوچا جس طرح میں ان پانچ سالوں میں تڑپا ہوں۔اسی طرح اس کو تڑپاؤں گا۔اپنی محبت میں گرفتار کروں گا۔اپنے پیچھے خوار کروں گا۔اس دنیا میں رسوائی اس کے مقدر میں لکھ دوں گا۔لوگوں سے بھری دنیا میں وہ ذلیل ورسوا ہو گی۔اس کی ذات کو سوالیہ نشان بنادوں گا۔

لیکن یہاں اس کی قسمت ساتھ دے گئی اور کچھ بھی نہیں ہوا لیکن جب میں مکمل بور ہو چکا تھا اور اس گیم کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔تب مجھے پتا چلا وہ مجھ سے محبت کرنے لگی ہے ہاہاہا۔

اس پوائنٹ پر میرا انتقام ختم ہوا مزہ آگیا۔۔"صارم بے انتہا خوش تھا۔

"لیکن اس سارے عرصے میں میں نے بہت انجوائے کیا۔

صارم نہیں۔۔۔پلیز نہیں۔۔یہ ظلم مت کرو۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔" صارم نے قہقہہ لگایا۔

"تو اب تم اسے ڈیورس کب دو گے؟" شہریار نے سنجیدگی سے پوچھا۔

" کبھی بھی نہیں بالکل بھی نہیں دوں گا۔ آخری سانس تک تڑپے گی اور جب کبھی موڈ ہوا تو بلا لوں گا ہاہاہا۔"

رامین سے اس سے آگے سننا محال ہو گیا۔وہ سن سی وہاں سے خاموشی سے نکل گئی۔اس کو نہیں پتا تھا کہ اب اسے کہاں جانا ہے؟

"صارم تم غلط کر رہے ہو اسے ڈیورس کر دو۔اسے زندگی میں آگے بڑھنے دو اور پھر اس سے زیادہ انتقام کیا لو گے؟" شہریار نے دوستانہ لہجے میں مشورہ دیا۔

"نہ نہ میرا ڈسا تو پانی بھی نہیں مانگتا۔"

شہریار اور اسد نے دکھ سے دیکھا۔

"ساری زندگی انتقام نبھاتے رہو گے ؟شادی نہیں کرو گے ؟"اسد نے ہوش دلایا۔

"کیوں نہیں کروں گا؟کروں گا شادی۔مجھے رامین سے واقعی محبت نہیں ہوئی۔ہاں وہ بہت خوبصورت ہے بہت حسین ہے۔ایک حسین انتقام۔۔"

"چپ کرو صارم۔فضول مت بولو۔وہ ایک باحیا لڑکی ہے۔"اسد نے اسے جھاڑا۔

"وہ باحیا لڑکی ہی میرے ساتھ رہی ہے۔"

"اگر وہ تمہارے ساتھ تھی تو صرف ایک شوہر کی حیثیت سے اور یہ مت بھولو کہ تم نے اسے کسی قابل نہیں چھوڑا تھا۔"شہریار نے ڈپٹتے ہوئے آئینہ دکھایا۔

"اس نے مجھے خود مجبور کیا تھا۔"

شہریار اور اسد نے تاسف سے سر نہ میں ہلایا۔

رامین لفٹ سے غائب دماغی سے نکلی۔اس نے لفٹ میں کوئی بٹن نہیں دبایا تھا۔

اسے خود نہیں پتا تھا کہ اب اس کی اگلی منزل کیا ہے۔

وہ غائب دماغی سے چھت کے کھلے دروازے سے وہاں آگئی۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی چل رہی تھی۔اس کے اندر گھٹن حد سے سوا تھی۔

سناٹوں کا راج تھا۔وہ دھاڑیں مار مار کر رونا چاہتی تھی لیکن حلق سے آواز نکلنے

سے قاصر تھی البتہ آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی صورت بہہ رہے تھے۔

ایک طرف وہ تھی جہاں اس کا غرور توڑنے کے لیے اس کی ذات کو پامال کیا گیا

تھا۔۔دوسری طرف اس کے گھر والے۔۔اگر وہ ایاز سے شادی نہ کرتی تو حسن

بھائی رابعہ کو چھوڑ دینے کی دھمکی دے چکے تھے۔۔

صارم کی باتیں اس کے دماغ میں جھکڑ چلا رہی تھیں۔

آگے کیا کرے گی؟

آسمان وسیع تھا پر پیروں تلے زمین کب نکلی اسے پتا نہیں چلا۔

علی شاہ اور ثمینہ شاہ چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ علی شاہ کا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔

"ایک منٹ یہ کال بہت امپورٹنٹ ہے۔"

"علی اس ٹائم یہ میرا ٹائم ہونا چاہیے۔ آفس کو گھر کیوں لے آتے ہو؟"

"یہ کال ایمپورٹینٹ ہے ثمینہ۔" علی شاہ سنجیدگی سے ٹوک گئے اور کال اٹھائی۔

"یس علی شاہ سپیکنگ۔"

"علی انکل میں رانیہ بات کر رہی ہوں رامین کی بہن۔"

"جی بولو بیٹا۔"

"رامین اب تک گھر نہیں آئی انکل۔اس کا موبائل بھی آف جا رہا ہے۔وہ کب تک گھر آئے گی؟"رانیہ نے پریشانی سے پوچھا۔

"گھر نہیں آئی؟"علی شاہ ٹیک چھوڑ کر آگے ہوئے۔

"وہ تو سواچھ کی آفس سے نکل گئی تھی۔"علی شاہ نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا۔جہاں اب رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

"سواچھ کی؟"رانیہ کی جان نکل گئی۔

"وہ تو نہیں آئی۔"

"آپ پریشان مت ہوں۔میں پتا کرتا ہوں۔"علی شاہ نے کال کاٹ دی اور اگلا نمبر ڈائل کرنے لگے۔

Zubi Novels Zone

صارم اپنے دوستوں کے ساتھ پیزا انجوائے کر رہا تھا۔ وہ لوگ آج کافی ٹائم بعد اکٹھے ہوئے تھے اور آج ان کا خوب لمبا پروگرام تھا۔ صارم کا موبائل مسلسل بلنک ہو رہا تھا۔

"صارم انکل کی کال ہے۔" اسد نے اسے ہوش دلایا۔

وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"یس ڈیڈ۔" صارم نے کال پک کرتے ہی کہا۔

"کہاں ہو؟ کب سے کال کر رہا ہوں۔" علی شاہ ناراضگی سے بولے۔

"ڈیڈ وہ سائیڈ پر پڑا تھا۔ شہریار لوگوں کے ساتھ ہوں۔"

"رامین اب تک گھر نہیں پہنچی۔ میں اسے چھ بجے کے قریب آفس سے لے کر نکلا تھا لیکن اب تک گھر نہیں پہنچی۔ کچھ آئیڈیا ہے کہاں ہو گی؟"

"مجھے کیا پتا ڈیڈ اپنی مرضی کی مالک ہے۔وہ مجھے کیوں بتائے گی؟ بلکہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی میں اسے اب اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا۔میں اس کی پروگریس سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے اسے جاب سے ٹرمینیٹ کرنے کا۔"

"صارم اس سے زیادہ محنتی لڑکی نہیں ہے آفس میں۔وہ تمہارے آفس میں کام نہیں کرے گی۔اس کے آگے کا اختیار تمہارے پاس نہیں ہے۔"

"ڈیڈ میں اس کی شکل دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوں۔"

"ایسا ہی ہو گا۔وہ تمہیں نظر نہیں آئے گی بات ختم۔اب اسے ڈھونڈو مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے ساتھ کوئی ایکسیڈنٹ نہ ہو گیا ہو۔"

"پولیس میں رپورٹ کرتا ہوں۔جیسے ہی کوئی خبر آتی ہے بتاتا ہوں۔"

"پولیس میں رپورٹ نہیں کرنی دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔باعزت لوگ ہیں کیوں انہیں ذلیل کرنے پر تلے ہو۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"پھر کیا کروں؟ وہ مجھے بتا کر تھوڑی نکلی ہے۔ پتا نہیں کس کے ساتھ ہے۔"

"صارم مجھے غصہ مت دلاؤ۔ اٹھو گے کوشش کرو گے تو پتا چل جائے گا۔ یہاں بیٹھ کر اس کے کردار پر باتیں کرنا بند کرو۔" علی شاہ نے زندگی میں پہلی بار صارم کو ڈانٹا۔

"او کے ڈیڈ۔"

ان کی کال منقطع ہو گئی۔

"چلو گائز محترمہ رامین صاحبہ کو ڈھونڈیں۔ اب تک گھر نہیں پہنچی۔"

"اس کی بہن تمہیں اسی لیے کال کر رہی ہو گی۔" شہریار نے فکرمندی سے کہا۔

"دفع کرو۔"

وہ لوگ مین ڈور کی طرف بڑھے۔

"کوئی آیا تھا؟" صارم نے اپنے پاؤں کے نیچے آتے پھول کو دیکھا۔

"یہ بیگ کس کا ہے؟" اسد نے حیرت سے باہر گرے بیگ کو اٹھایا۔

"رامین صاحبہ کا ہے۔ میرا باپ اور اس کی بہن اس کی فکر میں ہلکان ہو رہے ہیں اور اس کی محبتیں سانس نہیں لیتیں۔" صارم نے حقارت سے کہتے ہوئے پھول بے دردی سے وہیں پھینک دیا اور اسے پیروں تلے کچلتا آگے بڑھ گیا۔

وہ دونوں پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"مجھے لگتا ہے اس نے سب سن لیا ہے۔" اسد نے آہستگی سے کہا۔

"اس میں کوئی شک ہی نہیں رہا۔" شہریار نے تاسف سے کہا۔

وہ دونوں بھی اس کے پیچھے اپارٹمنٹ سے نکل گئے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"سر وہ لڑکی کیسی ہے؟" چوکیدار نے صارم کو تیزی سے بلڈنگ سے نکلتا دیکھا تو پیچھے سے آواز دی۔

"کون سی لڑکی؟" صارم نے گھور کر دیکھا۔

"وہی جو چھت سے گری ہے۔"

اسد اور شہریار نے جھٹکے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کون سی لڑکی؟" صارم نے پریشانی سے پوچھا اور ساتھ موبائل سے رامین کی پکچر ڈھونڈنے لگا۔اس کے پاس رامین کی زیادہ پکچرز نہیں تھیں۔ریڈ ساڑھی میں لی گئی پکچر کو دکھانے کا وہ ارادہ نہیں رکھتا تھا۔اسے آج اندازہ ہوا تھا۔وہ ساڑھی کسی طور قابل قبول نہیں تھی۔

"وہی جو آپ کے ساتھ آتی ہے۔"

"یہ والی؟" ایک پکچر صارم کو مل ہی گئی تھی۔اس نے چوکیدار کو دکھائی۔

اس پکچر میں رامین کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا۔ کندھوں پر دوپٹہ ٹکائے وہ اس کے برابر کھڑی تھی۔ صارم کو وہ دن پوری جزئیات سے یاد آیا۔

چوکیدار غور سے اس پکچر کا معائنہ کرنے لگا۔

"اتنا کیا گھور رہے ہو؟ ہے کہ نہیں؟" صارم غرایا۔

"سر آپ کے ساتھ ایک ہی تو آتی ہے۔" چوکیدار منمنایا۔

"تو پھر کیوں گھور رہے ہو؟ کیا ہوا تھا؟"

وہ سب بتاتا چلا گیا۔

چوکیدار کی بات سن کر وہ تینوں پریشان ہو گئے۔

رامین سن سی چل رہی تھی۔ سر پر آسمان تو تھا پر پیروں تلے زمین کب کھسکی اسے پتا نہیں چلا۔

سیکنڈ لاسٹ

ZNZ
Zubi Novels Zone

وہ آٹھ منزلہ عمارت پر محیط بلڈنگ کی چھت سے نیچے گری۔نیچے سے گزرتی گاڑی کے بونٹ سے جا ٹکرائی۔گاڑی کی رفتار تیز ہونے کے باعث وہ دور مین روڈ پر جا گری۔

بھاگتی دوڑتی گاڑیوں کو جھٹکے سے بریک لگے اور تائر چرچرا اٹھے۔ پُرسکون ماحول ایک دم سے افراتفری میں بدل گیا۔

ٹریفک کا بے ہنگم شور لوگوں کی چیخ وپکار سے ماحول میں ارتعاش برپا ہوا۔ لمحے میں بھاگتی دوڑتی دنیا ساکت ہوئی اور سڑک خون سے بھر گئی۔

گاڑی والے پر لوگ چلانے لگے۔

"مجھ پر چلانا بند کریں۔ میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا۔ یہ لڑکی اس بلڈنگ سے گری ہے۔ مجھے تو پتا بھی نہیں تھا۔

کوئی اس بے چاری کو ہاسپٹل لے کر جاؤ مر جائے گی۔ بہت خون بہہ رہا ہے۔"

"ان کی فیملی کو بتا دیں۔ میں انہیں سٹی ہاسپٹل لے کر جا رہا ہوں۔"

اسی گاڑی والے نے رامین کے بے سدھ پڑے وجود کو اٹھا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور گاڑی آگے بھگا لے گیا۔

ایمرجنسی میں رامین کاٹریٹمنٹ شروع کیا گیا۔

پہلے تو اسے خودکشی کیس کے باعث ڈاکٹراس کاٹریٹمنٹ کرنے سے انکاری تھے پھراس گاڑی والے نے کسی طرح اپنے اثرورسوخ کا استعمال کر کے ٹریٹمنٹ شروع کروایا۔

رامین کا خون بہت ضائع ہو چکا تھا۔اسی بندے نے اس کا بلڈ ارینج کروایا تھا۔

بازواور ٹانگوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔پٹیوں سے جکڑا اس کا وجود وہ زندہ تھی مگر کسی لاش کی طرح۔اسے ہوش نہیں آرہا تھا۔

وہ بندہ ابھی تک وہیں موجود تھا۔اس لڑکی کے گھر والوں کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔

ایسا کیا ہوا تھا جو اتنی کم عمر لڑکی کو خودکشی کرنی پڑی؟

اس شخص کی فلائٹ کا ٹائم ہو چکا تھا۔اسے اب نکلنا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

وہ ڈاکٹر سے اس لڑکی کا ٹریٹمنٹ مکمل کرنے کی تاکید کرتا وہاں سے چلا گیا۔

صارم ریش ڈرائیو کر رہا تھا۔اس کی گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔وہ علی شاہ کو کال پر بتا چکا تھا۔خود اس کا رخ ہاسپٹل کی طرف تھا۔

"صارم تم تو یہی چاہتے تھے کہ تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے۔اب وہ مر کے چھوٹے یا زندہ رہ کر۔تمہاری تو جان بخشی ہو گی۔دعا کرو وہ مر ہی جائے کیونکہ جیتے جی تو تم اسے چین نہیں لینے دو گے۔" شہریار نے جان بوجھ کر اپنے لفظوں کے ذریعے اس کے دل پر وار کیا۔

صارم نے بے بسی سے سر نفی میں ہلایا۔

اس کے دل کو کچھ ہو رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ہاسپٹل کے باہر گاڑی روکتے ہی وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر پاگلوں کی طرح اندر بھاگا۔

"اسے کیا ہوا؟اس کے لیے تو یہ انتقام تھا جو ختم ہوا۔" اسد نے حیرت سے پوچھا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ بند کیا۔

"یہ رامین سے محبت کرتا ہے اور بدقسمتی سے اس بات سے خود بھی انجان ہے۔ دیکھا نہیں تھا اس کی تصویر گارڈ کو گھورتے دیکھ کر کیسے جھاڑ دیا تھا۔حالانکہ خود اسے روندرہا تھا۔" شہریار نے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"رامین خالد۔۔" صارم نے ریسیپشن پر جاکر تیزی سے کہا۔

ریسیپشن پر موجود لڑکی نے تیزی سے ٹائپنگ کرکے چیک کیا۔

"سوری سر اس نام کی ہمارے پاس کوئی پیشنٹ نہیں ہے۔"

"یہ کیسے ممکن ہے آج ایمر جنسی میں آئی ہے۔ چھت سے گری ہے۔"

"دیٹ وے سر۔" اس لڑکی نے اشارہ سے راستہ بتایا۔

وہ تیزی سے بھاگا۔ شہریار اور اسد بھی اس کے پیچھے تھے۔

ایمرجنسی وارڈ میں جاکر صارم نے رامین کو تلاشا پر نظریں خالی لوٹیں۔

"ایکسکیوزمی ڈاکٹر آج شام میں ایک لڑکی آئی ہے ایمرجنسی میں۔ وہ کہاں ہے؟"

"آئی سی یو میں ہیں۔ کہاں تھے آپ؟ کیا لگتی ہیں وہ آپ کی؟" ڈاکٹر نے فکرمندی سے بتایا۔

"وائف ہیں میری۔"

"آئیں میرے ساتھ۔"

"وہ ٹھیک تو ہیں نا۔"

"آئی وش میں ایسا کہہ پاتا۔ وہ زندہ ہیں لیکن حالت بہت خراب ہے۔ کوما میں جا چکی ہیں۔ بہت زیادہ انجریز آئی ہیں۔ ہڈیاں ٹوٹی ہیں۔۔"

"کیا؟" صارم کو شاک لگا۔ وہ لڑکھڑایا۔ پاس کھڑے اسد نے اسے سہارا دیا۔

"اسے کب تک ہوش آجائے گا؟"

"سر پر چوٹ بہت گہری ہے۔ کہنے کو دو دن میں آجائے نہ آنے کو ساری زندگی نہ آئے۔"

صارم نے رامین کے پٹیوں سے جکڑے وجود کو دیکھا۔ جو اس وقت ہر احساس سے عاری ساکت اور منجمد۔

صارم کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے۔

ڈاکٹر صارم کا کندھا تھپک کر آگے بڑھ گیا۔

ان تینوں کو چپ لگ گئی تھی۔ وہ تینوں کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں رہے تھے۔

"یہ میں نے کیا کر دیا؟" صارم نے بہتی آنکھوں سے کہا۔

"کیا ہوا ہے صارم رامین ٹھیک ہے؟" علی شاہ نے ان کو کاریڈور میں کھڑے دیکھا تو ان کی طرف آئے۔

صارم باپ کو دیکھ کر ان سے لپٹ کر بچوں کی طرح رونے لگا۔

"ڈیڈ میں نے اسے مار دیا۔ میری وجہ سے وہ زندہ لاش بن گئی۔"

"کیا ہوا ہے؟"

"کیا ہوا ہے صارم؟" علی شاہ نے اسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا۔

صارم شرمندگی اور احساس جرم سے نظریں جھکا گیا۔

وہ بہتی آنکھوں سے علی شاہ کو شروع سے آج تک بتانے لگا۔

اس کی ساری بات سنتے ہی علی شاہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ اسے رسید کیا۔

"یہ کیا کیا صارم تم نے؟ایک ہنستے گھر کو برباد کر دیا۔ایک لڑکی ایکسپلوئٹ کر دی۔اگر وہ لڑکی تم سے بات نہیں کرتی تھی تو اس بات کو انا کا مسئلہ کیوں بنا لیا؟"

"تمہاری اس نام نہاد ایگو نے اس لڑکی کے سر سے باپ کا سہارا چھین لیا اور اب تم نے اس کے خاندان سے ان کا واحد سہارا بھی چھین لیا۔یہ تم نے کیا کیا؟ ابھی میں نے تم پر ہاتھ اٹھایا ہے مجھ سے بھی انتقام لو۔مارو مجھے۔مجھے بھی برباد کرو۔"

رانیہ اور فرح بیگم جو پیچھے ہی آچکی تھیں۔ان کی سب باتیں سن کر بھونچکارہ گئیں۔

"ڈیڈ آپ کہیں نا اس سے میں مر جاؤں گا۔اس احساس سے کہ یہ میں نے کیا کر دیا؟آپ اسے کہیں نا کہ اٹھ جائے ورنہ میں مر جاؤں گا۔"

"رامین کیسی ہے؟ کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے ناصارم بھائی؟" رانیہ تیزی سے آگے آئی۔اس کے لہجے میں ہزار اندیشے تھے۔

"صارم بھائی کیوں کہہ رہی ہو؟ صارم ایگواسٹک کہو یہ کیا بتائے گا یہ ہی تو تمہاری بہن کے اس حال میں ہونے کی وجہ ہے۔وہ آج جس مقام پر ہے وہاں پہنچانے والا ہی یہ ہے۔"

"دیکھا میں نہ کہتا تھا دال میں کچھ کالا ہے۔تمہاری بہن ایسے ہی ایاز کے رشتے سے انکار نہیں کر رہی تھی۔" حسن نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

رابعہ خاموش رہی۔

"رامین کا کردار پہلے دن سے ہی مشکوک تھا۔" حسن نے ایک بار پھر آگ لگائی۔

"اپنے کردار کے بارے میں کیا کہو گے۔ایک کم عمر اور کم تعلیم یافتہ لڑکی کے ٹکڑوں پر پلنے والے خاندان کے بارے میں کیا کہو گے؟ تم سب نے مل کر اس لڑکی کو تباہ کر دیا۔"

"کبھی اسے اپنی بہن کا گھر بچانا تھا، کبھی ماں کو بیٹے کی کمی نہ ہو، کبھی باپ کے خواب کو اپنا خواب بنا کر پورا کرنے کی فکر اور کبھی تمہارے جیسے انسان سے اپنی عزت بچانے کی فکر۔" علی شاہ نے صارم کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے اسے دھکا دیا۔

صارم کا سر جھکا ہوا تھا۔

"اور مجھ سے غلطی وہاں ہوئی صارم جب میں نے اس معصوم کی ذمے داری تمہیں دے دی۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی۔"

علی شاہ تھک کر پاس پڑی چیئر پر بیٹھ گئے۔

حسن شرمندگی سے سر جھکائے کھڑا تھا۔

فرح بیگم رابعہ رانیہ اور صارم ان سب کی آنکھوں سے پچھتاوے کے آنسو رواں تھے۔

ہاسپٹل روم میں رامین کے آس پاس اس کے سبھی اپنے موجود تھے۔

سب کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔ کسی کو آج اس سے پیسے نہیں چاہیے تھے۔ سب اس کی زندگی کے لیے دعا گو تھے اور یہ سب دیکھنے کے لیے رامین وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔

اسے یہ شکوہ تھا کہ اپنے پاپا کے انتقال کے بعد اس نے تمام رشتے کھو دیے لیکن آج وہ تمام رشتے اس کے پاس تھے لیکن یہ تمام رشتے محسوس کرنے کے لیے رامین وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔

رانیہ رامین کے ڈاکٹر سے مل کر آئی اور رو رہی تھی۔ اس نے رامین کی میڈیکل فائل کی پکچر اپنے ٹیچر کو سینڈ کی تھی۔ جن کے مطابق رامین کی باڈی کسی بھی میڈیسن کو رسپانس نہیں کر رہی۔ جیسے وہ جینے کی تمنا چھوڑ چکی ہے۔

رانیہ روتے ہوئے رامین کے پاس بیٹھی۔

"رامین دیکھو ہم سب تمہارے پاس ہیں۔پلیز جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔آج ہم میں سے کسی کو تم سے کچھ نہیں چاہیے۔صرف تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔پلیز ٹھیک ہو جاؤ۔"رانیہ اس کا پکڑے اس سے مخاطب تھی۔

رابعہ نے روتے ہوئے رانیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ روتے ہوئے رابعہ کے گلے لگ گئی۔

"آپی آپ اسے بولیں نا ایسے مت کرے۔"رانیہ نے بلکتے ہوئے کہا۔ان دونوں سے رامین کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔

ہماری کمپنی کا رول ہے اگر کسی ایمپلائے کو کچھ ہوتا ہے تو کمپنی تمام تر اخراجات پورے کرتی ہے اور ہر مہینے اس کی فیملی کو اس کی سیلری کا ایک حصہ دیتی ہے۔

اس میں میرا کیا فائدہ ہے؟ صارم ایک بار پھر دیوار سے سر ٹکائے آنکھیں موند گیا۔

آنسو ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے نکلنے لگے۔

کہتے ہیں مرد روتے نہیں ہیں کیوں نہیں روتے؟ وہ بھی تو انسان ہوتے ہیں۔

جب وار دل پر ہو اور کاری ہو تو ضبط ٹوٹ جایا کرتے ہیں اور مضبوط سے مضبوط مرد بھی چھلک پڑتے ہیں۔ جیسے صارم شاہ آج رامین خالد کے لیے رو رہا تھا۔

اسے آج اور اسی پل یہ ادراک ہوا تھا کہ اسے رامین خالد سے محبت ہے بے پناہ محبت۔۔۔

رانی خاموشی سے صارم کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔

"آپ کیوں رو رہے ہیں سر؟ آپ کا انتقام تو پورا ہوا۔"

"ایسا مت کہو رانی۔ تمہارے لیے میں پہلے دن بھی صارم بھائی ہی تھا اور آج بھی وہی ہوں۔ رامین سے انتقام تو صرف ایک بہانا تھا۔ میرا دل تو کب کا دغا دے گیا تھا۔ یہ دل تو آج بھی اس کے پاس رہنے کی ضد کرتا ہے۔ تبھی اسے تنگ کرنے

کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔ میرا چین میرا سکون اندر بے سدھ پڑی لڑکی کے وجود میں ہے۔

بے بس وہ ہی نہیں میں بھی ہوں۔"

"مجھے ایسا لگ رہا ہے میں زندہ ہو کر بھی زندہ نہیں ہوں۔ سانس تو لے رہا ہوں پر جی نہیں رہا۔

پیروں تلے زمین اور سر کے اوپر آسمان نہیں۔"

رانی کی آنکھیں بھی برابر برس رہی تھیں۔

"صارم بھائی ہم سب اس کے مجرم ہیں۔"

دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ اس خاموشی کو صارم نے ہی توڑا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"رانی تم تو میڈیکل سٹوڈنٹ ہو۔ تم رامین کی میڈیکل رپورٹس پڑھ کر بتاؤ۔ وہ کب تک ٹھیک ہو گی؟ اور پلیز کچھ ایسا مت کہنا کہ تمہارے صارم بھائی کا دل دھڑکنا بھول جائے۔"

"صارم بھائی رامین کی باڈی کسی میڈیسن کو رسپانس نہیں کر رہی۔ وہ ہم سب سے شدید ناراض ہے۔"

"وہ ہم سب سے ناراض ہو سکتی ہے رانی لیکن تم سے نہیں۔ وہ تم سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ پلیز تم اسے کہو۔ وہ تمہاری ہر خواہش پوری کرنا چاہتی ہے۔"

رانی کی آنکھوں میں بھی شرمندگی کے آنسو تھے۔

رامین کو گھر آئے دو ماہ ہو چکے تھے لیکن حالت تا حال وہی تھی۔

علی شاہ نے اسے گھر شفٹ کروالیا تھا اور ایک کل وقتی نرس اس کے سر پر ہائر تھی کیونکہ ڈاکٹرز کے مطابق رامین کو ہوش کب آئے گا؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا۔

وہ ان کی بہو تھی۔ان کے بیٹے کی ذمے داری تھی۔اس کا سارا ٹریٹمنٹ وہ خود کروا رہے تھے۔

رامین صارم کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں۔یہ رامین ہوش میں آنے کے بعد ڈیسائیڈ کرے گی۔

صارم یو ایس کے ڈاکٹرز سے بھی رامین کی میڈیکل رپورٹس ڈسکس کر چکا تھا۔ انہوں نے بھی کوئی مثبت جواب نہیں دیا تھا۔

شب و روز سست روی سے گزر رہے تھے۔علی شاہ ہفتے میں ایک بار آکر اس کی کنڈیشن ضرور دیکھتے تھے۔اگر وہ صارم کی بیوی نہ بھی ہوتی تو بھی وہ انہیں بہت عزیز تھی۔

چھ مہینے ہو چکے تھے اور صارم روز آفس سے واپسی پر اس کے پاس آتا تھا۔وہ کافی دیر اس کے پاس بیٹھ کر ڈھیروں باتیں کرتا تھا۔

آج بھی وہ سیدھا آفس سے آیا تھا۔اس نے رانی کی طرف دو اینویلپ بڑھائے تھے۔ایک میں رانی کی فیس تھی اور دوسرے میں رامین کی سیلری تھی۔۔

ہر مہینے جب وہ اینویلپ دیتا تھا۔اسے اپنا کہا جملہ یاد آتا تھا کہ اگر کوئی ایمپلائی سروائیو نہیں کر پاتا تو کمپنی اُس کی سیلری اُس کی فیملی کو بصورت پینشن دیتی ہے۔

صارم اور رانی اکٹھے چائے پیتے اور رامین سے ڈھیروں باتیں کرتے۔وہ دونوں اپنی دن بھر کی روئے داد اسے سناتے۔

"رومی یار کب اٹھو گی؟میں تمہیں بہت مس کرتا ہوں۔"صارم نے ہمیشہ کی طرح دہرایا گیا جملہ آج پھر دہرایا اور اس کے ہاتھ کو چوما۔

"تم اُٹھو گی تو ہی کوئی سزا دو گی لیکن چپ رہ کر اتنی لمبی سزا مت دو۔"

"آئی لو یو۔" صارم نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

اس لمس میں کیا کچھ نہیں تھا۔ محبت، دیوانگی، تڑپ، عقیدت، احترام۔۔۔

"صارم آگے بڑھ جاؤ۔ اسے جب بھی ہوش آئے گا۔ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہے گی۔ موو آن کر جاؤ۔" ثمینہ شاہ نے تکلیف سے کہا۔

"نہیں مام میں موو آن نہیں کروں گا۔ جب تک اسے ہوش نہیں آئے گا۔ بیشک وہ مجھے چھوڑ دے لیکن میں اس کا انتظار کروں گا۔" صارم نے قطعیت سے کہا۔

"ہاں ثمینہ میں بھی اسے موو آن نہیں کرنے دوں گا کیونکہ پہلے بھی یہ اسے پیچھے کر کے آگے بڑھ گیا تھا۔ اب اس کی زندگی جامد کر کے اسے آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔" علی شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"وہ چاہے اسے معاف کرے یا نہ کرے۔ وہ اس کے لیے چاہے جو بھی سزا منتخب کرے گی۔ وہ سزا اسے بھگتی ہو گی۔ چاہے وہ اسے ایکسیپٹ کرے یا نہ کرے۔ اسے اس کا انتظار کرنا ہو گا۔" علی شاہ نے مزید کہا۔

"شہریار تمہارا بھائی حمزہ ہاسپٹل تعمیر کروا رہا تھا۔" صارم نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔

"ہاں بالکل ہاسپٹل تعمیر ہو چکا ہے اور بہت اچھا جا رہا ہے۔ کیوں تمہیں کوئی فیمیل ڈاکٹر چاہیے؟" شہریار نے شرارت سے کہا۔

"ہاں ایک فیمیل ڈاکٹر کے لیے سیٹ چاہیے۔" صارم نے تمہید باندھی۔

"کیا مطلب پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہو؟"

"پہیلی نہیں صاف صاف بات ہے ایک فیمیل ڈاکٹر کے لیے سیٹ چاہیے۔

جاب پرمننٹ ہونی چاہیے۔انسینٹوز بھی ملنے چاہئیں اور پروٹوکول بھی خاص ہونا

چاہیے اور انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔سیٹ ہو یا نہ ہو مجھے سیٹ چاہیے۔"

صارم نے ڈھٹائی اور دھونس سے کہا.

شہریار نے قہقہہ لگایا۔

"یہ ڈھٹائی اور اس کی ڈھٹائی صارم پر ہی سجتی ہے۔"

"سیٹ ہو پروٹوکول ہوا نسینٹوز ہوں فل مالکان والی فیل چاہیے تو حمزہ سے رشتہ

پکا نہ کروادوں؟"

"گریٹ آئیڈیا گر لڑکا لڑکی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔" صارم نے بھی قہقہہ

لگایا۔

"مالکن بننا کسے ہے؟"

"میری اور رامین کی بہن ڈاکٹر رانیہ خالد۔اپنے بیچ کی ٹاپر ہے۔بہت قابل بہت محنتی۔۔اور حمزہ کے لیے بہت خوبصورت بہت دلکش بہت حسین بہت معصوم اور دل کی بہت اچھی پرفیکٹ میچ۔"

"شرم کر ایک طرف بہن کہہ رہا ہے اور دوسری طرف خوبصورتی پر قصیدے بھی پڑھ رہے ہو۔۔"

"بے غیرت بہن بھی پیاری لگ سکتی ہے۔دیکھنے کا نظریہ مختلف ہوتا ہے۔"

صارم نے اسے شرم دلائی۔

"کب بھیجوں؟"

"کل صبح میں حمزہ کو بتادوں گا۔۔"

"حسن صحیح کام کر رہا ہے؟"

"ہاں بالکل میں اس کی پروگریس سے بہت مطمئن ہوں۔"

"خیال رکھنا اس کا بھی۔"

"کیوں میں اس کی بیوی ہوں؟"

"نہیں باس۔"

دونوں ہنس پڑے۔

صارم نے کال کاٹ کر موبائل ایک طرف رکھا۔

حسن کے بعد وہ رانی کی جاب کا مسئلہ بھی حل کر چکا تھا۔

رامین کے دو بڑے مسئلے سولو ہو چکے تھے۔

اب رامین اٹھ کر میری زندگی کا بھی سب سے بڑا مسئلہ حل کرو۔ صارم خیالوں میں رامین سے مخاطب تھا۔

"رامین تم جب بھی آفس سے آتی تھی۔میں تمہیں پانی پلاتی تھی۔یار اب تمہیں بھی مجھے پانی پلانا چاہیے۔"

"میں بھی اب تمہیں پانی پلا سکتی ہوں۔کہو تو پلاؤں؟"رامین نے سادگی سے کہا۔

غٹاغٹ پانی پیتی رانیہ نے جھٹکے سے رامین کو دیکھا۔

"رامین یہ تم بولی تھی؟"رانی نے بے یقینی سے رامین کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر تصدیق چاہی۔

رامین نے نقاہت زدہ پر دلکش مسکراہٹ اچھالی اور سر اثبات میں ہلایا۔

"رامین تم اٹھ گئی؟"رانیہ خوشی سے چلائی اور گلے لگ گئی۔

"امی دیکھیں اللہ نے ہم پر کرم کر دیا۔امی جلدی آئیں۔"رانیہ خوشی سے چلا رہی تھی۔

"اسے ہوش کب آیا؟"رانیہ نے پاس کھڑی نرس سے پوچھا۔

"دو گھنٹے پہلے ڈاکٹر۔"

"بتا نہیں سکتی تھی؟"

"میم نے منع کیا تھا۔وہ آپ کو سرپرائز دینا چاہتی تھیں۔"

"رانی میں لیٹ ہو گئی نا آنے میں؟تم لوگ زیادہ پریشان تو نہیں ہوئے تھے؟"

آنسو بہاتی رانیہ اور شدت سے رو دی۔

"ہم نے تمہیں بہت مس کیا۔صارم بھائی بھی روز تم سے ملنے آتے ہیں۔وہ آنے والے ہیں۔ہم انہیں بھی سرپرائز دیتے ہیں۔حسن بھائی کی بھی جاب لگ چکی ہے۔"

"واہ یہ کایا کیسے پلٹ گئی؟تمہاری یونی کیسی جا رہی ہے؟"

رانیہ خاموش ہو گئی۔ کسی بھی پیشنٹ خاص کر اپنے عزیز کو یہ بتانا کہ وہ زندگی کے کتنے ماہ و سال بے خبری کی دنیا میں رہا بہت مشکل ہوتا ہے۔

کمرے سے باہر کھڑے صارم نے جب یہ معجزہ دیکھا تو وہ تڑپ کر اندر آیا۔

"رومی تمہیں ہوش آ گیا کتنا تڑپایا ہے تم نے ہمیں۔" صارم اس کے ساتھ لگا اور اسے خود میں بھینچ لیا۔

رامین کی بے ساختہ نگاہ رانیہ کی طرف اٹھی۔

"رانی اسے کہو یہ یہاں سے چلا جائے۔"

رامین نے چہرہ موڑتے ہوئے کہا۔

"ایسا مت کہو رامین کتنے ماہ و سال تمہارے لیے تڑپا ہوں۔" صارم نے تکلیف سے کہا۔

رامین نے حیرت سے صارم کو اور پھر رانی کو دیکھا۔

"آج ڈیٹ کیا ہے رانی؟"

"آج تمہاری ہم سے ملنے کی ڈیٹ ہے۔" رانی نے اسے ٹالا۔

اس کے لیے رامین کو بتانا بہت مشکل تھا لیکن وہ اسے اٹھتے ہی یہ جھٹکا نہیں دے سکتی تھی۔۔

صارم نے اشارے سے نرس کو بھیج دیا۔

"ڈیٹ کیا ہے رانی؟" رامین کو کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہوا۔

"پانچ اپریل۔"

"وہ نرس نے بھی تمہیں ڈاکٹر کہا ہے نا؟ ایئر بتاؤ۔"

"رامین۔۔۔" رانیہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ٹوینٹی ٹوینٹی نائن۔" رامین نے صارم کے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر ایئر دیکھا۔

"چار سال۔۔۔" رامین نے صدمے سے ایئر پڑھا۔

"چار سال بیس دن بارہ گھنٹے چالیس منٹ."صارم نے کرب سے ٹائم دہرایا۔

"تم نے میری زندگی کے اتنے قیمتی ماہ و سال ضائع کر دیے۔"

"تم آرام سے سوتی رہی۔ایک ایک لمحہ تڑپا ہوں میں تمہارے لیے۔"

"بکواس بند کرو صارم شاہ اب چلے جاؤ۔ تم نے پہلے بھی میرے خواب نوچے۔
ایک بار پھر تم نے میرے اور میری بہن کے خواب نوچے۔"

"رومی صارم بھائی بہت اچھے ہیں۔انہوں نے تمہارا خواب پورا کیا ہے۔میری
ڈاکٹر بننے میں،میری جاب کے لیے،حسن بھائی کی جاب۔سب کچھ سیٹ ہو گیا۔
یہ سب کچھ صارم بھائی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔"

رامین تکلیف سے ہنس پڑی۔

"میرے خواب نوچنے میں،مجھے پامال کرنے میں،میرے پاپا کو مارنے میں،میرا
دل توڑنے میں،وہ جذبات جو میں اپنے لیے ممنوعہ قرار دے چکی تھی۔انہیں

روندنے میں، میری مجبوریوں کا فائدہ اٹھانے میں، اس آوارہ شہر یار اور اسد کے ساتھ میرا مذاق اڑانے میں اور مجھے اس حال میں پہنچانے میں بھی تمہارے صارم بھائی نے پورا کردار ادا کیا ہے۔"

"میں امی کو دیکھ کر آتی ہوں۔ کہاں رہ گئی ہیں؟" رانی وہاں سے چلی گئی۔

وہ چاہتی تھی تھوڑی دیر صارم رامین سے خود بات کرے۔ صارم نے ایک بار پھر رامین کو خود میں بھینچ لیا۔

رامین نے اسے خود سے دور کیا اور غصے سے اسے دیکھا۔

صارم نے اس کی دونوں آنکھوں پر باری باری اپنے تشنہ لب رکھے اور اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اس کا عکس واضح تھا۔ اس کے لمس میں محبت اور والہانہ پن واضح تھا۔

"آئی لو یو سو مچ رومی۔"

"آئی ہیٹ یو صارم۔"

"آئی ڈیزرو دس رومی۔"

"یہاں سے چلے جاؤ صارم ورنہ اس بار میں علی انکل کو خود بتادوں گی۔"

"میں جارہاہوں تاکہ تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ تمہیں مجھے کیا سزا دینی ہے۔" صارم نے کچھ نوٹ رامین پر سے وارے اور باہر نکل گیا۔

رامین کی آنکھوں سے بے تحاشا آنسو ٹوٹ کر گرے۔

Zubi Novels Zone

رامین کی طبیعت سنبھل رہی تھی۔ اتنی لمبی بیماری کے بعد اس کی ٹانگیں اس کا وزن اٹھانے سے انکاری تھیں۔ جسم میں نقاہت اور کمزوری حد سے زیادہ تھی۔ اس لیے اس کا خاص خیال رکھا جارہا تھا۔ روز فزیو تھیراپسٹ آتی اور اس کو ایکسر سائز کرواتی۔ چھ مہینے لگے تھے رامین کو مکمل چلنے کے لیے۔ اس دوران

صارم بھی روز آتا تھا۔رامین کی ساری ناراضگی کے باوجود بھی وہ اس سے ڈھیروں باتیں کرتا۔چاہے رامین اسے کوئی جواب نہ دیتی۔وہ روز رامین کے لیے کچھ نہ کچھ لے کر آتا تھا۔وقت دھیرے دھیرے گزر رہا تھا لیکن اب صرف فرق اتنا آیا تھا کہ جب صارم آتا تو رامین صرف نظر اٹھا کر اسے دیکھ لیتی۔ صارم کے لیے یہ بھی غنیمت تھا۔رانی اسے چائے پر بھی روک لیتی اور چائے کے دوران جب صارم اور رانی باتیں کرتے تو رامین ایسا ظاہر کرتی جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا لیکن وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ وہ ان کی ہر بات غور سے سنتی ہے۔

رامین کو ایک بار پھر ایسا محسوس ہونے لگا جیسے اس کا دل بغاوت کر رہا ہے لیکن اب کی بار وہ ایسا کچھ نہیں ہونے دے گی۔وہ اب کی بار اپنے جذبات کو کھلونا نہیں بننے دے گی۔

صارم کے جاتے ہی اس نے فیصلہ کن انداز میں اپنا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا۔ جو پہلی ہی بیل پر کال اٹھا لی گئی۔

"کیسی ہو رامین بیٹا؟" علی شاہ کے لہجے میں رامین کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

"ٹھیک ہوں انکل۔" رامین نے خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

"تو پھر میرا بیٹا جاب کب سے جوائن کر رہا ہے؟"

"نہیں انکل میں اب سے یہ جاب کنٹینیو نہیں کر سکتی۔"

"لیکن کیوں بیٹا؟ صارم کی وجہ سے یہ فیصلہ کر رہی ہو تو اس کی طرف سے بے فکر رہو۔ میں تمہیں گارنٹی دیتا ہوں۔ وہ تمہیں تنگ نہیں کرے گا۔ ان فیکٹ تم اب اس کے انڈر بھی کام نہیں کرو گی۔"

"نہیں انکل میں یہ شہر چھوڑ کے جانا چاہتی ہوں. کیاایسا ہو سکتا ہے کہ میری جاب اسلام اباد میں سیٹل ہو جائے؟"

"بالکل بیٹا کیوں نہیں۔"

"تھینک یو سو مچ انکل آپ پلیز میری جاب اسلام اباد میں سیٹل کروا دیں۔"

"بیٹا اس معاملے میں آپ بالکل بے فکر ہو جاؤ۔ جانے کی تیاری کرو۔"

"انکل ایک بات اور پلیز اس بارے میں صارم کو کچھ پتا نہ چلے۔"

"بالکل بھی نہیں بے فکر رہو۔"

"بیٹا تم نے اپنے اور صارم کے رشتے کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" علی شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں انکل وہ مجھے کبھی ڈیورس نہیں کرے گا اور میں اب اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو جو جیسا چل رہا ہے چلتا رہے گا۔"

"اپنا خیال رکھنا۔"علی شاہ نے کال منقطع کر دی۔

لاسٹ ایپیسوڈ

ZNZ Zubi Novels Zone

رانیہ بہت اُداس تھی۔وہ آج ہاسپٹل سے ریزیگنیشن دے کر جا رہی تھی۔ڈاکٹر حمزہ نے اس کا اسلام آباد میں جاب کا انتظام بھی کیا تھا. جہاں اس نے جاتے ہی جوائننگ دینی تھی۔

ڈاکٹر حمزہ نے اپنے احساسات کا اظہار بھی رانیہ سے کیا تھا کہ وہ اسے چاہتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہاں سے نہ جائے لیکن رانیہ اپنی بہن کی خاطر یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ حالانکہ رامین نے اسے کہا تھا کہ وہ یہیں اپنی جاب کو مینٹینیو رکھے اور وہ اسلام آباد چلی جاتی ہے۔ وہ ہاسٹل میں رہ لے گی۔ کسی کو اپنی لائف ڈسٹرب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن رانیہ کا کہنا تھا کہ رامین نے اب تک سب کچھ تنہا فیس کیا ہے اور ایک بار پھر اسے تنہا ہی چھوڑ دیا جائے۔ وہ اس بات کے لیے بالکل بھی راضی نہیں تھی۔ اس لیے اس نے بھی رامین کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جب بچیاں ہی دوسرے شہر جا رہی تھیں تو فرح بیگم یہاں رک کر کیا کرتیں؟

لیکن رانیہ اپنا دل یہیں ڈاکٹر حمزہ کے پاس چھوڑ کر جا رہی تھی۔ اگر رامین کو ذرا سا بھی اندازہ ہوتا تو وہ رانیہ کو ساتھ لے جانے کی حامی کبھی نہ بھرتی۔

"کیا ہوا آج ڈاکٹر اتنا برہم کیوں ہے؟" شہر یار حمزہ کے پیچھے ہی اس کے کمرے میں آیا جو منہ لٹکائے بیٹھا تھا۔

"مجھے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی بھائی آپ بھی جائیں۔"

"یار تمہاری بھابھی نے آج اتنا مزے کا کھانا بنایا ہے اور تم مجھے جانے کا کہہ رہے ہو؟"

"ہاں بھائی آپ جا کر کھالیں مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"ایسے ہی کھالیں اور تمہیں بھوک کیوں نہیں ہے؟ مجھے بھی تو بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

"بھائی وہ کراچی چھوڑ کر جا رہی ہے۔"

"کون؟"

"رانیہ خالد۔۔ میرا دل لے کر وہ خاموشی سے یہ شہر چھوڑ کر جا رہی ہے۔"

"تو میرا بھائی چاہتا ہے کہ اسے روک لیا جائے."

"آف کورس بھائی میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔وہ بہت ہی قابل ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ میری محبت بھی ہے۔وہ دل پر حکومت کرنا بھی جانتی ہے۔"

"چلو تمہارا یہ مسئلہ میں ابھی حل کرواتا ہوں۔"شہریار نے مسکراتے ہوئے موبائل نکالا اور کال ملالی۔

"ہیلو صارم کیسے ہو؟"

صارم نے پہلی ہی بیل پر کال اٹھالی۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟"

"مجھے چھوڑو کہاں پہ ہو؟"

"سائٹ پر جارہا ہوں۔"

"تم سائٹ کے چکر لگاتے رہنا تمہاری زندگی سائیڈ سے گزر جائے گی."

"کیا بک رہے ہو سیدھا سیدھا بولو۔"

"سیدھا سیدھا یہ معاملہ ہے کہ تمہاری بیوی شہر چھوڑ کر جا رہی ہے۔"

"کب کیوں کس لیے؟"

"آج ہی جا رہی ہے تم سے بچ کر اور تم سے پیچھا چھڑانے کے لیے۔ باقی سوال کے جواب وہ خود دے گی۔"

"تمہیں کس نے بتایا؟"

"تمہارے ہم زلف نے۔"

"حسن نے۔"

"نہیں یار میرا بھائی تمہاری کسی گنتی میں نہیں ہے۔ایسا تو نہ کرو۔ میرا بھائی بھی بہت قابل ڈاکٹر ہے ہینڈ سم بھی ہے. تمہاری سالی کو بہت خوش رکھے گا۔"

"یار شہریار سیریس ہو جاؤ۔"

"آئی ایم ریئلی سیریس وہ آج شام کی ٹرین سے اسلام آباد جا رہی ہے۔"

”ٹرین میں جا رہی ہے دماغ خراب ہے اس کا۔ اتنی لمبی بیماری سے اٹھی ہے اور اتنا لمبا ٹریول کرے گی عقل سے بالکل ہی پیدل ہے۔"

"عقل سے پیدل صارم شاہ کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنے کے لیے عقل سے پیدل رامین خالد ہی چلنی چاہیے۔“

"بولنے میں تو غلطی کر رہا ہے رامین صارم۔“

"یار آپ دونوں تو اپنی باتوں میں لگ گئے ہو۔ میری ٹرین نکل جائے گی۔ بھائی آپ کہہ رہے تھے کہ آپ اسے روک لیں گے آپ تو یہاں یہ سب لے کر بیٹھ گئے ہیں۔" حمزہ تیزی دروازے کی طرف بھاگا۔

"میرے بھائی کیونکہ روکنے کا کام اب صارم کا ہے۔ صارم نے روک لیا تو تمہاری گاڑی بھی رک جائے گی۔“

"بات سن جگر میرے بھائی کا دل بھی اسی ٹرین میں اسلام آباد جارہا ہے جلدی پہنچو سٹیشن۔" وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اُترنے لگے۔

صارم نے گاڑی سٹیشن کے راستے پر ڈال دی۔

رامین رانیہ اور فرح بیگم سٹیشن پر پہنچ چکے تھے۔رابعہ حسن اور اپنی ڈیڑھ سالہ بیٹی عمارہ کے ساتھ انہیں سٹیشن پر چھوڑنے آئی تھی۔

ٹرین تیسرے پلیٹ فارم پر آنی تھی۔وہ لوگ اپنا سامان اٹھائے تیسرے پلیٹ فارم پر پہنچ چکے تھے۔ٹرین کے آنے کا انتظار تھا۔اسٹیشن پر بھانت بھانت کی بولیوں کا شور تھا۔

ان کی ٹرین آنے سے پہلے سائرن دے چکی تھی اور اپنے آنے کا پتا بھی دے چکی تھی۔

ٹرین کے پلیٹ فارم پر آتے ہی رش بڑھ گیا۔لوگ ایک دوسرے کو دھکا دے کر ٹرین میں چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے اور اپنا سامان رکھ رہے تھے۔

تینوں بہنوں اور فرح بیگم کی آنکھیں نم تھیں۔کب سوچا تھا انہوں نے کہ زندگی انہیں اس نہج پر لے آئے گی۔لوگ بھاگ رہے تھے اور وہ چاروں تھم گئی تھیں اور ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہی تھیں۔

رامین کا دل بھی یہاں سے جانے کا نہیں کر رہا تھا لیکن وہ مجبور تھی۔اسے یہاں سے جانا تھا۔اگر وہ یہاں رہتی تو صارم اسے چین سے نہ رہنے دیتا۔

پھولے پھولے گالوں والی دو پونیوں کو باندھے ڈیڑھ سالہ عمارا بہت خوبصورت بچی تھی۔وہ آنکھیں مٹکا مٹکا کر رامین کو دیکھ رہی تھی۔

رامین نے جھک کر اس بچی کے پھولے گالوں پر پیار کیا۔

عمارہ بھی ماں نانی اور خالہ کو آنسو بہاتا دیکھ کر بے چین تھی۔

صارم کوان کی سیٹ اور ڈبہ نمبر نہیں پتا تھا لیکن تیسرے پلیٹ فارم پر آتے ہی اسے دور سے ہی حسن نظر آگیا۔

وہ بھاگتا ہوا وہاں پہنچا۔

شہر یار اور حمزہ بھی اس کے پیچھے ہی تھے۔

رامین کی جیسے ہی نظر صارم پر اٹھی تو اس نے پلٹ کر رانیہ کو دیکھا۔

"تم نے بتایا ہے؟"

"نہیں رامین ٹرسٹ می۔"

"رومی پلیز مت جاؤ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟"

"صارم مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

"پلیز رومی ایسے مت کہو۔ میری بات ایک بار سن لو۔"

"رامین پلیز ایک بار توان کی سن لو۔" رانی نے رامین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسرار کیا۔

رامین خاموش ہو گئی۔ جیسے بات کرنے کا اشارہ دیا تھا۔

"پلیز مت جاؤ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟"

"کیوں تمہارا انتقام ابھی پورا نہیں ہوا؟" رامین نے صارم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کون سا انتقام میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

"تا کہ تم مجھے یہاں سے جانے کی سزا دے سکو؟"

"نہیں تا کہ میں اپنے دل کو قرار دے سکوں۔"

"صارم شاہ میں تم سے ڈیوورس کا مطالبہ نہیں کروں گی تا کہ تمہاری نام نہاد ایگو ہرٹ نہ ہو۔"

"تم یہاں سے جاتے ہوئے چار دل توڑ رہی ہو۔رانی حمزہ سے محبت کرتی ہے۔ تم نے آج تک رانی کی کوئی خواہش ادھوری نہیں چھوڑی تو آج ایسا کیسے کر سکتی ہو؟"

رامین نے بے یقینی سے رانی کی طرف دیکھا۔رانیہ نے بوکھلا کر صارم کو پھر حمزہ کی طرف دیکھا۔ جس نے اسے آنکھ ونک کی۔

"میں نے تو ڈاکٹر حمزہ کو کبھی نہیں ہتایا تو انہیں کیسے پتا چلا؟"رانیہ نے حیرت سے سوچا۔

رامین نے حمزہ کی طرف دیکھا۔

"آج بھی رانی کی کوئی خواہش ادھوری نہیں رہے گی۔"

"میں اور تم ہمارے دلوں کا کیا؟میں اور تم بھی تو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔"

Zubi Novels Zone

"تم اپنی بات کرو صارم۔ میں تم سے محبت نہیں کرتی۔" آنکھیں خاموشی سے آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔

"اگر تم مجھ سے محبت نہیں کرتی تو اب تک پینڈینٹ کیوں نہیں اتارا؟"

کمینہ پینڈینٹ نظر آبھی گیا۔ رامین نے گھور کر دیکھا۔

صارم تیر نشانے پر لگتا دیکھ مسکرا دیا۔

"میں بھی تو تم سے محبت کرتا ہوں۔"

"نہیں صارم مجھے دیکھ کر تمہاری ایگو ہرٹ ہوتی ہے اور غصہ ختم نہیں ہوتا۔ میں اپنی ذات کو مزید پامال ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔

تمہیں ایک اور موقع نہیں دے سکتی کہ تم اس آوارہ شہریار کے پاس بیٹھ کر پھر سے میرا مذاق بناؤ۔"

"میں آوارہ نہیں ہوں۔میں تو بیوی بچوں والا شریف انسان ہوں۔آوارہ یہ ہے۔اس کو زنجیریں ڈالنے کی ضرورت ہے۔"

"پلیز رومی مت جاؤ۔مجھے معاف کر دو۔"صارم اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

"صارم پلیز مجھے جانے دو۔"رامین نے بہتی آنکھوں سے کہا۔

"ٹھیک ہے اگر تم نہیں رکی تو یہ ٹرین پہلے مجھے کچلے گی اور پھر تمہارا اسلام آباد کا سفر شروع ہو گا۔"

رامین کے دل کو ہاتھ پڑا۔

"پھر تم کہو گے یہ انتقام تھا۔"

"تم دو تھپڑ اور لگا دینا۔"

"نہیں پھر میں تم سے انتقام لوں گی۔"رامین نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

"ہاں ٹھیک ہے پر پلیز مت جاؤ۔میں مر جاؤں گا تمہارے بغیر۔"

رامین نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔صارم نے اُسے ساتھ لگایا۔

پورا اسٹیشن تالیوں کے شور سے گونج اٹھا۔

"تم بہت بد تمیز ہو۔ہر کام دھونس سے کرتے ہو۔"

"میری ڈھٹائی کو تم مان جو لیتی ہو۔"صارم نے اس کے سر پر بوسہ دیا۔

رامین ہڑ بڑا کر پیچھے ہوئی۔

"آنٹی میں آج آپ کی بیٹی کا ہاتھ مانگتا ہوں۔"

"ایسے نہیں آپ گھر آئیں۔"حسن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہم گھر آکر رشتہ لے کر جائیں گے۔"شہریار بھی ایکسا ئٹڈ ہوا۔

"جی نہیں میں اسے ابھی رخصت کروا رہا ہوں۔اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

یہ اچانک پلٹ جائے گی۔

فار میلٹی ایونٹ اس ویکینڈ پر ہو گا۔" صارم نے رامین کا ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

"اوئے یار جا کہاں رہا ہے؟" شہریار بھی اس کے پیچھے تھا۔

"پہلے ہم سائٹ جائیں گے پھر گھر۔" صارم نے رامین کو آنکھ ونک کی۔

"سدھر جاؤ۔" رامین نے اس کے کندھے پر مارا۔

سبھی ہنس دیے۔

Zubi Novels Zone

رانیہ اور رابعہ سٹیج پر آئیں۔ان کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔

"بات سنو دودھ پلائی مجھ سے لے لینا ابھی اپنی رخصتی کی ڈیٹ فائنل کرواؤ۔"

شہریار کی سرگوشی بھی اتنی واضح تھی کہ سٹیج پر موجود سب نے سنا۔

سب ہنسنے لگے۔

"حمزہ تو تمہارا ہی ہے رانی دودھ پلائی مانگو۔"

سب کے چہرے خوشی سے ٹمٹمارہے تھے لیکن ان سب سے زیادہ خوشی صارم کی آنکھوں میں تھی۔

"صارم بھائی مجھے رامین کی خوشی چاہیے۔آپ وعدہ کریں اسے ہمیشہ خوش رکھیں گے۔" رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے پھر سے میرے لیے مانگ لیا۔اپنے لیے کچھ مانگو۔"

"یہ میرے لیے ہی ہے۔اس وعدے کو توڑیے گا مت ورنہ ہماری ناراضگی کنفرم ہے۔"

صارم نے مسکراتے ہوئے دو کیسز اُن کی طرف بڑھائے۔جن میں رنگز تھیں۔

"رومی اپنی رانی بہت جذباتی ہے بالکل تمہاری طرح۔ یہ اپنے لیے بھانجہ مانگتی تو میرا بھی فائدہ ہوتا۔" صارم نے شرارت سے کہا۔

رامین نے صارم کو گھور کر دیکھا۔ کیمرے کی آنکھ نے یہ منظر ہمیشہ کے لیے قید کر لیا۔

"یار صارم بھائی ہمارے بارے میں بھی سوچیں ہم کب تک بندھ کر کھلے رہیں گے ؟" حمزہ نے دہائی دی۔

"مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟ چاہو تو ابھی ابھی سٹیج پر بیٹھو اور رخصتی لے لو۔"

"بالکل نہیں حمزہ صارم بھائی خود آپ لوگوں نے کتنی شاپنگ کی ہے اور ہمیں ایسے ہی چلتا کریں گے۔ ہم بھی پہلے خوب ساری شاپنگ کریں گے پھر شادی۔" رانی نے ایکسائٹڈ ہوتے ہوئے کہا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"چلو بھئی حمزہ تمہاری دلہن تو تیار بیٹھی ہے۔کل سے شاپنگ شروع کرواگلے مہینے تم لوگوں کی دھوم دھام سے شادی ہو گی۔" شہریار نے فائنل کیا۔

حمزہ نے رانیہ کو محبت سے دیکھا۔

ہر طرف ان کے خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

دو سال بعد

Zubi Novels Zone

آج رانیہ کے بیٹے طلحہ کی پہلی سالگرہ تھی۔ سبھی رشتے دار مدعو تھے۔

پورا گھر بلو بلونز سے سجایا گیا تھا۔

رامین نے شرارتی سے طلحہ کو دیکھتے ہی اپنی بانہوں میں بھر لیا اور اسے چٹاچٹ پیار کرنے لگی۔

"صارم اسے دیکھو یہ پورا اپنی مما جیسا ہے شرارتی سا۔"

صارم اس کی طلحہ کی لیے والہانہ محبت کو عقیدت سے دیکھ رہا تھا۔

صارم نے اس کی ہر خوشی ہر سکھ کا خیال رکھا تھا لیکن ایک چیز جو اس کے بس میں نہیں تھی۔ وہ اولاد کا سکھ تھا۔

ڈاکٹر کے مطابق کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ کافی ٹائم کوما میں رہنے کی وجہ سے اس کی انر باڈی کافی کمزور ہو گئی تھی۔ اس لیے یہ سب ممکن نہیں ہو پا رہا تھا۔

صارم رامین کی اس تڑپ کو بہت دکھ سے دیکھتا تھا اور اس کی دعاؤں میں مزید شدت آ جاتی تھی۔

صارم نے جھک کر رامین کی بانہوں میں پکڑے طلحہ کو پیار کیا۔

صارم کی خوشبو رامین کو ڈسٹرب کرنے لگی۔

"طلحہ کے ساتھ ساتھ اس کی خالہ بھی بہت پیاری ہے۔" صارم نے رامین کو اپنے حصار میں لیا۔

کیمرے کی آنکھ نے ان کی یہ پکچر کیپچر کر لی۔

"اس کی آنکھیں اپنے پاپا پر گئی ہیں۔" صارم نے اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے تبصرہ کیا۔ صارم نے جھک کر کو پیار کیا۔ رامین نے مسکراتے ہوئے سر صارم کے کندھے پر ٹکا دیا۔

بہت دھوم دھام سے اس کا برتھ ڈے سیلیبریٹ کیا گیا۔

علی شاہ نے رامین کے لیے نیا آفس بنوایا تھا لیکن صارم اسے اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا اور اس کا ٹیبل اپنے آفس میں ہی رکھوایا تھا۔

دونوں کی زندگی بہت خوشحال گزر رہی تھی۔

وہ ابھی آفس سے واپس آئے تھے۔رامین روز کی طرح صارم کی ٹائی کی ناٹ کھولنے لگی۔وہ صارم کا ہر کام خود کرتی تھی۔صارم اس کی کمر میں بازو حمائل کیے اس پر جھکا۔

"صارم باز آؤ۔"

"کیوں میں اپنی زندگی کے ساتھ ہوں۔"صارم اس کی گردن پر جھکا اسے محسوس کر رہا تھا۔جب اچانک رامین اس کا حصار توڑ کر واش روم بھاگی۔

صارم فکر مند ہوا۔

واش روم سے رامین کی وومٹنگ کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

"رومی آر یو اوکے؟"صارم پریشانی سے پوچھنے لگا۔

"ہمم دل گھبرا رہا ہے۔"رامین نے چہرہ ٹاول سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کب سے؟"

"کافی دیر سے۔"

"اور یہ تم مجھے اب بتا رہی ہو؟

چھوٹا صارم آرہا ہے۔"

"بی سیریس صارم۔" رامین کا دل دھڑکا۔

"سیریس ہوں یار چلو ڈاکٹر کے پاس۔"

صارم بہت ایکسائٹڈ تھا۔

رامین نے اس نیوز کے سچ ہونے کی اور صارم کی دائمی خوشیوں کی دعا کی۔

وہ لوگ حمزہ کے ہاسپٹل گئے تھے۔وہاں رامین کے فور آٹیسٹ ہوئے اور اس خبر کی تصدیق ہوتے ہی ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

حمزہ اور رانی نے انہیں ہاسپٹل میں ہی کھانے پر روک لیا۔

گھر آتے ہی علی شاہ اور ثمینہ شاہ نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔

ثمینہ شاہ نے صدقے کے بکرے دیئے۔

تین سال بعد

رامین ٹرے میں دو گلاس اسٹرابیری شیک کے رکھے لان میں آئی۔

"صائم بیٹا شیک بریک۔" رامین نے لان ٹیبل پر ٹرے رکھی اور اپنے لاڈلے کو بلایا۔

صائم بال وہیں پھینک کر ماں کے پاس آیا۔

صارم بھی مسکراتے ہوئے اُن ماں بیٹے کے پاس چلا آیا۔

رامین نے مسکراتے ہوئے اپنے دوپٹے سے اس کا پسینہ صاف کیا اور پیار کیا۔

صارم شیک اٹھا کر ماں بیٹے کا پیار ملاحظہ کرنے لگا۔

رامین اُسے گود میں بٹھائے شیک پلا رہی تھی۔

"ڈیڈ اب میں جیتوں گا۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں شیک پی رہا ہوں اور میں سٹرانگ ہو گیا ہوں۔"

صائم شیک پی کر دوڑ گیا۔

"کیا صارم تم ایک بچے کو ہرا رہے ہو؟"

"میں اسے اس لیے ہراتا ہوں تاکہ اسے جیتنا آئے۔"

رامین گلاس اکٹھے کرتی اٹھی۔

"میں نے نوٹس کیا ہے تم صائم سے زیادہ محبت کرتی ہو۔ مجھ سے محبت نہیں کرتی۔ میں تم سے کرتا ہوں۔" صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔

رامین نے مصنوعی گھوری سے نوازا۔

"میں تمہارا پسینہ صاف کروں گی تو مجھے تم سے بھی محبت ہے؟"

رامین نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا اور صارم کے روبرو آکر اس کے ماتھے پر آیا پسینہ اپنے دوپٹے سے صاف کیا۔

"نہیں تم نے صائم کو پیار بھی کیا ہے۔"

رامین جانے لگی۔جب صارم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"صائم خود کو بہت اکیلا محسوس کرتا ہے۔"

"بالکل بھی نہیں صائم کے پاس تم ہو میں ہوں۔اس کے دادا دادو نانو ہیں اس کی عمارہ آپی ہیں طلحہ بھائی ہیں۔"

"صائم وانیہ کو مس کر رہا ہے۔"

"کون وانیہ؟"رامین حیران ہوئی۔

"ہماری کیوٹ سی چھوٹی سی رامین اچھا نام ہے نا؟" صارم نے محبت سے اس کے بال کے کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل صارم نے اپنی فیملی کے لیے کچھ ڈیسائیڈ کیا ہے تو غلط ہو سکتا ہے؟" رامین نے اس کے کندھے سے شرٹ کی نادیدہ سلوٹیں نکالتے ہوئے کہا۔

صارم اسے مسکراتے ہوئے ساتھ لگا گیا۔

"آئی لو یو وائفی۔"

"آئی لو یو ٹو صار۔۔۔"

"آئی لو یو ٹو مما۔" صائم رامین کی ٹانگوں سے آکر لپٹ گیا۔

رامین نے ہنستے ہوئے اسے گود میں اٹھا لیا۔

"سارے رومینس کا بیڑا غرق کر دیا تمہارے بیٹے نے۔" رامین ہنستے ہوئے صارم کو دیکھنے لگی۔ جو افسوس سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"آئی لو بوتھ آف یو۔" رامین نے صائم کے دونوں گالوں پر پیار کیا۔

"مماڈیڈ کو بھی کریں۔" صائم نے اس کی گردن کے گرد بازو رکھے۔

"صائم مما مجھے پیار بعد میں کریں گی۔" صارم نے رامین کے گرد بانہیں حمائل کیں۔

رامین گھور کر رہ گئی۔

"آئی لو مائی ہول ورلڈ۔" صارم نے رامین کے سر پر اور صائم کے گال پر بوسہ دیا۔

صارم اپنی اس چھوٹی سی فیملی کے ساتھ بہت خوش تھا۔ بس اسے اب اس فیملی میں وانیہ کا اضافہ چاہیے تھا۔

ختم شد

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کرسکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

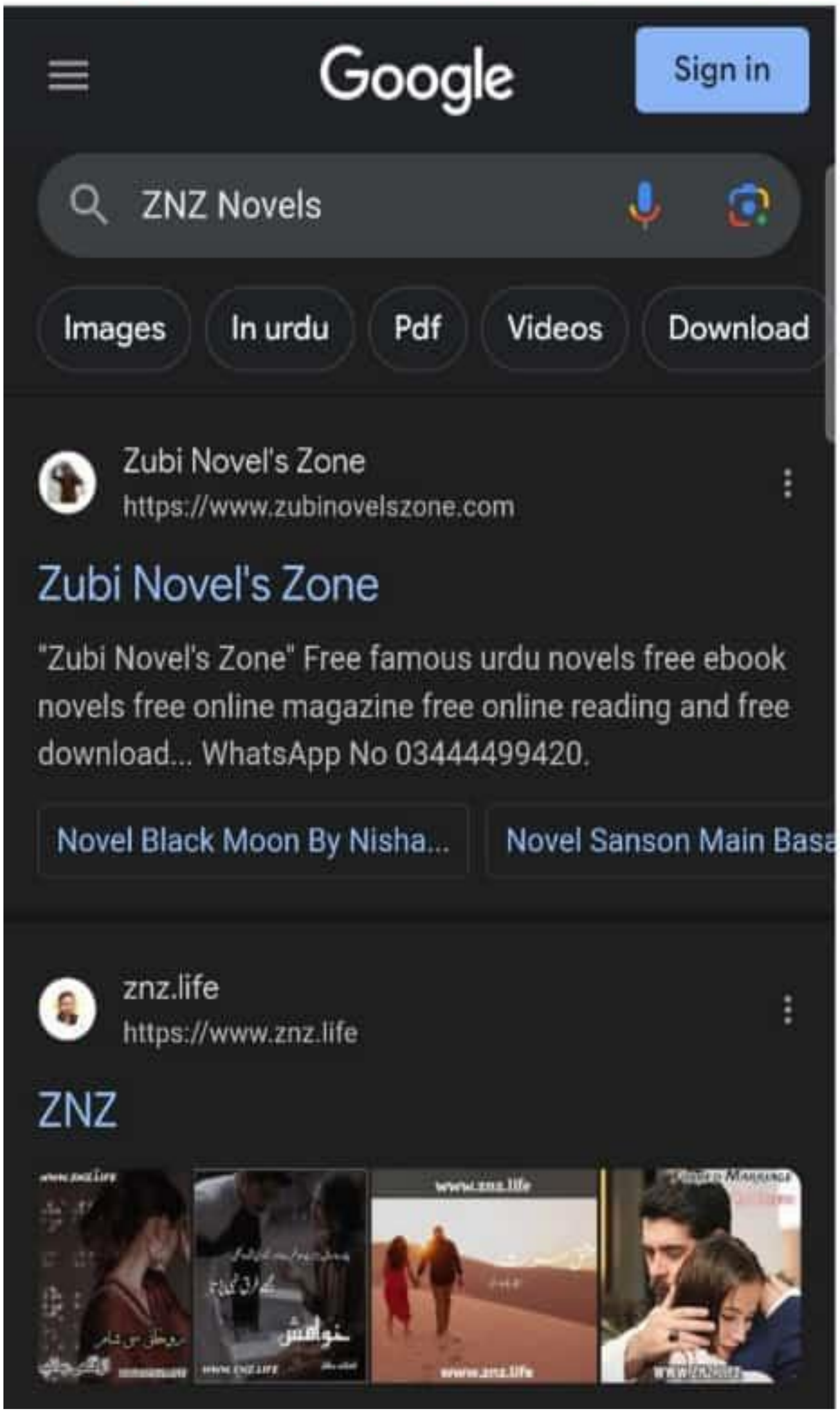

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کرکے
باآسانی ڈاؤنلوڈ کرکے پڑھ لیں
مذید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسیپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now